www.Ghaemiyeh.com
www.Ghaemiyeh.org
www.Ghaemiyeh.net
www.Ghaemiyeh.ir

کریمۃ الخلائق
حضرت ام البنین
سلام اللہ علیہا

اردو

مجمع جہانی شیعہ شناسی

سید ابوالحسنین وزیر حسین علوی

بسم الله الرحمن الرحیم

کریمۂالخلائق حضرت ام البنین علیها السلام

مصنف:

السیدابوالحسنین وزیرحسین العلوی

پرن کرد پبلیشر:

مجمع جهانی شیعه شناسی

یجیل پبلشر:

کمپیوٹر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اصفہان نۂ اسلامی

براؤز کریں

براؤز کریں ----- ۵

کریمہالخلائق حضرت ام البنین علیہا السلام ----- ۱۳

مشخصات کتاب ----- ۱۳

اشارہ ----- ۱۳

فہرست مطالب ----- ۲۲

ماں اُمّ البنین ----- ۳۰

انتساب ----- ۳۱

آغازِ سخن ----- ۳۲

پہلا باب ----- ۳۸

نام، لقب، کنیت، ولادت، حسب ونسب ----- ۳۸

ولادت ----- ۳۹

حسب ونسب ----- ۳۹

خاندانی شہرت ----- ۳۹

دوسرا باب ----- ۴۴

اُمّ البنینؑ کی شادی ----- ۴۴

سچا خواب ----- ۴۵

تیسرا باب ----- ۴۸

حضرت اُمّ البنینؑ کا شوہر ----- ۴۸

ولایت اور محبّت علی علیہ السلام ----- ۴۹

حضرت علیؑ کا چہرہ مبارک دیکھنا عبادت ----- ۵۱

حضرت علی علیہ السلام اور ان کے فرزند اللہ کی طرف سے امت کے ہادی ہیں ----- ۵۲

قرآن و عترت ثقلین ہدایت ----- ۵۲

سفینۂ نجات ----- ۵۴

محمدمصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ کی اولاد علی مرتضیٰؑ علیہ السلام کے صُلب سے ----- ۵۵

حضرت علی علیہ السلام خلیفہ ٔ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ ---- ۵۵
حضرت علی علیہ السلام کی مظلومیت ---- ۵۸
بیعت کا مطالبہ ---- ۵۸
حضرت اُمُّ البنینؑ اور شہادت امیر المؤمنین ؑ ---- ۶۴
چوتھا باب ---- ۶۹
اُمُّ البنینؑ اور اولادِ زہرا ؑ ---- ۶۹
حضرت اُمُّ البنینؑ اورحضرت امام حسینؑ ---- ۷۰
جناب اُمُّ البنینؑ اور خبر شہادت حضرت امام حسینؑ ---- ۷۲
جناب اُمُّ البنینؑ کی حضرت زینبؑ سے ملاقات ---- ۷۴
اُمُّ البنین ؑ اور بقیع میں نوحہ سرائی ---- ۷۵
اُمُّ البنین علیہا السلام اور پیامِ عاشورا ---- ۷۶
پانچواں باب ---- ۸۰
اُمُّ البنین ؑ اور زیارت کربلا ---- ۸۰
چھٹا باب ---- ۸۲
اُمُّ البنین علیہا السلام کی مظلومیّت ---- ۸۲
شمر ذالجوشن الضبابی کی حقیقت ---- ۸۳
امان نامہ کی حقیقت ---- ۸۵
ساتواں باب ---- ۸۸
اولادِ حضرت اُمُّ البنین علیہا السلام ---- ۸۸
انداز تربیت ---- ۸۸
حضرت عبّاس علمدار علیہ السلام ---- ۹۳
حضرت عباس علمدار کی بارہ میں پیغمبر کی بشارت ---- ۹۵
حضرت عبّاس کو حضرت زہرا نے اپنابیٹا کہا ---- ۹۶
حضرت عبّاس علیہ السلام کی زیارت ---- ۹۷
حضرت عبّاس علیہ السلام کا علمی مقام ---- ۹۷
فصاحت و بلاغت ---- ۱۰۰

برادرِ امام حسین علیه السلام ---- ۱۰۰
منزلت شہادت ---- ۱۰۳
تسلیم و رضا ---- ۱۰۵
القاب ---- ۱۰۷
اشاره ---- ۱۰۷
قمر بنی ہاشم ---- ۱۰۷
علمدار ---- ۱۰۸
غازی ---- ۱۰۹
صاحب وِفا ---- ۱۰۹
طہارت و معنویّت ---- ۱۱۱
باب الحوائج ---- ۱۱۲
فقیہ اہل بیت (علیهم السلام) ---- ۱۱۴
عِلم حضرت عبّاس علیه السلام اور ایک عالِم کا حسد ---- ۱۱۵
معنوی وراثت اور سیادت ---- ۱۱۷
اولادِ علی علیه السلام خاندان نِبوت ---- ۱۱۹
جناب اُمُّ البنین کہ بیوہ کی سیادت ---- ۱۲۱
سیادت حضرت عباس علمدار علیه السلام ---- ۱۲۱
سیّد کا لغوی معنی ---- ۱۲۳
سیّد کی تعریف علمائے اسلام کی نظر ---- ۱۲۴
سیدّ مفسرین قرآن کی نظر ---- ۱۲۵
سیادت کی اقسام ---- ۱۲۶
اشاره ---- ۱۲۶
۱) سیادت ذاتی و حقیقی ---- ۱۲۷
۲) سیادت نسبی و شرعی ---- ۱۲۷
سیادت حضرت عبد المطلب ---- ۱۲۸
سیادت حضرت علی علیه السلام ---- ۱۲۹

سیادت حضرت علی علیہ السلام علماءکی نظر میں ---- ۱۳۰
علی علیہ السلام فاطمہ علیہا السلام کا کفو ہیں ---- ۱۳۲
آل علی علیہ السلام معزز ترین نسل ---- ۱۳۶
اُمُّ البنین کا بیٹوں کا لیا خمس حلال ہے ---- ۱۴۲
اُمُّ البنین علیہا السلام کی اولاد آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ میں شامل ہے ---- ۱۴۳
آل اور امّت میں فرق ---- ۱۴۶
اہل بیت (علیہم السلام) کون ہیں؟ ---- ۱۴۷
حضرت عباس علمدار کا آل رسول صلی اللہ علیہ و آلہ سے ہونا پر ایک تاریخی خطبہ ---- ۱۴۷
نماز میں محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ پر درود بھیجنا واجب ہے ---- ۱۴۸
فدک و اولاد اُمُّ البنین علیہا السلام ---- ۱۵۰
جو میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے ---- ۱۵۱
اُمُّ البنین کا دوسرا فرزندحضرت عبداللہ ابن علی (علیہم السلام) ---- ۱۵۴
حضرت ام البنین کی دختر خدیجہ بنت حضرت امام علی علیہ السلام ---- ۱۵۵
ابواب باب ---- ۱۵۸
حضرت اُمُّ البنین کا نامورپوتا اور پر پوتا ---- ۱۵۸
اُمّ البنین علیہا السلام کا پوتا ---- ۱۶۰
اشارہ ---- ۱۶۰
۱ شہزادہ محمدا بن عباس علمدار علیہ السلام (شہید کربلا) ---- ۱۶۱
۲ شہزادہ قاسم ابن عباس علمدار علیہ السلام (شہید کربلا) ---- ۱۶۲
۳و ۴ شہزادہ حسن اورشہزادہ فضل ابن عباس علمدار علیہ السلام ---- ۱۶۴
۵ السیّد عبیداللہ ا بن حضرت عباس علمدار علیہ السلام ---- ۱۶۴
امّ البنین علیہا السلام کا پر پوتا او ر ان کی نسل سے نامور سادات ---- ۱۶۷
اشارہ ---- ۱۶۷
جناب السیّدحسن ابن عبیداللہ ابن عباس علمدار علیہ السلام ---- ۱۶۷
السیّدفضل ابن حسن ابن عبیداللہ ا بن عباس علمدار علیہ السلام ---- ۱۶۸
ابوالعبّاس فضل ---- ۱۶۸

السیّدجعفر ابن فضل ا بن حسن ابن عبیداللہ ابن عباس علمدار ---- ۱۶۹
السیّد حمزہ الاکبر ابن حسن ا بن عبیداللہ ا بن عباس علمدار علیہ السلام ---- ۱۶۹
السیّدعلی بن حمزہ الاکبر ---- ۱۷۰
السیّدمحمد بن علی بن حمزہ الاکبر ---- ۱۷۰
جناب ابوعبید اللہ ابن محمدا بن علی ابن حمزہ الاکبر (محافظ امام عصر) ---- ۱۷۱
عبداللہ ابن حسن ابن عبیداللہ ابن عباس علمدار (علیہم السلام) ---- ۱۷۳
السیّد ابراہیم جردقہ بن حسن بن عبیداللہ بن عبّاس علمدار ---- ۱۷۳
امامزادہ شاہ سیّد علی ۱بن ابراہیم ابن حسن ابن عبیداللہ ابن عباس علمدارر (علیہم السلام) ---- ۱۷۴
السیّدعباس ابن حسن ا بن عبیداللہ ابن عباس علمدار علیہ السلام ---- ۱۷۵
حضرت ابی یعلیٰ حمزہ بن قاسم علوی ---- ۱۷۵
حضرت أبی یعلیٰ حمزہ کا روضہ مبارکہ ---- ۱۷۹
شرفِ زیارت ---- ۱۸۰
السیّد عون قطب شاہ ابن یعلیٰ ا بن ابی یعلیٰ حمزہ الثانی ---- ۱۸۲
اشارہ ---- ۱۸۲
قطب سہ کیا مراد؟؟ ---- ۱۸۳
ازدواج ---- ۱۸۶
سید عون قطب شاہ کی اولاد ---- ۱۸۸
سیّد عون قطب شاہ کی نسل آل عون یا اعوان قطب شاہی ---- ۱۸۸
کسی شخص کو"مَلِک "کہنا جائز نہیں ---- ۱۸۹
اشارہ ---- ۱۸۹
۱)سیّد عبداللہ ابن سیّد عون قطب شاہ ---- ۱۹۱
۲) سید محمد شاہ ابن سیّد عون قطب شاہ ---- ۱۹۲
۳) سیّد مزمل علی شاہ ابن سیّدعون قطب شاہ ---- ۱۹۴
۴)السیّد درّ یتیم جہان شاہ ابن سیّد عون قطب شاہ ---- ۱۹۵
۵)سیّد زمان علی شاہ محسن ابن سیّد عون قطب شاہ ---- ۱۹۵
اشارہ ---- ۱۹۵

آپ کی نسل سے کچھ مشہور اولیاء، زعماء اور علمائے کرام ---- ۱۹۶
حضرت سیّدعبد الحق سجن شاہ ---- ۱۹۶
سیّد سلطان جلال الدّین علوی المعروف بابا شاہ سلطان ---- ۱۹۷
وفات و مدفن ---- ۱۹۷
حضرت بابا سیّد سلطان ؒ ---- ۱۹۸
نواں باب ---- ۲۰۷
جناب اُمّ البنین سے توسل و کرامات ---- ۲۰۷
سو ۱۰۰ صلوات ہدیہ ---- ۲۱۰
صلوات اور سورہ فاتحہ ہدیہ کرکے گمشدہ کو پانا ---- ۲۱۰
ختم سورہ یٰسین ---- ۲۱۱
جناب اُمّ البنین کی نیابت میں سفر کربلا ---- ۲۱۱
ہزار صلوات کا ختم ---- ۲۱۲
اُمّ البنین کودس مرتبہ زیاراتِ عاشورا کا ہدیہ ---- ۲۱۴
جناب ام البنین کے توسّل سے شفاء ---- ۲۱۵
جناب اُمّ البنین کا دستر خوان ---- ۲۱۶
میرا آ ج ہی کربلا کا ویزا چالو ہوا ---- ۲۱۷
امید کا درکھلا ---- ۲۱۸
خدا نے ہم پر بڑا رحم کیا ---- ۲۲۱
میری مادر گرامی کی زیارت کے لیے کیوں نہیں گئے؟ ---- ۲۲۲
اشارہ ---- ۲۲۲
اکبر حیران رہ گئے! ---- ۲۲۵
ا اُمّ البنین علیہا السلام ---- ۲۲۷
اشارہ ---- ۲۲۷
جناب اُمّ البنین کا شکریہ! ---- ۲۲۸
ترک فیملی کو اولاد کی تمنّا ---- ۲۲۹
وزیر اور مجلس عزا ---- ۲۳۰

وزیر اور جناب اُمّ البنین علیها السلام کادستر خوان ---- ۲۳۲
شفاء ازحضرت عبّاس علمدار علیه السلام ---- ۲۳۴
اشاره ---- ۲۳۴
مولا عباس علیه السلام سے مدد ---- ۲۳۷
فرزندِحضرت اُمّ البنین کے نام کی برکت ---- ۲۳۸
اُمّ البنین کے بیٹے غازی عباس سے منسوب عَلَم کی برکت و کرامت ---- ۲۳۹
ثواب سِورے فاتحے اُمّ البنین کوہدیے ---- ۲۳۹
کیا کربلا میے حضرت اُمّ البنین موجود تےی؟ ---- ۲۴۱
دسواے باب ---- ۲۴۵
جناب اُمّ البنین علیها السلام کی رحلت و وفات ---- ۲۴۵
گیارےواے باب ---- ۲۴۷
بارےواے باب ---- ۲۵۱
جناب اُمّ البنین کامدفن مد ینه النّبیّ صلی الله علیه و آله ، جنّه البقیع ---- ۲۵۱
مدینے منوّرے کے قرآنی اسمائے مبارکے ---- ۲۵۲
اشاره ---- ۲۵۲
محل وقوع ---- ۲۵۲
شےر مدینے کی اےم خصوصیات ---- ۲۵۲
مسجد نبی صلی الله علیه و آله ---- ۲۵۴
حضرت رسول خدا صلی الله علیه و آله و فاطمے زےرا کا حجرے ---- ۲۵۴
محراب مسجد نبی صلی الله علیه و آله ---- ۲۵۵
رسول خدا صلی الله علیه و آله کی قبر مطےر ---- ۲۵۵
گنبد خضراء ---- ۲۵۵
ضریح مقدس ---- ۲۵۶
ستون مسجد نبی صلی الله علیه و آله ---- ۲۵۶
اصحاب صُفّے ---- ۲۵۸
مدینے اور اس کے اطراف کی مشےور مسجد یے ---- ۲۵۹

مرقد مطہر حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام ---- ۲۵۹
حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام ---- ۲۶۰
اشارہ ---- ۲۶۰
ولادت وشہادت، حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام ---- ۲۶۵
حضرت عثمان ابن مظعون ---- ۲۶۵
مرقدجناب ابراہیم علیہ السلام ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ ---- ۲۶۶
مرقد جناب عقیل بن ابی طالب علیہ السلام ---- ۲۶۶
مرقدمطہر جناب فاطمہ بنت اسد علیہا السلام ---- ۲۶۶
قبر عبداللہ بن مسعود ---- ۲۶۶
قبرِ سعد بن معاذ ---- ۲۶۷
قبر ابو سعید خدریؓ ---- ۲۶۷
ثواب زیارت اورتعمیر مراقدِ خاندان رسالت ---- ۲۶۷
مکّہ اورمدینہ میں وہابیوں کی تباہ کاریاں ---- ۲۶۸
الہام ضمیمہ ---- ۲۷۱
اشارہ ---- ۲۷۱
حقّانیّتِ اولاد قِمربنی ہاشم حضرت ابوالفضل العبّاس علیہ السلام ---- ۲۷۱
کتاب نایاب کیوں؟ ---- ۲۸۳
حق تو یہ ہے ---- ۲۸۴
سیّادت علویہ ---- ۲۹۰
سیادت کا منکر کون ہے؟ ---- ۲۹۲
آل رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وآلِ علی علیہ السلام کو دکھ دینا گناہ کبیرہ ہے ---- ۲۹۸
اب ہماراچیلنج ہے کہ ---- ۳۰۱
ماخذ ---- ۳۰۳
کہ بارہ میں مرکز ---- ۳۰۸

کریمهالخلائق حضرت ام البنین علیها السلام

مشخصات کتاب

سرشناسه : علوی، ابوالحسنین وزیر حسین

عنوان و نام پدیدآور : کریمهالخلائق حضرت ام البنین علیها السلام والده گرامی حضرت عباس علیه السلام، جده علوی سادات ضمیمه ... [کتاب]/ تالیف و تحقیق السیدابوالحسنین وزیرحسین العلوی.

مشخصات نشر : قم: آشیانه مهر، ۱۴۳۴ ق.= ۲۰۱۳ م. = ۱۳۹۲.

مشخصات ظاهری : ۲۷۹ ص.

فروست : مجمع جهانی شیعه شناسی ؛ ۹۱ .

شابک : ۹۷۸-۶۰۰-۶۱۶۴-۵۴-۰

وضعیت فهرست نویسی : فاپا

یادداشت : اردو.

یادداشت : کتابنامه: ص. [۲۷۷]- ۲۷۹؛ همچنین به صورت زیرنویس.

موضوع : ام البنین، - ۶۴؟ق

رده بندی کنگره : BP۵۲/۲ /الف۷۵ع۸ ۱۳۹۲

رده بندی دیویی : ۲۹۷/۹۷۹

شماره کتابشناسی ملی : ۳۲۸۵۵۲۳

ص: ۱

اشاره

والد گرامی حضرت عبّاس علمدار، جدّ علوی سادات

کریمهُ الخلائِق

حضرت اُمُّ البنین علیها السلام

تألیف وتحقیق

سیّد ابوالحسنین وزیر حسین علوی

المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی قم المقدسہ

ضمیمہ

تاریخ علوی اعوان کا مؤ لف

کا متعصّبانہ اعتراضات کا محقّقانہ جو ا با ت

مجمع جهانی شیعه شناسی

شناسنامه کتاب

کتاب کا نام :.....کریمهُ الخلائِق حضرت اُمُّ البنین علیها السلام

تالیف وتحقیق:..... .....سیّد ابوالحسنین وزیر حسین علوی

تصحیح و نظرثانی: .....سیّد ضیغم عبّاس نقوی؛شیخ فیروز حیدرفیضی

پروف ریڈنگ: ....السّید جناب خان زمان العلوی

تزئین وتنظیم: ....سیّد شاہین حیدر عابدی

کمپوزنگ: .... سیّدہ اُمُّ الحسنین وسیّد علی علوی

ناشر: ....مجمع جہانی شیعہ شناسی

طبع اول : .... ۲۰۱۱ ء ؛ ۱۴۳۲ھ؛ ۱۳۹۰ش

تعداد: ....ایک ہزار{۱۰۰۰}

ہدیہ: ....

ای میل برای حصولِ کتاب: waziralvi@yahoo.com

Cell.Ir.:۰۰۹۸-۹۳۷۳۸۳۰۵۸۶

Cell.Pak:۰۰۹۲-۳۲۱۵۲۵۶۹۱۰

فهرست مطالب

ص: ۹

ماﷺ اُمُّ البنین

خواب میﷺ اکر یﷺ زﷺرا ﷺنﷺ کﷺا تﷺا اپ سﷺ

تم میرﷺ عبّاس بیﷺﷺکی ﷺو ماﷺ اُمُّ البنین ﷺ

زینب ﷺ و کلثوم ﷺ بﷺی اور شبّر ﷺ و شبیر ﷺ بﷺی

بعد زﷺرا ﷺ اپ کو کﷺتﷺ تﷺﷺ ماﷺ اُمُّ البنین ﷺ

(ﷺاکﷺر ماجد رضا عابدی)

ص: ۱۷

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

انتساب

میں اس مختصر کاوش کو بارگاہِ ربّ العزّت میں پیش کرتے ہوئے اس کو سیّدہ النّساالعالمین حضرت فاطمہ الزّہراعلیہا السلام ، ان کے بابا حبیب خدا سیّدالانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ ، ان کے شہنشاہ نامدار سیّد الاولین والآخرین حضرت امام علی مرتضیٰ علیہ السلام ، ان کے بیٹے و جوانانِ جنت کے سیّد و سردار حضرت امام حسن علیہ السلام ، حضرت امام حسین علیہ السلام ، سیّد الوفا حضرت ابو الفضل العبّاس علمدار علیہ السلام اور حضرت قائم آل محمد بقیہ اللہ عجل اللہ تعالی فرجہ ارواحنا لہ الفداء سے

انتساب کے ساتھ ساتھ اس کا ثواب والد مرحوم السّیددل باغ العلوی الشہید اورجملہ مرحومین سادات و مومنین کو ایصال کرتا ہوں

ملتمس دعا

ابو الحسنین وزیر حسین علوی

حوزہ علمیہ قم المقدسہ

آغازِ سخن

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم الحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰالَمِینَ وَالصَّلاہ وَ السّلام عَلیٰ رَسُولِہِ الکَرِیم وَ آلِہِ الطِّیّبِینَ الطّٰاہِرِینَ المَعصُومِینَ

وَعَلیٰ اصحٰابِہِ المُنتجبِینَ وامّا بعد

کریمہُالخلائق، قُدوَہُ المؤمنات، مادر ہاشمی مہتاب، جدہ علوی سادات جناب فاطمہ اُمُّ البنین علیہا السلام نہ حضرت علی علیہ السلام کہ ساتھ ایثار ووفا سے سرشار وہ کامیاب زندگی گزاری جس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی، آپ نہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی اولاد کہ ساتھ حقیقی مامتا کی سی محبّت وفداکاری اور ایثار ووفا داری کی ایک تاریخ رقم کی اور اہل بیت (علیہم السلام) کہ ہر فرد نہ بلکی ان کہ احترام اور قدر دانی کا حق ادا کیا

جناب اُمُّ البنین علیہا السلام ایک ولیہ ٔ خدا تھیں، عرفان الٰہی، معرفت اہل بیت (علیہم السلام) اور علوم ظاہری وباطنی کی حامل تھیں اسی لیہ اللہ تعالیٰ نہ ان کو حضرت فاطمہ الزہرا علیہا السلام

کہ بعد اپنہ ولی اور اپنہ حبیب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ کہ محبوب اور ہر دل عزیز بھائی امیر المؤمنین

حضرت علی علیه السلام کی شریک حیات قرار دیا ان کی زندگی کا سفر تمام مؤمنین ومؤمنات کے لیے اسوۂ ونمونہ اور درس ہے

سیّد الاولیاء حضرت علی علیه السلام نے جس تمنّا کے ساتھ اس باعظمت، شجاع اور پاکیزہ بی بی سے شادی کی، اس کا اظہاراپنے بھائی حضرت عقیل علیه السلام سے ان الفاظ میں یوں کیا:

"انظر الی امراۃ قد ولدتہا الفحولہ من العرب لَا تزوجہا فتلدنی غلاماً فارساً یکون عوناً لولدی الحسین فی کربلا"((۱))

یعنی اے بھائی عقیل! تم میرے لیے عرب کی کسی ایسی خاتون کو تلاش کرو جو بہادروں کی نسل سے ہو تاکہ میں اس سے عقد کروں اور اس کے بطن سے اللہ مجھے بہادر فرزند عطا فرمائے جو کربلا میں میرے فرزند حسین علیه السلام کا عون و مددگار و یاور بنے، اس وقت انہوں نے آپ کو جناب فاطمه بنت حزام سے عقد کر نے کامشورہ دیا اورکہا:

"لیس فی العرب اشجع من آباء ہا و لافارسا"((۲))

عرب میں ان کے آبا و أجداد سے بڑھ کر کوئی شجاع اور بہادر نہیں، بے شک آپ کی یہ تمنّا پوری ہوئی اور ان بھائیوں کی محبّت اور فداکاری تاریخ کی لازوال مثال بن گئی

(بعض دانشور وں نے مولا ئے کائنات کی اس تمنّا "یکون عوناً لِولدی الحسین ہ" "وہ میرے بیٹے حسین ہ کا عون و مددگار و یاور ہو" اور کربلا میں حضرت امام حسین علیه السلام کاحضرت عبّاس علیه السلام کوبیٹے مخاطب کرنا "یا قَمراً مُنِیراً کُنتَ عَونی"((۳)) اے نورافشاں چاند

۱- ناسخ التواریخ، ج ۵؛ عمده الطالب، ص۳۵۷

۲- ناسخ التواریخ، ج ۵؛ عمده الطالب، ص۳۵۷

۳- اسرار الشہادہ، ص ۳۲۳؛ بطل العلقمی، ج۲، ص ۱۵۱؛ حضرت عباس مظہر کمالات و کرامات،ج۱،ص ۴۸۷

تو ہر مشکل میں میرا عون و مددگار ویاور ہو، کہ پیش نظر کھا ہو کہ شاید اسی بنا پر پاک و ہند میں موجود حضرت عبّاس علیه السلام کی اولاد، علوی سادات کا ایک لقب "اعوان" معروف ہو گیا۔اس کی تفصیل بعد میں آئے گی)۔

زوجہ شوہر کہ گھر آنے کہ بعد کچھ حقوق کی حق دار ہوتی ہو اور شوہر کہ لیے بھی ضرور ی ہو کہ وہ حقوق کو ادا کرے، آپ پر ہماری جانیں قربان کہ آپ نے مولائے کائنات کہ ساتھ وہ مثالی زندگی گزاری کہ آپ سے زندگی بھر حضرت علی علیه السلام کو کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی، اس کہ ساتھ ساتھ آپ نے اپنے آپ کواس طرح سے پیش کیا کہ آپ کا وجود بابرکت کبھی ایک لمحہ کہ لیے بھی حضرت علی علیه السلام پر گراں نہ گزرا۔ پس اگر کسی کو پر سکون زندگی گزارنا ہو تواسے آپ حضرات کی سیرت پر عمل کرنا ہوگا۔

حضرت فاطمہ اُمُّ البنین علیها السلام خود ایک معزّز خاندان کی باعظمت خاتون تھیں مگر مولا کہ گھر آکر ایسی فنا فی اللہ ہوگئیں کہ اپنی خاندانی وجاہت تو درکنا راپنے نام کا بھی ذکر مناسب نہ سمجھا اس لیے سیّد الاولیاء سے عرض کی کہ: اے میرے سیّد و مولا !مجھے میرے نام (فاطمہ)سے

نہ پکارا جائے جس کی بنا پر مولا۔ آپ کو اُمُّ البنین (بیٹوں کی ماں)کہہ کر پکارا کرتے تھے نیز آپ نے اپنے آپ کواس گھر کی مالکہ نہیں بلکہ خادمہ سمجھا۔

آپ کا یہی کردار، تواضع، قوی ایمان اور حضرت فاطمہ الزہر علیها السلام ا نیز ان کی اولاد سے معرفت بھری محبّت و مودّت تھی کہ آپ نے حضرت فاطمہ زہرا علیها السلام کی اولاد کو اپنی اولاد سے بھی کرچھا اور شہزادی فاطمہ زہرا علیها السلام نے بھی آپ کی اولاد کو اپنی ہی اولادسمجھا، اسی لیے حضرت فاطمہ زہرا علیها السلام عالم خواب میں جناب اُمُّ البنین علیها السلام کو حضرت عبّاس علیها السلام کی ولادت سے پہلے یہ خبر دیتی ہیں کہ "آپ عنقریب میرے بیٹے عبّاس کی ماں بننے والی ہیں"نیز یہ

بلی نقل ہے کہ روز قیامت جب پوچھا جائے گا کہ اپنے بابا کی امت کی شفاعت کے لیے کیا لائے ہیں تو

آپ فرمائیں گی "کفانا لأجل ہذا المقام الیدان المقطوعتان عن ابنی العباس" ((۱))میرے بیٹے عباس کے دو کٹے ہوئے شانے امت کی شفاعت کے لیے کافی ہیں"

مکتب امامت اور درسگاہ علوی کی یہ عالمہ وفاضلہ اس درجے کمال تک پہنچی کہ واسطہ فیض الٰہی بن گئی، راہ خدا میں اس خلوص سے اپنے جگرکے پاروں کی قربانی پیش کی کہ جب راوی نے آپ کو چار بیٹوں کی شہادت کی خبر دی تو فرمایا: "اَولادِی وَ مَن تَحتَ الخَضراءِ کُلُّھُم فَداء لِأبی ابی عَبدِاللہ الحسین علیہ السلام "((۲)) میری اولاد اور جو کچھ آسمان کے نیچے ہے سب حضرت ابا عبداللہ امام حسین پر قربان ہو " یہ ان کی معرفت و عرفان کی بلندی تھی جس کی بنا پر آج لوگ بارگاہِ الٰہی میں ان سے توسّل کی برکت سے اپنی مرادیں پا رہے ہیں، ان کی کرامات ان کی معنوی اور باطنی شخصیّت کا آئینہ دار ہیں

اگرچہ اس مختصرکتاب میں آپ کے تمام فضائل و کمالات کا احاطہ کرنا مشکل تھا لیکن پھر بھی یہ کتاب بہت سی خصوصیات کی حامل ہےسب سے اہم یہ کہ ہر مطلب معتبر حوالہ جات سے اخذ کرنے کے بعدسادہ اور آسان انداز سے پیش کیا گیا ہے تاکہ ہر خاص و عام استفادہ کر سکے

اس کے علاوہ اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ میں اس بات کا مدعی نہیں ہوں کہ یہ کتاب ہر لحاظ سے کامل ہے،البتہ بعض مطالب مزید تحقیق طلب ہیں کہ جن پر انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں کافی دقّت کی جائے گی الغرض یہ کہ اس مسئلہ کا فیصلہ اپنے قارئین پر

۱- حضرت ام البنین علیہا السلام ، مصائب آل محمد ،۴۱۹؛ معالی السبطین، ج ۱،ص ۴۵۲

۲- سوگنامہ آل محمد، ص ۵۲۸

چ□و□تا □و□ امید □□ ک□ باب الحسین علیه السلام اور باب الحوائج علیه السلام میر□ اس ناقابل □دی□ کو قبول فرماکرضرو رنظر عنایت فرمائی□ گ□□

حضرت اُمُّ البنین علیها السلام ک□ بی□□، پوت□، پرپوت□ اور اس سلسل□ ٔجلیل□ س□ نسل در نسل ب□ت س□ افراد علم وتقوی□، شجاعت وسخاوت اور باطنی ومعنوی علوم می□ نابغ□ روزگار ت□□، تاریخ، رجال اور سیرت نگاری کی کتابو□ می□ ان ک□ مستند تذکر□ موجود □ی□،کسی عرب شاعر ن□ اس سلسل□می□ جناب اُمُّ البنین علیها السلام کو یو□ کیا خوب مبارک باد دی □□:

لَی□نّکِ یا اُمّ البنین بساده من فضل الابناء والاحفاد ((۱))

"ا□ اُمُّ البنین علیها السلام (بی□و□ کی ما□)! آپ کو مبارک بادی کا تحف□ پیش کرتا □و□ ک□ آپ کس قدر بابرکت خاتون □ی□، آپ ک□ بی□□، پوت□ اور ان کی اولاد سب ک□ سب معزّز سادات می□ شمار □وت□ □ی□"□

□م ن□ اس تاریخی حقیقت کو اس مختصر سی کتاب می□ پیش کرن□ کی سعی کی □□ تاک□ اپنا ایک فریض□ ادا □و اور ساتھ ساتھ اس سلسل□□ جلیل□ س□ عشق ومحبّت رکھن□ والو□ ک□ لی□ معرفت کا ایک دریچ□ کھل□ اور و□ اپنی تاریخی عظمت اور شرعی ذم□ داری کا احساس کری□□

۱- □ سید ضمیر اختر نقوی، حضرت ام البنین علیها السلام ،ص ۲۸۴□

آخر میں ان تمام احباب، اساتید،بالخصوص والدین اورمحترم ماموں جان کا ممنون کرم ہوں جنہوں نے نور علم کی طرف رہنمائی فرمائی اور ان لوگوں کے بہترین تعاون اور ہمّت افزائی کی بدولت میں یہ ہدیہ بفضل اللہ آپ کی خدمت میں پیش کر نے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں

ملتمس دعا

ابوالحسنین وزیر حسین علوی

حوزہ علمیہ قم المقدسہ

Email:waziralvi@yahoo.com

Pak.Cel.No.۰۰۹۲-۳۲۱۵۲۵۶۹۱۰

Ir.cel.No.۰۰۹۸-۹۳۷۳۸۳۰۵۸۶

پ□لا باب

نام، لقب، کنیت، ولادت، حسب ونسب

ا□ل عرب مي□ □ر شخص کی پ□چان ک□ تین عنوان □وت□ □ي□، نام، لقب، کنیت□

نام: جس ک□ ذریع□ □ر فرد معاشر□ مي□ پ□چانا جاتا □□، جیس□ علی ، فاطم□"□

لقب: جو انسان کی خاص صفت س□ متعلق □وتا □□ اور اس س□ کسی خاص شخص کا ارادہ کیا جاتا □□ اور ی□ اکثر وبیشتر آدمی کی مدح ک□ لی□ □وتا □□، جیس□ سیّد الشّ□داء، باقر العلوم، اور ک□ی غیر مدح ک□ لی□ ب□ی آتا □□□

کنیت: ک□ی ایسا □وتا □□ ک□ انسان کو نام س□ ن□ي□ پکارت□ بلک□ کنای□ س□ آواز دیت□ □ي□، □ر زبان مي□ اس طرح آواز دینا رائج □□، عربی زبان مي□ جو عنوان "اب" اور "اُمّ" ک□ ذریع□ شروع □وت□ □ي□ و□ کنای□ س□ آواز دین□ ک□ لی□ استعمال □وت□ □ي□، ا□ل عرب ان□ي□ کنیت ک□ت□ □ي□ جیس□:ابو القاسم، ابوطالب، اُم ابیہا، اُمُّ البنین□

آپ کا نام فاطم□ اور مش□ور کنیت اُمُّ البنین علیها السلام ت□ی تاریخ مي□ آپ اسی کنیت س□ مش□ور □ي□، آپ ک□ والد گرامی کا نام جناب حزام اور والدہ محترم□ کا نام جناب ثمام□ ت□ا□

ولادت

آپ کی پیدائش ۵ ق مدینہ منوّرہ میں ہوئی((۱))

حسب ونسب

باپ کی جانب سے نسب:

جناب فاطمہ اُمُّ البنین بنت حزام ابن خالد ابن ربیعہ ابن وحید ابن کعب ابن عامر ابن کلاب ابن ربیعہ ابن عامر ابن صعصعہ ((۲))

ماں کی جانب سے آپ کا نسب:

اُمُّ البنین فاطمہ بنت ثمامہ بنت سہیل ابن عامر ابن مالک ابن جعفر ابن کلاب (۳)

خاندانی شرافت

تاریخ شاہد ہے کہ جناب اُمُّ البنین علیها السلام کے اجداد کا سرزمین عرب کے شجاع ترین افراد میں شمار ہوتا تھا اور مورّخین نے جنگ کے وقت ان کی دلیری و بہادری کو بیان کیا ہے اور طاقت و شجاعت کے علاوہ آپ اپنی قوم کے سردار اور پیشوا تھے

سلاطین زمانہ آپ کے سامنے سر تسلیم خم کرتے رہے

یہ بات بلا وجہ نہیں تھی کے جناب عقیل علیه السلام نے حضرت امیر المومنین علیه السلام سے کہا:عرب کی سرزمین پر جناب اُمُ البنین علیها السلام کے اجداد سے زیادہ شجاع اور بہادر کوئی نہیں ہے

۱- ۱اُمُّ البنین سیّده النساء العرب، ص۶

۲- عمدہ الطالب، ص ۲۵۶؛ سر السلسلہ العلویہ، ص ۸۸؛ ام البنین علیها السلام نماد خود گذشتگی، ص ۱۷

۳- حوالہ ایضاً

جناب اُمُّ البنین علیها السلام کی ننیالی خاندان میں جناب عامر ابن مالک ابن جعفر ابن کلاب تھیں جو جناب اُمُّ البنین علیها السلام کی مادر گرامی حضرت ثمامہ کی دادا تھیں، جناب عامر کو شجاعت وبہادری کی وجہ سے "ملاعب ا لاسنہ" کی عنوان سے یاد کیا جاتا تھا، حسان اور روس ابن حجر سے اشعار منقول ہیں، وہ جناب عامر کی مدح میں کہتے ہیں:

یُلاعِبُ اَطرَاف الاَسِنَّهعامِر فَراحَ لَهُ حَظُّ الکَتائِب اِجمَع ((۱))

عامر نوک نیزہ سے کھیلتے ہیں پس وہ تنہا اپنے اندر ایک لشکر کی طاقت لیے ہوئے ہیں

جناب ابو براء عامرابن مالک کلابی، شجاعت میں بے نظیر شخصیت کے مالک تھے جس کی وجہ سے ان کو ملاعب الاسنہ (نیزہ باز)کا خطاب دیا گیا تھا((۲))

ایک دفعہ عامر ابن مالک کے بھتیجے عامر ابن طفیل اور علقمہ بن علا ثہ کے درمیان یہ بات ہوئی کہ جو بھی حسب و نسب اور شجاعت میں قابل افتخار ہو اور منصف کا فیصلہ اس کے حق میں ہو تو دوسرے سے سوا ونہ لے گا لہذا دونوں نے اپنے اپنے ایک فرزند کو بنی وحید کے

پاس گروی رکھ دیا لہذاجب ابن طفیل نے اس سلسلے میں اپنے چچا عامرابن مالک سے مدد چاہی تو اس بہادر نے اسے اپنی نعلین دے کر کہا: اس کے ذریعے اپنی شجاعت و شرافت کو ثابت کروکیوں کہ میں نے اس کے ذریعے چالیس مرباع حاصل کیے ہیں((۳))

واضح ر ہے کہ جنگ میں حاصل کیے گئے چوتھا ئی مالِ غنیمت کومرباع کہتے ہیں،قبل از اسلام جب ایک قبیلہ دوسرے قوم و قبیلہ پر فتح و کا میابی حاصل کرتا تھا تو مرباع کی مقدارکے برابر مال قبیلہ کے رئیس و سردار کی خدمت میں پیش کیا جاتاتھا

۱- رسالہ ابن زیدون در حاشیہ شرح صفدی برلامیہ العجیم، ج۱، ص۳۱۷؛ ستارہ درخشان مدینہ،ص۱۹

۲- الاصابہ، ج۲، ص ۲۵۸

۳- اغانی، ج ۱۵، ص ۵۰؛ بلوغ الأرب، ج۱، ص ۲۱۷

یہ نعلین قوم کے رئیس و پیشوا سے مخصوص تھی کہ جسے وہ ایام جنگ میں پہنتے تھے ورنہ کوئی ایسی خاصیت نہیں تھی کہ جس کی وجہ سے نسبی فخر و مباہات کو ثابت کرنے کہ لیے اسے پیش کرتے، یہ فقط غلبہ و نصرت کی ایک علامت تھی۔

بے شک وہ اپنے زمانے کے صاحب عزّت و عظمت ،عرب کے نامور شجاع اور شہر آفاق بہادر تھے جب کوئی عرب، بادشاہ روم کے پاس جاتا تھا تو وہ اس سے پوچھتا تھا کہ تمہارا عامر ابن طفیل سے کیارابطہ پایا جاتا ہے؟ اگر وہ اپنے اور عامر کے درمیان رشتہ داری بتا تا تو وہ اس کی بہت عزّت اور احترام کرتا تھا نیز اس کے ساتھ رحم دلی اور حسن سلوک سے پیش آتا تھا ورنہ اس کے ساتھ اتنا اچھا برتاوہ نہیں کرتاتھا۔((۱))

عامر ابن مالک آخری ایاّ م میں بستر بیماری پر تھے انہوں نے حضرت امُّ البنین علیها السلام کے والد بزرگوار جناب حزام کے چچا جناب لبیدابن ربیعہ(شاعر)کو تحفہ تحائف دے کر پیغمبر اسلام صلی الله علیه و آله کی خدمت میں بھیجا تو لبید نے آپ کی خدمت میں کچھ اشعار پڑھے جن میں سے ایک شعر یہ ہے:

الا کُلُّ شَیئٍ مَا سِوَی اللّٰہِ باطِل وَکُلُّ نَعِیمٍ لَا مَحالَۃَ زَائِل ((۲))

آگاہ رہو!کہ خدا کے سوا ہر چیز باطل ہے اور ہر نعمت ناچار زوال پذیر ہے

تو اس موقع پر رسول خدا صلی الله علیه و آله نے فرمایا تھا کہ: ”صحیح ترین بات جو کسی عرب کی زبان پر جاری ہوئی ہے وہ لبید کی بات ہے“

آپ نے خاک میں لعاب دہن ملا کر جناب عامر کے لیے ارسال فرمایا، اس سے آپ کو شفا ملی گویا پیغمبر اسلام صلی الله علیه و آله جانتے تھے کہ اس کی نسل سے ایک خاتون میرے بھائی

۱- ۔ رسالہ ابن زیدون، حاشیہ شرح صفدی، ج۱، ص۱۳۰۔

۲- ۔ سفینہ البحار، ج۲، ص۵۰۳۔

علی علیه السلام کی زوجہ بن کر، ان کی وفادار اور بہادر بیوی کی مانند بنی گی جو میرے حسین علیه السلام کی مدد کرے گی۔

لبید دنیائے عرب کے بہت بڑے شاعر تھے، مگر حلقہ بگوش اسلام ہونے کے بعد فقط قرآن پڑھتے نظر آتے تھے، ان کا ایک شعر بہت معروف ہے:

اَلحَمدُ لِلّٰہِ اِذَا لَم یَاتِنِی أجَلی حتّی لَبِستُ مِن الاسلامِ سَربالاً (۱)

خدا کا حمد و ثنا بجالاتا ہوں کے مجھے موت نہیں دی یہاں تک کے میں نے لباسِ اسلام زیب تن کیا، انہوں نے نذر کی تھی کے جب بادِصبا چلے گی، میں ایک اُونٹ ذبح کرکے لوگوں کو کھانا کھلاؤں گا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کے حضرت اُمُّ البنین کا خاندان شجاعت کے ساتھ ساتھ علم وادب میں بھی شہرت رکھتا تھا نیز دینِ اسلام، پیغمبراکرم صلی الله علیه و آله اور اہل بیت (علیهم السلام) کے ساتھ بے پناہ محبت وعقیدت رکھتاتھا۔

۱- ۔ الاعلام، ج۶، ص ۱۰۴؛ تنقیح المقال، ج۲، ص ۴۳۔

دوسرا باب

اُمُّ البنینؑ کی شادی

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ کی لخت جگر حضرت فاطمہالزہرا علیہا السلام کی راہ حق میں شہادت کے بعد اپنے بھائی حضرت عقیل علیہ السلام (جو اہل عرب کے انساب سے بخوبی واقف تھے)سے کہا:

"یا اخی! "انظرالی امراۃ قدولد تہا الفحولهمن العرب لا تتزوّجہا فتلدلی غلاماً فارساً یکون عوناً لولدی الحسین فی کربلا"۔ ((۱))

"اے بھائی! میرے لیے عرب کی کسی ایسی خاتون کو تلاش کروجو بہادروں کی نسل سے ہو تاکہ میں اس سے نکاح کروں پھر اس کے بطن سے اللہ مجھے ایک بہادرا ورشجاع فرزندعطا کرے جو کربلا میں میرے فرزند حسین علیہ السلام کا عون و مددگار و یاور بنے"۔

چنانچہ جناب عقیل علیہ السلام نے آپ کو جناب فاطمہ بنت حزام سے نکاح کرنے کی تجویز دی جن کا قبیلہ بنی کلاب، عرب میں بہادری اور شجاعت کے لحاظ سے بہت مشہور تھا۔

۱- ۔ تنقیع المقال، ج ۳، ص ۷۰؛ عمده الطالب، ص۳۵۷، فصل العبّاس؛ اعیان الشیعہ، ج ۸، ص ۳۸۹ ۔

اس لیۓ کۓ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ کا فرمان ہۓ کۓ: شادی کرتۓ وقت اچھۓ خاندان سۓ شائستۓ شریک حیات کا انتخاب کرو کیونۓ کۓ ماۓ کۓ عادات واطوار کۓ ساتۓ ساتۓ ماموں کۓ صفات بھی بچۓ میۓ منتقل ہوتی ہیۓ

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ نۓ شریک حیات کی صفات بیان کرتۓ ہوئۓ ارشادفرمایا:

"تمہاری عورتوں میۓ سۓ بہترین وہ ہۓ جوبچۓ جنم دینۓ والی ہو، باعفت وباعزّت ہواور شوہر کا احترام اور اطاعت کرۓ نیزشوہر کی غیرموجودگی میۓ خیانت نۓ کرۓ"((۱))ہۓ

اس طرح آپ صلی اللہ علیہ و آلہ نۓ فرمایا:"ایّاکم وخضراء الدمن "(۲)

یعنی تم بۓ عفت حَسِین اور بۓ دین عورتوں سۓ پرہیز کرو

اس طرح مولاۓ ئۓ کائنات علیہ السلام نۓ ہمیۓ درس دیا کۓ دیکھو شادی کا بہت اہم مقصد ہوتا ہۓ اور یہ کۓ شریک حیات کۓ انتخاب کۓ وقت کن اصولوں کو مدّ نظر رکھو

آپ نۓ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ کی بیان کی ہوئی صفات اورخصوصیات کو پیش نظر رکھتۓ ہوئۓ اپنۓ بھائی حضرت عقیل کوجناب فاطمہ بنت حزام کی خواستگاری کۓ لیۓ ان کۓ ہاں بھیجا تورشتۓ کا پیغام سننۓ کۓ بعد جب جناب حزام بن خالد اپنی زوجہ اور بیٹی کی رضایت جاننۓ کۓ لیۓ کمرۓ میۓ داخل ہوئۓ تو کیا دیکھا !

سچا خواب

جناب اُمُّ البنین علیہا السلام اپنی ماۓ سۓ یوں خواب بیان کر رہی ہیۓ کۓ:

"امی جان !میۓ نۓ خواب میۓ دیکھا ہۓ کۓ میۓ سبز وشاداب اور درختوں سۓ بھرۓ باغ میۓ ہیۓ ہوں، وہاں کافی نہریں اور پھل موجود ہیۓ، چانداور ستارۓ نکل رہۓ

۱- ۔ وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ، محمد حر عاملی، ج ۲، ص۲۲۔

۲- ۲۔ مقنع، شیخ مفید، ص ۷۹۔

یہ اور میں اُن کو دیکھ کر خلقت خدا کے بارے میں غور و فکر کر رہی ہوں نیز آسمان کے بارے میں جوبغیر ستون کے اتنی بلندی پر قائم ہے اور اسی طرح چاند اور ستاروں کی روشنی وغیرہ کے بارے میں غور وفکر کر رہی تھی کہ چاند آسمان سے اتر کر میرے دامن میں آ گیا اور اس سے ایک نور ساطع ہواجس سے آنکھیں خیرہ ہوگئیں، میں حیرت زدہ تھی کہ مزید تین نورانی ستارے میں نے اپنے دامن میں دیکھے، اُن کے نور نے بہی مجھے مبہوت کر دیا، میں حیرت اور استعجاب میں غرق تھی کہ ہاتف غیبی آئی جس میں میرا نام لے کر مجھ سے خطاب کیا، میں نے آواز تو سنی مگر اسے دیکھ نہ سکی، آواز آ رہی تھی:

"اے فاطمہ تمہارے لیے خوش خبری ہے، روشن چاند اور تین ستاروں کی نورانیت اور سیادت کی، جن کے محترم باپ، پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ کے بعد تمام انسانوں کے سیّد و سردار ہیں" پھراس کے بعد میں بیدار ہوئی جب کہ میں خوف زدہ تھی!

اے ماں ! میرے اس خواب کی تعبیر کیا ہوگی؟

ماں نے اپنی فہیم اورعقل مند بیٹی سے کہا:

"تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ عنقریب ایک جلیل القدرصاحب عزّت و عظمت شخصیت سے تمہاری شادی ہوگی جس کی اطاعت امّت پر واجب ہو گی ، اُن سے تمہارے چار فرزند ہوں گے جس میں پھلا روشن چاند کی طرح ہو گا اور تین درخشندہ ستاروں کے مانند ہوں گے"

ماں بیٹی کی محبت بھری باتیں جاری تھیں کہ جناب حزام بن خالد نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف سے ازدواج کا پیغام سنا یا اور رضایت طلب کی؟ شرم وحیا کی ملکہ جناب فاطمہ اُمُّ البنین علیہا السلام قلبی مسرّت کے ساتھ خاموش رہیں مگر آپ کی والدہ جو خاندان نبوّت سے محبت اور امامت و ولایت پر پختہ اعتقاد رکھتی تھیں، کہا:

"ا حزام! خدا کی قسم! میں نے اس کی ایسی تربیت کی ہے کہ یہ وحی و نبوّت اور علم و حکمت کے گھرانے میں حضرت امام علی علیها السلام کی خدمت میں رہ کر خداکی بارگاہ میں سعادت مند قرار پائے گی آپ ان کی مو لائے کائنات حضرت امام علی علیها السلام سے شادی کر دیجیے" (۱)

جناب عقیل علیه السلام نے اپنے بھائی حضرت علی علیه السلام کی طرف سے وکالتًاخطبہ نکاح جاری کیا اس طرح حضرت فاطمہ اُمُّ البنین علیها السلام ستر۷۰ رجب، ۲۱ ھ کو مبارک دن حضرت علی علیه السلام کی شریک حیات قرار پائیں اور نہایت محبّت اور مہربانی کے ساتھ عصمت و طہارت کے گھر میں قدم رکھا جناب اُمُّ البنین علیها السلام نے کہا :"خداکی قسم! میں حسن علیه السلام اور حسین علیه السلام کے لیے ہمدرد اور مہربان ماں کی طرح رہوں گی "(۲)

بے شک آپ نے حضرت فاطمہ زہرا علیها السلام کے بچوں کی خدمت و محبّت میں حقیقی ماں کا کردار ادا کیا

حضرت علی علیه السلام نے اپنی زوجہ میں وسعت عقل، پختگی ایمان، عمدہ اخلاق وآداب اور نیک صفات مشاہدہ کیے تو صمیم قلب کے ساتھ آپ کی عزّت و تکریم کی اورہمیشہ بہت خیال رکھا

۱- محمد علی الناصری، عباس بن علی ،ص ۳۶ـ۳۸؛ ستارہ درخشان مدینہ، ص ۲۴ـ۲۵

۲- ام البنین علیها السلام نماد از خود گذشتگی، ص ۱۹

تیسرا باب

حضرت اُمُّ البنینؑ کا شوہر

آپ کا شوہر نامدار سیّدالاولیاحضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام فضائل میں منفرد اور بے نظیر ہیں آپ کا والد کفیل و عمّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ ، مومن آل قریش، ابو الائمہ، سیّد البطحاء جناب ابو طالب علیہ السلام اور والدہ اُمّ الائمہ و عمّہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ جناب فاطمہ بنت اسد علیہا السلام ہیں

آپ کی ولادت دس سال قبل از بعثت ۱۳ رجب المرجب جمعہ المبارک کی صبح بیت اللہ شریف کے اندر مکہ مکرمہ میں ہوئی، خلائق عالم میں یہ سعادت فقط آپ کو ہی نصیب ہوئی، آپ نجیب الطرفین ہاشمی ہیں((۱))

۱- ۔ امینی، الغدیر، ج ۶۔

ولایت اور محبّت علی علیه السلام

اللہ تعالی نے آپ کو ولی بنا کر بھیجا قرآن میں متعدد آیات آپ کی شان اقدس میں نازل ہوئیں، پیغمبر اسلام صلی الله علیه و آله نے خطبوں دعوت ذوالعشیر سے لے کر خطبہ غدیر خم تک، ہر خطبہ اوروصیت میں آپ کی وصایت و ولایت اور مرجعیت وخلافت کا اعلان فرمایا:

"من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ؛ ان علیاً منّی و انا منہ وہو ولی کل مؤمن من بعدی"((۱))

جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہیں؛میں علی سے ہوں اور علی مجھ سے ہیں اور وہ میرے بعد تمام مؤمنوں کے ولی ہیں

پیغمبر اکرم صلی الله علیه و آله فرماتے ہیں:

علی کاگوشت میرا گوشت ہے ان کاخون میرا خون ہے وہ میرے علم کا مخزن ہے((۲))

نیز آپ حضرت صلی الله علیه و آله نے فرمایا: اگر کوئی نوح کی عمر کے برابر خدا کی عبادت کرے اور اُحد کے پہاڑ کے برابر راہ خدا میں سونا دے اور ہزار مرتبہ حج بجا لائے پھرصفا اور مروہ کے درمیان مظلوم قتل ہوجائے لیکن اے علی! اگر آپ سے دوستی اور محبت نہیں رکھتا تووہ جنت میں نہیں جا سکتا یہاں تک کہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکتا ((۳))

آپ حضرت صلی الله علیه و آله نے فرمایا: اگر تمام درخت قلم ، دریا روشنائی اور جن حساب کرنے والے بن جائیں اور تمام انسان لکھنے والے ہوں تب بھی حضرت علی علیه السلام کے فضائل وکمالات کو شمار نہیں کر سکتے((۴))

۱- ینابیع الموده، ج ۲، ص۳۵؛ذخائر العقبی، ص۶۸، بحوالے سنن ترمذی، نسائی و ابن ماجہ

۲- ذیل اللئالی، ص۶۵

۳- کنز الحقائق، ص۶۷

۴- مناقب خوارزمی، ص۲۲۹۱۸؛ کافیہ الطالب، ص۱۲۳

نیزفرمایا:علی کا امت پر حق اس طرح ہے کہ جس طرح باپ کا اپنے فرزند پر ہوتا ہے((۱))

ترمذی، عمر ابن خطاب سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا:

"من احبّک یا علی کان مع النّبیین فی درجاتھم یوم القیامہ ومن مات یبغضک فلا یبالی مات یھودیا او نصرانیا"(۲)

"اے علی جوشخص آپ کو دوست رکھے گا وہ قیامت کے دن پیغمبروں کے درجے میں محشور ہو گا اور جو اس حالت میں مرے کہ آپ سے بغض اور کینہ رکھتا ہو تو اس کو لیے کوئی پرواہنیں کہ اس کی موت یہودی کی موت ہو یا نصرانی کی"

"وقال صلی اللہ علیہ و آلہ "یا علی لا یحبّک الا مؤمن ولا یبغضک الّا منافق"((۳))

نیز پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا:"اے علی! آپ سے کوئی محبّت نہیں رکھتا مگر وہ کہ جو مومن ہو اور آپ سے کوئی دشمنی نہیں رکھتا مگر وہ کہ جو منافق ہو"

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا:

"یا علی فطوبیٰ لمن احبّک وویل لمن ابغضک وکذب علیک فاما الّذین احبوک وصدقوا فیک فھم جیرانک فی دارک و رفقاؤک فی قصرک واما الّذین ابغضوک وکذبوا علیک فحق علی اللّٰہ ان یوقفھم موقف الکاذبین یوم القیامہ"((۴))

۱- ذیل اللئالی، ص ۶۰

۲- ذخائر العقبیٰ، ص۶۸، بحوالہ سنن ترمذی، نسائی و ابن ماجہ

۳- اسد الغابہ، ج ۳، ص ۶۰۲ و تحفہ الاحوذی ابواب المناقب علی ، حدیث۱۰۳۸۱۹ ۲۴۰۲۳۹ و صحیح مسلم، صحیح ترمذی اورجناب ترمذی کہتے ہیں کہ: یہ حدیث صحیح اور حسن ہے

۴- اسد الغابہ، ج ۳، ۵۹۸

"ا علی ! جس نے آپ سے محبت کی اس کی لیے اچھائی ہے اور جس نے آپ کی نسبت اپنے دل میں بغض و حسد رکھا اور آپ کی نسبت جھوٹ بولا تو اس کی لیے [دنیا و آخرت میں]بربادی ہے اور جن لوگوں نے آپ کو دوست رکھا اور آپ کی نسبت صدق بیانی سے کام لیا تو وہ جنت میں آپ کے ہمسایوں اور آپ کے دوستوں میں ہوں گے لیکن جن لوگوں نے آپ کی نسبت اپنے دلوں میں بغض وحسد اور کینے رکھا اور آپ کی نسبت جھوٹ بولا تو اللہ تعالی کو یے حق پہنچتا ہے کے ان کا ٹھکانے روز محشر جہنم میں جھوں بولنے والوں کے ساتھ کرے گا" ۔

گویا ان کی محبت وہ میزان الٰہی ہے کے جس سے مومن اور کافرمیں امتیاز پیدا ہوتا ہے، اب بھی اگر کوئی ان سے دوری اختیار کیے ہوئے ہے تو یقینا وہ راہ راست سے بھٹکا ہوا ہے

حضرت علیؑ کا چہرہ مبارک دیکھنا عبادت

جناب ابن مغازلی حضرت عائشہ سے نقل کرتے ہیے کے: "میں نے دیکھا میرے بابا! حضرت علی علیها السلام کے چہرے کی طرف بہت زیادہ دیکھتے ہیے! میں نے پوچھا!اس کی کیا وجہ ہے؟ تو بابا نے جواب دیا: بیٹی میں نے رسول خدا صلی الله علیه و آله سے سنا ہے کے آپ صلی الله علیه و آله نے فرمایا:

"النظر الی وجہ علی عباده"((۱))یعنی علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے

امت کے ہادی

۱- ۔ مناقب خوارزمی ،فصل ۲۳، ص ۱۶۲؛ تاریخ دمشق، ج۲ ، ص۳۹۱؛ البدایہ و النہایہ ،ابن عساکر، ج ۷ ،ص ۸۵۳۔

حضرت علی علیه السلام اور ان کی فرزند اللہ کی طرف سے امت کی ہادی ہیں

عن جابربن عبداللّٰہ قال رسول صلی اللہ علیہ و آلہ : "ان اللّٰہ جعل علیاً وزوجتہ وابنائہ حجج اللّٰہ علی خلقہ و ہم ابواب العلم فی امّتی من اقتدی بہم ہدی الی صراط مستقیم"((۱))

جابر ابن عبد ا للہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا:"خدا وند عالم نے علی ان کی زوجہ اور ان کے فرزندوں کو اپنی طرف سے لوگو ں پر حجت قرار دیا اور وہ میری امّت میں عِلم کے دروازے ہیں جو ان سے ہدایت حاصل کرے گا وہ صراط ِ مستقیم کی طرف ہدایت پائے گا

اس حدیث میں حضرت علی علیہ السلام ، ان کی زوجہ اوران کے فرزندوں کو حجت خدا، ہادی اور بہترین نمونہ عمل قرار دیا گیا ہے اور انہیں علم کا دروازہ اور سر چشمہ ہدایت قرار دیا گیا ہے

قرآن و عترت ثقلین ہدایت

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ :اِنِّی قَد تَرَکتُ فِیکُمُ الثَّقلَین مَا اِن تَمَسَّکتُم بِہِمَا لَن تَضِلُّوا بَعدِی وَ اَحَدُہُمَا اَکبَرُ مِن الاَخَر:کِتَابَ اللّٰہِ حَبل مَمدُود مِنَ السَّماءِ اِلَی الاَرضِ وَ عِترَتِی اَہلُ بَیتِی اَلآ وَ اِنَّہُمَا لَن یَفتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الحَوض"((۲))

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا: "میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں جب تک ان دونوں سے متمسک رہو گے میرے بعد کبھی گمراہ نہیں ہو گے اوردونوں میں سے ایک دوسرے سے بزرگ ہے، ایک اللہ کی کتاب (قرآن مجید)ہے جو آسمان سے زمین تک ستونِ محکم ہے دوسرے میری عترت و اہل بیت (علیہم السلام) ہیں اورآگاہ

۱- ۔ شواہد التنزیل ج ۱، ص ۵۸، حدیث

۲- ۔ مسند احمد بن حنبل ج ۳، ص ۷۱ ؛ صحیح ترمذی ج ۲، ص ۳۰۸؛ علی خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ ،ص۱۳۸

□وجاو□کہ یہ دونو□ ایک دوسر□ سے کبھی جدا نہیں ہو□ گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے□"

جناب زید ابن ارقم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "خدا وند عالم نے مجھے عالم بالا کی طرف دعوت دی ہے جسے میرے لیے قبول کرنا ضروری ہے میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک کتاب خدا (قرآن) اور دوسرے میری عترت و اہل بیت ہیں آگاہ رہنا کہ کس طرح کا ان کے ساتھ سلوک کرو گے یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے"((۱))□

مفسّر قرآن علامہ سیّد محمد حسین طباطبائی رقم طراز ہیں:

حدیث ثقلین صحیح اور قطعی حدیثوں میں سے ہے جو بہت سے اسناد کے ساتھ مختلف عبارتوں میں ذکر ہوئی ہے سنّی اور شیعہ سبھی اس کے صحیح ہونے کا اعتراف کرتے ہیں اس حدیث اور اس جیسی حدیثوں سے چند باتیں واضح ہوتی ہیں:

۱) قرآن مجید قیامت تک لوگوں کے درمیان باقی رہے گا اور عترت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ بھی قیامت تک لوگوں کے درمیان باقی رہے گی یعنی زمین کبھی بھی نسل پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ سے کسی نہ کسی امام اور حقیقی رہبر اور رہنما سے خالی نہیں رہے گی

۲) پیغمبر اسلام

صلی اللہ علیہ و آلہ ان دو گرانقدر امانتوں کے ذریعہ مسلمانوں کی تمام علمی اور دینی ضرورتوں کو پورا کر دیا اور اہل بیت (علیہم السلام) کا مسلمانوں کے لیے ملجا و ماویٰ کی حیثیت سے تعارف کرایا اور ان کے کردار و گفتار کو معتبر قرار دیا

۱- ۱البدایہ والنہایہ، ج۵، ص۲۰۹؛ فصول المہمہ، ص۲۲؛ صواعق محرقہ، ص۱۴۷؛ صحیح مسلم ، ج۵، ص۱۲۲؛ صحیح ترمذی ،ج۵، ۶۳۷

۳) قرآن اور اہل بیت (علیهم السلام) ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے لہٰذا کسی بھی مسلمان کو ان سے دوری اختیار نہیں کرنی چاہیے بلکہ ان کی پیروی کرنی چاہیے۔

۴) اگر لوگ قرآن اور اہل بیت (علیهم السلام) کی اطاعت اور پیروی کریں گے تو کبھی گمراہ نہیں ہوں گے اور ہمیشہ حق ان کے ساتھ رہے گا۔

۵) عترت اور اہل بیت (علیهم السلام) سے مراد حضرت علی علیه السلام اور آپ کے گیارہ فرزند ہیں جن میں سے ہر ایک دوسرے کے بعد منصب امامت پر فائز ہوا ہے جیسا کہ یہ بات روایات سے معلوم ہوتی ہے۔

ابن عباس کہتے ہیں: میں نے پیغمبر اسلام صلی الله علیه و آله سے عرض کی! آپ کے اقرباء جن سے محبت کرنا واجب ہے کون ہیں؟ تو آپ صلی الله علیه و آله نے فرمایا: وہ علی، فاطمہ، حسن اور حسین ہیں((۱))۔

سفینہ نجات

جناب ابن عباس اور ابو ذر سے منقول ہے کہ پیغمبر صلی الله علیه و آله نے فرمایا:

"مَثَلُ اہلِ بَیتِی کَمَثَلِ سَفِینَهِ نُوحٍ مَن رَکِبَہا نَجیٰ وَ مَن تَخَلَّفَ عَنہا غَرَقَ"((۲))۔

میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح جیسی ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پاگیا اورجس نے اس سے روگردانی کی، وہ غرق و ہلاک ہو گیا۔

پیغمبر صلی الله علیه و آله کے اہلبیت (علیهم السلام) کی کشتی نوح سے وجہ تشبیہ یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کو ان سے ہدایت لینی چاہیے، ان کے کردار و گفتار کو اپنی زندگی کے لیے ایئیل اور نمونہ سمجھنا چاہیے بصورت دیگر وہ فساد و اختلاف اور گمراہی سے تباہ و برباد اور غرق ہو جائیں گے۔

۱- ینابیع الموده، ص۳۱۱۔

۲- احقاق الحق، ج۹، ص ۲۷۲؛ صواعق محرقہ، ص۸۴، ۱۵۰؛ ذخائر العقبیٰ، ص ۲۰۔

محمدمصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ کی اولاد علی مرتضیٰ علیہ السلام کی صُلب سے

محدثین نے حضرت جابر اور حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ ذُرِّیَّۃَ کُلَّ نَبِی فِی صُلبِہِ وَ جَعَلَ ذُرِّیّتِی فِی صُلبِ عَلِی ابنِ اَبِی طَالِبٍ"((۱))

"بے شک خدا وند عالم نے ہر نبی کی اولاد اس کے صلب میں قرار دی لیکن میری اولاد اورنسل علی ابن ابی طالب کے صلب میں قرار دی"

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ

کے بغیر قید و شرط اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی تمام اولاد کو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ نے اپنی اولاد قرار دیا

حضرت علی علیہ السلام خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ

حضرت علی کی خلافت و امامت پر نصوص جیسے آیت ولایت،آیت اولی الامر، آیت صادقین، آیت مباہلہ ، آیت علم الکتاب، آیت تبلیغ ، آیت اکمال دین اور بہت سی مستند احادیث جیسے حدیث یوم الدار، حدیث غدیر، حدیث منزلت، حدیث مدینہ العلم وغیرہ صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ :"ان ہذا علی أخی و وصیی و خلیفتی من بعدی فاسمعوا لہ و أطیعوا"(۲)

۱- ینابیع الموده، ص ۳۱۸؛ صوائق محرقہ، ص ۷۴؛ ریاض النضرہ، ج۲، ص۱۶۷؛ فیض القدیر، ج۲، ص۲۳۳؛ المناقب ابن مغازلی، ص ۷۲، حدیث۷۲؛ علی خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ ، ص۱۲۳

۲- تاریخ طبری، ج۱، ص۵۴۲

یہ علی میرا بھائی، میرا وصی اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

قال رسول اللہ:"علی خلیفۃ اللہ علی عبادہ؛ الخلیفۃ بعدی"۔(۱)

علی اللہ کے بندوں پر اس کے خلیفہ ہیں؛ علی میرے بعد خلیفہ ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا:

"اِنَّ عَلَیاً مِنِّی وَ اَنَا مِنہُ وَ ہُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤمِنٍ مِن بَعدِی"۔ ((۲))

"علی علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد تمام مؤمنوں کے ولی ہیں"۔

بخاری اور مسلم نے سعد ابن ابی وقاص سے، احمد اور بزاز نے ابی سعید خدری سے، طبرانی نے اسماء بنت عمیس اور جناب اُمّ سلمیٰ، جیش ابن جنادہ، ابن عمر، ابن عبّاس، جابر ابن سمرہ، علی، برا بن عازب اور زید ابن ارقم کے حوالے سے نقل کیا کہ سب کہتے ہیں کہ پیغمبراکرم صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا:

"یاعلی ! انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الّا انہ لا نبی بعدی"۔((۳))

" اے علی! تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی مگریہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

۱- ۔ در بحر المناقب، علامہ شیک جمال الدین محمد بن احمد حنفی، ص ۹۹، ص ۱۱۹، ۶۰۔

۲- ۔ کنز الحقائق ص۳۷ ؛ مناقب حضرت امام علی ابن ابی طالب ، حدیث ۲۷۶ ص ۱۹۳، ۱۹۴۔

۳- ۔ ینابیع الموده ص ۵۰؛فصول المہمہ، ص ۲۱؛ صواعق محرقہ، ص ۱۷۷۔

جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی، وزیر، یاور و مددگار اور ان کے خلیفہ تھے اس طرح حضرت علی علیہ السلام بھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ کے بھائی، وزیر، یاور و مددگار اور خلیفہ ہیںصرف فرق یہ ہے کہ

حضرت ہارون علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی بھی تھے اور حضرت علی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے امام ہیں

حجہ الوداع سے واپسی پر غدیر خم میں تمام حاجیوں اور اصحاب کے مجمع میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ نے حضرت علی کا ہاتھ بلند کر کے فرمایا:

"من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ"((۱))

" جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کے علی مولا ہیں، اے اللہ! تو اس کے دوست کو دوست رکھ اور اس کے دشمن کو دشمن رکھ"

یہ حدیث صحیح اورمتواتر ہے اور بہت سے صحابہ اور صحابیات اس کے راوی ہیں، قرائن اور شواہد سے واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بلا فصل قرار دے دیا اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ نے قرآن اور اہل بیت (علیہم السلام) کو حق کا معیا ر اور میزان قرار دیا اورواضح طور پرفرمایاکہ جس نے ان دونوں کی پیروی ا ور ہمراہی کی وہ ہدایت، نجات اور سعادت پائے گا اور جس نے ان کی مخالفت اور دشمنی کی وہ گمراہ ہوکر جہنم کا ایندھن بن جائے گا

۱- ینابیع الموده، ج۲، ص ۳۵؛ الغدیر، علامہ امینی؛ ۱۹۴؛ نسائی، کتاب الخصائص، ص ۳۱؛ غایہ المرام، ص۷۹

حضرت علی علیہ السلام کی مظلومیت

تاریخ کی سب سے بڑی مظلومحضرت علی علیہ السلام اس عظیم الشّان شخصیّت کو کہتے ہیں کہ جن کی قوّتِ بازو سے کفر کی کمرشکستہ ہوئی اور شرک و بت پرستی کا غلبہ ختم ہوا نیز آپ کی ذریعہ عرب میں اسلام پھیلا اور لوگ دین اسلام کی گرویدہ ہوئے آپ ہر معرکہ میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ کی لشکر کی علمدار اور فاتح قرار پائے یہاں تک کی ملائکہ ٔ مقربین نے یہ اعلان کیا: "لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار"((۱))

"علی کے سوا کوئی جوان مرد اور ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں"

حضرت علی علیہ السلام کی وصایت و ولایت اور امامتِ بر حق کی جتنی زیادہ تاکید پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمائی تھی بعد از رحلت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ جو حسد اور کینہ، زمانہ جاہلیت سے لوگوں کی سینہ میں چھپا ہوا تھا، کھل کر سامنے آ گیا، ابھی آپ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ و آلہ کی آخری رسومات، غسل و کفن اور تدفین سے بھی فارغ نہ ہوئے تھے کہ آپ کی خلاف سازشوں کی جال بچھنا شروع ہو گئی آپ اور آپ کی خاندان پر وہ ظلم ڈھائے گئے کہ جن پر زمین وآسمان روئے اور قیامت تک مؤمنین گریہ کناں رہیں گے

بیعت کا مطالبہ

راوی کہتا ہے: مسلمانوں کے خلیفہ اول کے سامنے حضرت علی علیہ السلام کو پیش کیا گیا تو آپ کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور گلے میں رسّی کا پھندا تھا

قالوا لہ :بایع!

"انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا: بیعت کرو!"

۱- ۔ تاریخ طبری ،ج ۲، ص ۱۹۷؛ فرائد السمطین، ج ۱ ، ص ۲۵۲ ؛ المناقب خوارزمی، ص۱۰۷۔

قال :فان لم أفعل؟

حضرت علی علیه السلام نے فرمایا: "اگر میں بیعت نہ کروں تو تم کیاکرو گے؟"

قالوا: واللّٰه الّذی لا اله الّا هونضرب عنقك!

"اُن لوگوں نے کہا:اگر بیعت نہیں کروگے تو خدا ئے واحد کی قسم ہم تمہیں قتل کردیں گے"

"قال:أ ذا تقتلون عبد اللّٰه واخا رسوله!"

حضرت علی علیه السلام نے فرمایا: "اس صورت میں تم اللہ کے بندے اور اس کے رسول صلی الله علیه و آله کے بھائی کو قتل کروگے؟"

قال عمر: امآ عبد اللّٰه فنعم واما اخو رسول اللّٰه فلا((۱))

عمر نے کہا: آپ یہ کہتے ہیں کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، یہ تو صحیح ہے، مگر آپ کا یہ کہنا کہ میں رسول صلی الله علیه و آله کا بھائی ہوں غلط ہے

اس وقت ابو بکر چپ بیٹھے ہوئے تھے

فقال له عمر: ألا

تأمر فیه فقال: لا اکره علی شیء ما کانت فاطمه علی جنبه

عمر نے ان (ابو بکر) سے کہا: کیا آپ اپنا حکم صادر نہیں کریں گے؟

ابو بکر نے کہا: میں ان (حضرت علی علیه السلام) پر کسی چیز کے بارے میں جبر نہیں کرنا چاہتا جب تک حضرت فاطمہ زہرا علیها السلام ان کے ساتھ ہیں

فلحق علی بقبررسول اللّٰه صلی الله علیه و آله یصیح و یبکی و ینادی! یابن عمّ : ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی"((۲))

۱- اثبات الهدایه، ج۲، ص۳۸۳؛ بحوالہ الامامه و السیاسه

۲- الامامهوالسیاسه؛ تلخیص الشافعی، ج۲؛ اعلام النسائ، ج۴

راوی کہتا ہے :پس حضرت علی علیہ السلام قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کے قریب ہوئے ہی تھے کہ آپ کی فریاد نکل گئی اور آپ گریہ کرتے ہوئے کہنے لگے:

اے چچا زاد بھائی !اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ ! "یہ قوم مجھے کمزور سمجھ رہی ہے اور مجھے قتل کرنا چاہتی ہے" ۔

"وقال لہ عمر:انک لست متروکاً حتّی تبایع"

عمر نے ان (حضرت علی علیہ السلام) سے کہا: جب تک بیعت نہیں کروگے تمہیں نہیں چھوڑیں گے ۔

فقال علی"واللّٰہ یا عمر لاقبل قولک ولا ابایعہ"

پس حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے عمر! خدا کی قسم! میں نے تیری بات تسلیم کروں گا اور نہ اس کی بیعت کروں گا۔

قال: فرجع یومئذٍ و لم یبایع"

پس اس دن حضرت علی علیہ السلام بغیر بیعت کیے گھر واپس آگئے((۱))۔

"قالت عائشہ:لم یبایع علی ابن ابی طالب ابابکرحتی ماتت فاطمہ"

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں:

حضرت علی علیہ السلام نے بالکل بیعت نہیں کی یہاں تک کہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام دنیا سے رخصت ہو گئیں"((۲))۔

۱- ۔ الامامہ والسیاسہ؛ احقاق الحق۔

۲- ۔ اثبات الہدایہ جلد ۲۔

وقال ابن حجر: واخرجہ الترمذی من حدیث بن رقم ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ و آلہ قال: "لعلی و فاطمہ و الحسن و الحسین انا حرب لمن حاربہم و سلم لمن سالمہم"((۱))

ابن حجر کہتے ہیں : اس روایت کو ترمذی نے بھی ابن ارقم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا: "جو

شخص حضرت علی علیہ السلام ، حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے جنگ کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا اور جو ان سے صلح کرے گا میں اس سے صلح کروں گا"

روی المتقی الہندی عن رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ و آلہ انہ قال: "مَن آذیٰ علیّاً فقد آذانی و مَن آذانی فقد آذیٰ اللہ"((۲))

متقی ہندی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا:" جس نے علی کو ستایا اور دکھ دیا اس نے مجھے ستایا اور تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی"

یہ افسوس کی بات ہے جیسا کہ آپ مذکورہ بالا روایات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے کہا :کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کے بھائی کو قتل کروگے تو دونوں نے جواب میں کہا :کہ تم برادر رسول نہیں ہو!!

آپ غور و فکر کریں!کیا حضرت علی علیہ السلام رسول صلی اللہ علیہ و آلہ کے بھائی نہیں تھے؟ کیا وہ دونوں نہیں جانتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کے بھائی ہیں، صلح حدیبیہ کے بعد جب پیغمبر

۱- ۔ الاصابہ، ج۴؛ احقاق الحق۔

۲- ۔ کنز العمال، جلد ۱۱؛ حافظ جسکانی، کتاب شواہد التنزیل،ج۲، ص ۹۳؛ ریاض النضرہ، ج۲، ص ۱۷۸؛ ینابیع المودہ،ج۲،ص ۳۷۔

اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دے چکے تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ نے آخر میں سب کو متوجہ کرکے حضرت علی

علیہ السلام سے فرمایا: "یا علی! انت اخی فی الدنیا و الآخرہ" (۱)

"اے علی ! تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو"

یہ حدیث مواخات بہت سی کتابوں میں بطورمتواتر ذکر ہوئی ہے جیسے الاصابہ ،ابن حجر، صحیح ترمذی، تاریخ بغداد، صحیح ابن ماجہ، ریاض النضرہ، مسند الامام احمداور حلیہ الاولیاء وغیرہ

در حقیقت دونوں بخوبی جانتے تھے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ کے بھائی ہیں اور یہی خاص وجہ تھی جو آپ سے بیعت پر اصرار کیا جا رہا تھا جس کی تفصیل ہم اس سے پہلے بیان کرچکے ہیں

یہاں سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ منکرینِ سیادتِ علوی اور منکرینِ اخوتِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ کی ایک بھی کیسی ہے (غور وفکر کیجیے اور حق کو قبول کیجیے)

بے شک حضرت امام علی علیہ السلام سب سے بڑے مظلوم اور صابر ہیں، کافی گواہ ہونے کہ باوجود آپ کوحق سے محروم کیا گیا، آپ کے سامنے آپ کی زوجہ مطہرہ سیّدہ النساء العالمین جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کا حق غصب ہوا، ان پر دروازہ گرایا گیا، حضرت محسن کو شہید کیا گیا، رسول زادی پراس قدر مظالم کیے گئے کہ آپ ۱۸ سال کی عمر میں یہ کہتے ہوئے دنیا سے رحلت فرما گئیں:

"اللّٰھُمّ عَجل وَفاتِی سَرِیعاً"((۲))

۱- ینابیع المودہ، ج ۲، ص ۳۶؛ کفایہ الطالب، ص ۱۹۴؛ علی خلیفہ رسول ، ص ۱۰۵

۲- بحار الانوار، ج۴۳، باب ۷، ص۱۷۷

"ا اللہ! مجھے جلد موت دے دے"یعنی ا بابا! اب ظلم برداشت کرنے کی قوت ختم ہو چکی ہے"جن کے بارے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ کا ارشاد ہے:

"فاطمہ بضعہ منی من اذاھا فقد اذانی"(۱)

فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اسے دکھ دیا اس نے مجھے دکھ دیا

حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کو دکھ دینا گویا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ کو دکھ اور تکلیف پہنچانا ہے جو اللہ تعالیٰ کے غیض و غضب کا باعث ہے اس بنا پر یہ گناہ کبیرہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبی صلی اللہ علیہ و آلہ کو اذیت اور دکھ دینے والوں پر لعنت کی ہے:

(اِنَّ الَّذِینَ یُؤذُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللهُ فِی الدُّنیَا وَالآخِرَهِ وَعَدَّ لَهُم عَذَابًا مُهِینًا)(۲)

" جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور اس نے ان کے لیے ذلّت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے"

بظاہر مسلمان کلمہ اورنماز پڑھتے والے، حافظ قرآن لیکن دل میں حضرت علی علیہ السلام سے بغض و عداوت رکھنے والے منافقین نے حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد پر وہ کون سا ظلم ہے جو نہ کیا ہو بلکہ کربلا میں توظلم کی انتہا کر دی، خود ظالم اپنے ظلم پر گریہ کنا ہے نظر آئے ناموسِ علی علیہ السلام کو بازاروں اور شرابیوں کے درباروں میں لے جایا گیا

۱- ۱ سنن الکبریٰ،ج ۱۵، ص ۲۷۶، ح ۲۱۴۶۰؛ صحیح بخاری، ج ۴، ص ۲۵۲،ح۳۷۱۴ صحیح مسلم، ج۴، ص۱۵۱۲، ح ۲۴۴۹و ۹۴بحارالانوار، ج۴۳، ص ۳۹،ح ۴۰؛ کنزالعمال، ج۱۲،ص ۱۱۱،ح ۳۴۲۴۱

۲- سورہ الاحزاب آیہ ۵۷

اولاد علی علیه السلام کو زندہ دیواروں میں چنوایا گیااور اندھے کنوؤں اور قید خانوں میں ڈالا گیاان کو کھیل چین سے رہنے نہ دیا بلکہ چن چن کر ذبح کیا گیا

کون نہیں جانتا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ کے نزدیک ان محبوب ترین ہستیوں کا جنازہ رات کو اٹھا اور ۱۵۰ سال تک آپ کا مرقد مطہر لوگوں سے پوشیدہ رکھا گیا، کہ کہیں ظالم دشمن، جسم اطہر کی توہین نہ کریں

کئی سال تک بنی امیہ کے حکمران اور ان کے ہمکرو پر پلنے والے آپ پر سبّ و شتم کرتے رہے، آج بھی ناصبی،صہیونی، استعماری اور یزیدی قوّتیں پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ اور ان کے محبوب بھائی حضرت علی علیہ السلام اور ان کی مظلوم اولاد کے خلاف توہین آمیز کتابیں اورمضامین لکھ رہے ہیں اور اپنی تقریروں اور تحریرو ںمیں کفر آمیز باتوں کا اظہار کر رہے ہیں، شیطانی طاقتیں ان کی حمایت کر رہی ہیں کیا یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کو دکھ دینا نہیں! آج بھی آپ کی مظلومیت نمایاں ہے لہٰذا تمام غیرت مندمسلمان، حضرت علی علیہ السلام کی ذرّیت اور ان کے چاہنے والےمتحد ہو کر ان منافقین ، ننگ دین اور ننگ قوم قوّتوں کے مقابلے کے لیے کوئی مؤثر قدم اٹھائیں

حضرت اُمُّ البنینؑ اور شہادت امیر المؤمنین ؑ

حضرت اُمُّ البنین علیہا السلام اگرچہ ہمیشہ ہی اپنے شوہر نامدار، محبوب مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ ، ولی خدا حضرت امام علی مرتضیٰؑ علیہ السلام کی عبادات اور مناجا ت کو دیکھتی اور سنتی رہتی تھیں لیکن انیسویں ۱۹رمضان المبارک کی رات کچھ عجیب سا سماں تھا، آپ فرماتی ہیں:مولائے کائنات بار بار آسمان کی طرف نگاہ کرتے اور فرماتے تھے:

"واللہ ما کذبت وانہا اللیله التی وعدت بہا"((۱))

۱- ۔ البحار ج ۴۲، ص۲۳۸ ؛ المناقب، ج ۳ ، ص ۳۱۰

”خدا کی قسم! نہ جھوٹ کہا ہے اور نہ مجھے جھٹلایا گیا ہے، یہی وہ رات ہے، جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے“۔

جناب اُمُّ البنین علیها السلام نے پوچھا: اے میرے سیّد وسردار! اے امیر المؤمنین علیه السلام ! کیا آج شب قدر ہے؟

حضرت علی علیه السلام نے جواب دیا! ہاں یہ شب، وعدہ کی شب ہے۔

پھر فرمایا: اے اُمُّ البنین! میرے عباس علیه السلام کے بارے میں تم سے وصیت کر رہا ہوں کہ وہ اپنے بھائی حسین علیه السلام کو اس دن فراموش نہ کرے کہ جس دن ان کا کوئی یاور ومدد گار نہ ہوگا۔

لہٰذا جب ۱۹ رمضان کی سپیدۂ صبح نمودار ہوئی تو حضرت علی علیه السلام یہ کہتے ہوئے گھر سے نکلے:

اشدد حیازیمک للموت فان الموت لا قیک

ولا تجزع من الموت اذا حلّ بوادیک

موت کا استقبال کر نہ کہ لیے آمادہ ہو جاؤ، کہ موت تمہارے پاس آرہی ہے اور جب بھی موت تمہاری وادی سے گزرے تو صبر کرنا((۱))۔

جس وقت جناب اُمُّ البنین علیها السلام نے احساس کیا کہ شاید یہ ولی خدا کہ وداع کی رات ہے تو غم واندوہ کہ عالم میں آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اس وقت کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کریں۔

۱- ۔ المناقب، ج ۲، ص ۳۱۰۔

جب حضرت علی علیه السلام مسجد کو فۃ پہنچۃ توآپ خضوع و خشوع کۃ ساتۃ نماز میۃ مشغول ہۃو گئۃ توکمین گاہ سۃ اچانک ابن ملجم نۃ زہر آلود تلوارسۃ آپ کۃ سر مبارک پر وار کیا تواس پر آپ نۃ فرمایا: "فزت بربّ الکعبۃ" ربّ کعبۃ کی قسم !میۃ کا میاب ہۃو گیا((۱))۔

جناب جبرائیل علیه السلام نۃ زمین و آسمان کۃ درمیان فریاد بلند کی کۃ جسۃ ہر بیدار ضمیرانسان نۃ سنا:

تہدّمت و اللہ ارکان الہدیٰ قتل علی المرتضی((۲))

خدا کی قسم ہدایت کۃ ستو ن منہدم ہۃوگئۃ علی مرتضی علیه السلام شہید ہۃو گئۃ۔

جب جناب اُمُّ البنین علیها السلام نۃ یۃ ندا سنی تو گریۃ کر تۃ ہۃوئۃ فریاد کی، اۓ انبیاء کۃ وارث! اۓ افضل الاوصیاء! اۓ سید المسلمین! اۓ سردارِ دین مبین! اۓ بہترین سجدۃ کرنۃ والۓ! اۓ خدائۃ واحد کۃ عبادت گزار! اۓ غریبوں اور یتیموں کۃ خدمت گذار! حضرت اُمُّ البنین علیها السلام فریاد کناں تھیۃ، آپ کی ایک بیٹی جناب خدیجۃ بنت امام علی علیه السلام نۃ جب یۃ خبر سنی تو برداشت نۃ کر سکی اور جان جانِ آفرین کۃ سپرد کر دی!! اس کۃ بعدپورا شہر ماتم کدۃ بن گیا۔

کائنات میۃ یۃ سعادت آپ ہی سےمخصوص ہۓ کۃ حق کۃ ولی کی ولادت و ظہور بہی بیت اللہ میۃ اور شہادت و عروج بہی خدا کۃ گہر میۃ نصیب ہوئی۔

به عالم نباشد به کس این سعادت

به کعبه ولادت، به مسجد شهادت

۱- ۔ المناقب ج ۲ ص ۳۱۲۔

۲- ۔ بحارالانوار ج۲، ص ۲۸۲ ؛ غزوات امیرالمؤمنین -، ص ۲۱۹۔

دنیا سے وداع کے وقت حضرت امام علی علیه السلام نے چار بیویاں چھوڑیں، جناب اُمُّ البنین علیها السلام ، جناب امامہ، جناب لیلیٰ تمیمی اورجناب اسماء بنت عمیس((۱))۔

جناب اُمُّ البنین علیها السلام حضرت امام علی علیه السلام کی شہادت کے بعد طولانی مدت تک بقیدحیات رہیں اور آپ نے کبھی دوسری شادی کا تصور تک نہیں کیا اور یہی حال امامہ و اسماء بنت عمیس ولیلیٰ کا بھی ۔۔۔

ان چاربیویوں نے اپنے شوہرسیّد الاوصیا حضرت علی علیه السلام کے ساتھ وفاداری کا حق اداکیا((۲))۔

یہاں تک کہ ایک بار مغیرہ بن نوفل اور ایک بار ابو ہیاج ابن سفیان نے امامہ سے شادی کی درخواست کی لیکن انھوں نے انکار کر دیا اور حضرت علی علیه السلام کے حوالہ سے حدیث نقل کی کہ آپ نے فرمایا:رسول خدا صلی الله علیه و آله اورآپ کے جانشین کی زوجہ کو ان کی وفات کے بعد کسی دوسرے سے شادی نہیں کرنی چاہیے اسی بناپر ان چاروں بیویوں نے کسی سے شادی نہیں کی((۳))۔

یہ چار باوفا عظیم المرتبت خواتین:جناب اُمُّ البنین علیها السلام ، جناب امامہ، جناب لیلیٰ اورجناب اسماء بنت عمیس، حضرت علی علیه السلام کی شہادت و عروج کے بعد آخری عمر تک بغیر شادی کئے رہیں۔ جناب اُمُّ البنین علیه السلام نے اپنے شوہر کی زندگی اور شہادت کے بعد بھی وفا اور فدا کاری کی مثال قائم کی۔

۱- ۔ تذکره الخواص، ص۱۶۸۔

۲- ۔ کشف الغمہ، ص ۳۲؛ فصول المہمہ، ص ۱۴۵؛ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۲، ص۷۶؛ مطالب السؤل ص۶۳۔

۳- ۔ مناقب ابن شہر اشوب، ج ۲، ص۷۶۔

۲۱ رمضان المبارک ۴۰ ہجری میں حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کے وقت جناب اُمُّ البنین علیہا السلام کے بڑے فرزند ارجمند جناب عباس علیہ السلام کی عمر ۱۵سال سے کم تھی آپ اپنے بھائیوں کے ساتھ شفقت پدری سے محروم ہو گئے تو حضرت ام البنین علیہا السلام نے آپ کی منشا کے مطابق اولاد کی تربیت کا حق ادا کیا

آپ بیس ۲۰ سال تک برادر رسول صلی اللہ علیہ و آلہ ، اللہ کے ولی کی شریک حیا ت رہیں پھر ان کی شہادت کے بعد بیس ۲۰ برس تک خاندان رسالت و امامت میں خاص ادب و احترام پایا

چوتھا باب

اُمُّ البنینؑ اور اولادِ زہرا ؑ

جناب اُمُّ البنین علیھا السلام کی حضرت فاطمہ زہرا علیھا السلام کی اولاد سے عقیدت اور محبت کا اندازہ بعض تاریخی منا ظر سے لگایا جا سکتا ہے

جب نکاح کے بعد آپ نے امیرالمؤمنین علیہ السلام کے گھر قدم رکھا تو اس وقت حضرات حسنین شریفین بیمار تھے آپ نے ایک شفیق ماں کی طرح بچوں کی تیمارداری کی اُن کے پاس راتیں جاگ کر بسر کیں ان کے آرام واحترام کا بہت زیادہ خیال رکھتیں اُن سے نہایت محبّت آمیز سلوک کی کی بنا پر حسنین کو آپ میں ماں کی جھلک نظر آنے لگی اولاد فاطمہ زہرا علیھا السلام آپ کو ماں کہہ کر پکارتی تھی

جب بھی حضرت علی علیہ السلام آپ کوفاطمہ کے نام سے پکارتے تو بچے بے تاب ہوجاتے تھے اس لیے آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے ایک دن یہ عرض کی کہ اے میرے

آقا و مولا مجھ میرا نام لے کر نہ پکارا کریں چونکہ" فاطمہ" کا نام سن کر بچہ غم زدہ ہو جاتا ہے۔

یہی وجہ تھی کہ مولا۔ آپ کو اُمُّ البنین علیہا السلام (بیٹوں کی ماں)کہا کرتے تھے جب کہ آپ کا یہ ابھی کسی فرزند کی پیدائش نہیں ہوئی تھی۔

یہ آپ کی خوش اخلاقی،

وفاداری اورما متا کاکردار ہی تھا کہ حضرت زینب علیہا السلام اورحضرت ام کلثوم علیہا السلام

اکثرآپ کے دیدار اور ملا قات کے لیے آتی تھیں۔

شہیداول نے اپنی کتاب "زینب الکبری" میں اس طرح نقل کیاہے کہ حضرت اُمُّ البنین علیہا السلام کی عظمت کا اندازہ، ان کی اور اولادِ فاطمہ علیہا السلام کہ در میان محبّت سے ہو تا ہے کہ جب حضرت زینب علیہا السلام کربلا سے واپس آئیں تو سب سے پہلے جناب اُمُّ البنین علیہا السلام کہ دیدار و تسلیت کہ لیے حاضر ہوئی، اسی طرح ایّام عید میں بھی آپ کہ دیدار کہ لیے جایا کرتی تھیں((۱))۔

یہ ساری باتیں ایک ایسی خاتون کہ لیے قابل تعجب نہیں جو کل ایمان کی شریک حیات ہو جس نے امام المتقین علیہ السلام کہ اخلاق وکردار سے درس لیا ہو جو خود معرفت و عرفان کی بلندیوں پر فائز ہو۔

حضرت اُمُّ البنینؑ اورحضرت امام حسینؑ

مدینہ میں جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام ولیدابن عتبہ کہ پاس پہنچے اور دریافت کیا: تو نے مجھے کیوں بلایا ہے؟

۱- ۔ از مجموعہ شہید اول، زینب کبری ص ۲۵۔

اس نے کہا: مجھے یزید کا حکم آیا ہے کہ آپ سے اس کے لیے بیعت لوں تو آپ نے فرمایا: "ہم خاندانِ نبوت اور معدنِ رسالت ہیں اور ہمارا گھر فرشتوں کے آنے جانے کا مرکز ہے اور مقام نزول رحمت الٰہی ہے، خدا نے خلقت کا آغاز ہم سے کیا اور ہم پر ختم کرے گا البتہ یزید فاسق اور شراب خوار، نفس محترمہ کا قاتل اورسر عام فسق و فجور کاارتکاب کرنے والا ہے، پس مجھ جیسا اس جیسے کی ہرگز بیعت نہیں کر سکتا"((۱))۔

واضح رہے کہ بیعت فقط معصوم کی ہو سکتی ہے غیر معصوم کی بیعت جائز نہیں چہ برسد کہ فاسق معصوم ہستی سے بیعت کا مطالبہ کرے یہ تو نظام قدرت کے خلاف ہے۔

فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے نظام قدرت اوردین اسلام کی بقا کے لیے بیعت کا مطالبہ مسترد کردیا اور یزید کے خلاف قیام کا اعلان کرتے ہوئے واضح کیا کہ میں کسی غرور و تکبر یا حکومت کی لالچ میں قیام نہیں کررہا ہوں بلکہ میرے قیام کا مقصد محض اپنے جدِ امجد رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ کی امت کی اصلاح ہے۔

جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ نےبنی امیہ کی غاصبانہ حکومت کے خلاف قیام اور آپ اپنے نانا کی امت کی اصلاح کے لیے عازم سفر ہیں، تو کئی ہاشمی جوان وفود شوق وایمان سے آپ کے ہمراہ ہوئے، بلت بلے بلے صحابی آپ کوخدا حافظ کہنے کے لیے آئے۔

اُمُّ المؤمنین حضرت اُمُّ سلمیٰ نے اورجناب اُمُّ البنین علیہا السلام بلی فرزند رسول صلی اللہ علیہ و آلہ اور رسول زادیوں کو خدا حافظ کہنے آئیں نیزجناب اُمُّ البنین علیہا السلام نے اپنے فرزندوں اور تمام ہاشمی جوانوں کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی پیروی اوران کے ساتھ ہر حال میں مکمل جاں نثاری اور فداکاری کی تاکید فرمائی۔

۱- ناسخ التواریخ، ج۱، ص۳۸۶؛ سفینہ النجاہ، ص ۱۶۸۔

جناب اُمُّ البنینؑ اور خبر شہادت حضرت امام حسینؑ

بشیر کا بیان ہے کہ: جب آلِ محمد (علیہم السلام) کا کاروان، زندانِ شام سے رہائی کے بعد واپس کربلا اور پھر وہاں سے مدینہ کے پاس پہنچا تو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اونٹ سے سامان سفر اتارا اور خیمہ نصب کیا، خواتین کو سواریوں سے اتارا اور پھر مجھ سے فرمایا: اے بشیر! خداتمہارے باپ پر رحمت نازل فرمائے وہ بہت اچھے شاعر تھے کیا تم بھی اشعار کہتے ہو؟ بشیر کہتے ہیں: میں نے عرض کیا!ہاں اے فرزندِرسول صلی اللہ علیہ و آلہ !میں بھی شعر کہتا ہوں تو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: بشیرجاکراہل مدینہ کو میرے باباحسین علیہ السلام کی شہادت کی خبردو!

بشیرکہتا ہے: میں گھوڑے پر سوار ہوا اور تیزی سے مدینہ میں داخل ہوگیا جب میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ کے پاس پہنچا تو میں نے بلند آواز میں گریہ کرتے ہوئے یہ شعرپڑھا:

یااہل یثرب لامقام لکم بہا

قتل الحسین فادمعی مدرار

اے اہل مدینہ! اب مدینہ تمہارے رہنے کا مقام نہیں رہا! کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کر دیئے گئے ہیں پس مسلسل گریہ کرو

الجسم منہ بکربلا مضرّج

والراس منہ علی القفا ہ یدار

ان کا جسد اطہرکربلا میں خاک و خون میں غلطاں ہے، اور ان کا سر نوک نیزہ پر بلند کرکے دیار بدیار پھرایا جارہا ہے

ص: ۵۹

اس وقت مدینہ کی تمام خواتین گھروں سے باہر آگئیں اور اپنے بالوں کو پریشان کرلیا اورسر پیٹنے لگیں، میں نے اس دن سے زیادہ گریہ اور مسلمانوں کے لیے اس سے زیادہ سخت دن کبھی نہیں دیکھا تھا ((۱))

جس وقت بشیر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں مدینہ میں داخل ہوا اور لوگوں کو کربلا کے ماجرا اور اہل حرم کی واپسی کی خبر دے رہا تھا تو راستہ میں جناب اُمُّ البنین نے اسے دیکھ کر پوچھا! اے بشیر!میرے حسین علیہ السلام کی کیا خبر ہے؟

بشیر نے کہا: اے اُمُّ البنین علیہا السلام ! خدا آپ کو صبر دے کہ آپ کے بیٹے عباس علیہ السلام شہید ہو گئے، جناب اُمُّ البنین علیہا السلام نے پکار کہا: مجھے ابا عبداللہ امام حسین علیہ السلام کی خبر دو! بشیر نے ان کے چاروں فرزندوں کے نام لے کر خبرِ شہادت دی، مگر جناب اُمُّ البنین علیہا السلام

باربار حضرت امام حسین علیہ السلام کی خبرمعلوم کر رہی تھیں

جناب اُمُّ البنین علیہا السلام نے بشیرسے فرمایا:"أخبرنی عَن ابی عَبدِاللہِ الحُسَین، اَولادِی وَ مَن تَحتَ الخَضراءِ کُلُّھُم فدا لأبی عَبدِاللہ الحُسَین" " اے بشیر!میرے فرزند اور جو کچھ آسمان کے نیچے ہے یہ سب حضرت ابی عبداللہ امام حسین علیہ السلام پرقربان ہوں، مجھے ابا عبداللہ حسین علیہ السلام کی خبر سناؤ"

پس جیسے ہی بشیر نے حضرت کی خبرِ شہادت دی تو آپ نے ایک چیخ مارکر کہا:"قد قطعت نیاط قلبی"اے بشیر! تم نے میرے دل کی رگیں کاٹ دیں "گویا میرے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے،پھر آپ کی صدائے گریہ بلند ہوگئی

۱- اللہوف علی قتلی الطفوف، ص ۸۶

بشیر نے کہا: "اے شہیدوں کی ماں! خداوند عالم آپ کو اس عظیم مصیبت پر صبر اور اجر کثیر عطافرمائے"۔

یہ تاریخی روایت جناب اُمُّ البنین علیها السلام کی قوت اِیمان اور حضرت امام حسین علیه السلام سے بے حد محبّت کو واضح و آشکار کر تی ہے کیوں کہ آپ حضرت امام حسین علیه السلام سے منصب امامت کی خاطر محبّت ومودّت رکھتی تھیں اس طرح جناب اُمُّ البنین علیها السلام کا یہ قول کہ میرے چاروں فرزند امام حسین علیه السلام پر قربان ہوں مجھے میرے حسین علیه السلام کی خبر دو، یہ جملے آپ کے عظیم ترین درجے ایمان پر فائز ہونے کو آشکار کر تا ہے((۱))۔

علامہ مامقانی

لکھتے ہیں: "یہ شدید محبت، آپ کے درجے ایمان کی بلند ی اور مقام امامت کی معرفت کی دلیل ہے کہ آپ اپنے بے نظیر چارفرزندوں کی شہادت کو امام وقت کے دفاع میں آسان تصوّر کرتی ہیں"۔((۲))۔

جناب اُمُّ البنینؑ کی حضرت زینبؑ سے ملاقات

بیان کیا جاتا ہے کہ جب اہل بیت (علیهم السلام) مدینے میں داخل ہوئے تو جناب اُمُّ البنین علیها السلام کی حضرت زینب علیها السلام سے ملاقات ہوئی تو یہ قیامت خیز اور بہت درد ناک منظر تھا ہر طرف نوحہ و فغاں اور گریہ وماتم سے کہرام بپا تھا، جب آپ نے ان سے پوچھا! "اے امیر المومنین علیه السلام کی صاحبزادی!میرے بچوں کی کیا خبر ہے" حضرت زینب علیها السلام نے کہا، "امّاں! وہ سب شہید ہو گئے"۔

۱- ۔ اُمُّ البنین علیها السلام نمادی از خود گزشتگی، ص ۲۶؛ کتاب حضرت زینب کبری علیها السلام ، ص۱۳۸؛ ادب الطف، ج ۱، ص ۷۴۔

۲- ۔ تنقیح المقال ج ۳، ص ۷۰۔

جناب اُمُّ البنین علیها السلام نے عرض کی!"سب حضرت امام حسین علیه السلام پر قربان ہوگئے!الحمد للہ، مگر مجھے بتایئے میرے حسین علیه السلام کی کیا خبر ہے"؟

حضرت زینب علیها السلام نے کہا:"وہ بھی تشنہ لب شہید کردیے گئے"

یہ سنکر جناب اُمُّ البنین علیها السلام نے اپنے ماتھے کو سر پر مارا اور بلند آواز میں روتے ہوئے کہا:واحسینا!واحسینا!واحسینا! ہائے میرے پیارے حسین! ہائے میرے پیارے حسین! ہائے میرے پیارے حسین!

پھر حضرت زینب علیها السلام نے کہا:" امی جان! آپ کے بیٹے عباس علیه السلام کی ایک یاد گار لے کر آئی ہوں" جناب اُمُّ البنین علیها السلام نے پوچھا!" وہ یادگار کیا ہے"؟

اس وقت حضرت زینب علیها السلام نے جناب عباس علیه السلام کی خون آلود سپر چادر سے نکالی، بس جیسے ہی جناب اُمُّ البنین علیها السلام نے اسے دیکھا تو آپ تاب نہ لاسکیں اور بے ہوش ہو کر زمین پر گرگئیں((۱))

اُمُّ البنین ؑ اور بقیع میں نوحہ سرائی

احمد ابن سعید حضرت امام محمد باقر علیه السلام سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:"زیدا بن رقاد جنبی ا ور حکیم ابن طفیل طائی، دونوں جناب عباس علیها السلام کے قتل میں شریک تھے

واقعہ کربلا کے بعد ان چار فرزندوں کی ماں جناب اُمُّ البنین علیها السلام بقیع میں آکر اپنے فرزندوں کے لیے غم ناک نوحہ سرائی اورگریہ کرتی تھیں اور لوگ آپ کے اطراف میں جمع

۱- ؑ تذکرہ الشہداء ملا حبیب اللہ کاشانی، ص ۴۴۳

□وجاتے تھے اور آپ کے ساتھ مل کر گریہ کیا کرتے، یہاں تک کہ ایک دن مروان ابن حکم (حاکم مدینہ)جیسا دشمن بھی بعض لوگوں کے ساتھ بقیع میں پہنچااور ان کے ساتھ وہ بھی گریہ کرنے لگا"

علامہ سماوی کتاب "ابصار العین" میں ناقل ہیں:

جناب اُمُّ البنین علیھا السلام ہر روز بقیع میں آکر مرثیہ پڑھتی تھیں اس طرح کہ مروان (آپ کاسنگ دل دشمن ہونے کے باوجود بھی)آپ کانوحہ سن کر گریہ وبکا کرنے لگتا تھا

جب مدینہ کی خواتین آپ کو اُمُّ البنین علیھا السلام کہہ کر پکارتیں اور تسلیت پیش کرتیں تو آپ یہ اشعار پڑھتی تھیں!

لا تَدعُونی وَیکِ اُمُّ البَنِینِ تَذَکّرُونی بِلیُوثِ العَرِینِ

کانت بَنُون لِی ادعَی بِھِم

وَالیَوم اَصبَحت وَ لا مِن بَنِین((۱))

"ہائے مجھے اب اُمُّ البنین کہہ کر مت پکارو، مجھے ان شیر دل بیٹوں کی یاد مت دلاؤجب میرے بیٹے تھے تو میں اُمّ البنین تھی، آج نہ وہ بیٹے ہیں نہ میں اُمّ البنین ہوں"

اُمُّ البنین علیھا السلام اور پیامِ عاشورا

صاحب کتاب "اعلام النساء" لکھتے ہیں کہ حضرت اُمُّ البنین نے اچھا شعار بھی کہتی تھیں، انہوں نے حالات زمانہ کو پیش نظر مرثیہ اور نوحہ کے ذریعہ واقعات کربلا، پیام سید الشہداء اور مظلومیت اِسیران اہل بیت (علیھم السلام) کو بہت عمدہ انداز سے اجاگر کیا اور آئندہ نسلوں تک پہنچانے کا حق ادا کیا

۱- □ علی ربّانی خلخالی، ستارہ درخشان مدینہ، ص ۱۳۷□۱۳۸؛ ابصار العین، ص ۳۲□

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جناب اُمُّ البنین علیها السلام ہر روزاپنے پوتے جناب عبیداللہ فرزند جناب عباس علمدار علیه السلام کو ساتھ بقیع میں جاکر نوحہ سرائی اور گریہ کرتی تھیں، اس طرح ان کی تربیت کر رہی تھیں اور ان کو اس پیغام کو زندہ رکھنے کی ذمہ داری سونپ رہی تھیں، وہ خاندانی اعتبار سے ایک بہادر قبیلہ سے تعلق رکھنے والی دلیرخاتون تھیں اس لیے حکومت کی کسی دھمکی سے ہر گز خوف زدہ نہ ہوئیں بلکہ پوری شجاعت کے ساتھ جناب زینب کبری علیها السلام کے ہمراہ اس عظیم ذمہ داری کو پورا کیا، وہ اکثر یہ دردناک اشعار پڑھتی تھیں!

یامن رای العباس کرّ

علی جماهیر النقد

ووراه من ابناء حیدر کلُ لیث ذی لبد

انبئت ان ا بنی اصیب

براسه مقطوع ید

ویلی علی شبلی وأمال براسه ضرب العمد

لو کا ن سیفک فی یدیک لَمادَ نا منه أحَد

((۱))

آپ اپنے شجاع وبہادر فرزندوں کے غم میں روتی تھیں اور کہتی تھیں:

اے وہ کہ جس نے میرے بہادر بیٹے عباس علیه السلام کو دشمن پر حملہ کرتے دیکھا، وہ حیدر کرار کا فرزند اپنے باپ کی طرح بہادری جرات سے حملہ کرتا تھا اورجناب علی علیه السلام شیر خدا کے دوسرے شیر دل بیٹے بہادری اپنی مثال آپ تھے، آہ مجھے خبر دی ہے کہ میرے بیٹے کے سر پر عمود آہنی سے وار کیا گیا جب کہ اس کے بدن کے ساتھ ہاتھ نہ تھے، ہائے افسوس! میرے بیٹے کے سر پر کیا مصیبت بھاری ضرب لگی، اگر میرے بیٹے کے بدن کے ساتھ ہاتھ ہوتے اور ہاتھ میں تلوار ہوتی تو کسی کو ان کے نزدیک آنے کی جرات نہ تھی

۱- ۔ ابصارالعین، ص ۳۲؛ ادب الطف، جلد ۱، ص ۷۱

جناب اُمُّ البنین علیها السلام نے مجالس ِعزاداری اوراشعار کے ذریعے واقعہ کربلا اور اپنے بیٹوں کی شجاعت، مظلومیت اور پیغام کو اپنے زمانے کے لوگوں اور آئندہ آنے والی نسلوں تک پہنچایا اور تاریخ کربلاء کے حقائق بیان کیے اور آپ نے عزاداری اور مرثیے کی شکل میں حکو مت وقت پر اعتراض و احتجاج کیا، وہ افراد جو ان مجالس اور اطراف بقیع میں جمع ہو جاتے تھے، وہ بنی امیہ کے حکمرانوں اور کارندوں کی نسبت سخت متنفر ہوجاتے تھے

سوال: سید الشّہداء حضرت امام حسین علیه السلام ، جناب عبا س علیه السلام اور آپ کے بھائیوں کی قبر یں میدان کر بلا میں تھیں تو پھرجناب اُمُّ البنین علیها السلام بقیع میں کیوں جا کر گریہ کناں ہوتیں تھیں؟ کیاایسا اس لیے نہیں تھا کہ لوگ وہاں جمع ہو ں اور بزرگان ِاسلام جو اس خاک میں دفن ہیں ان کواور صدراسلا م کے واقعات کو یاد کریں پھر رسول صلی الله علیه و آله زادی، مظلومہ ٔ کونین حضرت حضرت فاطمہ الزہرا علیها السلام کوتعزیت و پرسہ دیتے ہوئے حضرت امام حسین علیه السلام اور ان کے جاں نثاروں کی مظلومیت و غربت پر گریہ کرکے ظالمین سے نفرت کریں؟

دوسرا اہم مسئلہ یہ کہ آخر جنا ب عباس علیه السلام کے فرزند کو اپنے ساتھ کیوں لے جاتی تھیں؟ کیا یہ عمل اس وجہ سے نہیں تھا کہ آئندہ آنے والی نسلوں کو حقائق سے آگاہ کریں؟ کیا یہ ایک سیاسی تربیت نہیں تھی؟ پس ان کا مقصد یہ تھا کہ پیغام عاشورا کو لوگوں تک پہنچائیں؟ اور اس پیغام رسانی کا پر چم حضرت عبّاس علمدار علیه السلام کے فرزند عبیداللہ ابن عبّاس کے ساتھ ہو اور آئندہ ان کی ذرّیت اس فریضہ کو انجام دے

جناب اُمُّ البنین علیها السلام ایک شجاع و بہادر خاتون تھیں جو شہدائے کربلاکا پیغام عام کرنے میں جناب زینب علیها السلام کے ساتھ ساتھ رہیں ا ور اس ذمہ داری کو بطریق احسن انجام دیا

واقعہ کربلا کے بعد جب تک زندہ رہیں ہر روزانہ اپنے گھر سے جنت بقیع تشریف لے جاتیں اور مجلسِ شہدائے کربلا برپا کرتی رہیں ۔

جس سے طاغوتی حکومتیں بوکھلاہٹ میں ظالم حکمرانوں سے ہر طرف نفرت کا اظہار عام ہونے لگا یہی وجہ تھی کہ درباری علماء کو منہ مانگے دام دے کر حسب دلخواہ فتوے دلائے گئے اور فرزند رسول صلی اللہ علیہ و آلہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی مجالس و عزاداری پر پابندی لگانے کی بھرپور سازشیں کی گئیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ جناب عباس علیہ السلام کے فرزندجناب عبید اللہ اپنی دادی حضرت اُمُّ البنین علیہا السلام ، مادرگرامی جناب لبابہ اور پھوپھی حضرت زینب علیہا السلام کے ساتھ ہر مجلس میں موجود ہوتے تھے جس میں واقعات عاشورا کو بیان کیا جاتا تھا۔

بعد میں اس مشن کو جناب عبیداللہ ابن حضرت عبّاس علمدار علیہ السلام نے اس طریقے سے آگے بڑھایا کہ مکّہ مکرمہ اور مدینہ منوّرہ میں ان کاہی حکم کار فرما ہوتا تھا و ہ اس قدرعام میں مقبول تھے کہ بعد میں آنے والی حکومتوں کو بھی ان کومکہ و مدینہ کا رئیس تسلیم کرنا پڑا، آپ عرصہ دراز تک حرمین شریفین کے رئیس و متولی رہے

پانچوا باب

اُمُّ البنین اور زیارت کربلا

یہ روایت مشہور ہے کہ حضرت اُمُّ البنین علیھا السلام زیارت کے لیے مدینہ سے کربلائے معلی عراق میں تشریف لائیں تھیں، جب سیّد الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے بعداپنے فرزند کی قبر مبارک کی طرف گئیں تو ایک مقام پر آپ کی حالت غیر ہو گئی تھی اسی مقام پر اب ایک دروازہ ہے

حضرت عبّاس علمدار علیہ السلام کے روضہ مبارک کے اس دروازہ پر "باب اُمُّ البنین علیھا السلام " لکھا ہے اس دروازہ پر ایک ضخیم سی زنجیر لگی ہے، زائرین اس زنجیر کو پکڑ کر بڑ تابی سے گریہ کرتے ہیں اور اپنی حاجتیں باب المراد سے حاصل کرتے ہیں

اسی دروازہ "باب اُمُّ البنین" سے راستہ تھا خانہ میں موجود حضرت عبّاس علیہ السلام کی قبر اطہر تک جاتا ہے جو کسی خاص موقع پر ہی کھولا جا تا ہے

اک دَرِ اُمُّ البنین ہے روضہ عبّاس میں

سنتی □ی بی□□ س□ پ□□ عرضیا□ اُمُّ البنین ((۱))□

ص: ۶۸

۱- □ جناب □اکت□ر ماجد رضا عابدی بحوال□ کتاب اُمُّ البنین ، ص۳۶۶□

چ□□ا باب

اُمُّ البنین علیها السلام کی مظلومیّت

طول تاریخ می□ اولیائ□ خدا دنیا پرستو□ ک□ ظلم و ستم کا نشان□ بنت□ ر□□ □ی□، پیغمبرخاتم صلی الله علیه و آله فرمات□ □ی□:"ماوذی النّبی مثل ما اوذیت"(۱)□

کسی نبی کو اتنی اذیت ن□ی□ کی گئی جتنی مج□□ اذیت دی گئی اور پ□ر ایک مقام پر حضرت علی علیه السلام س□ فرمایا : " ا□ علی!میر□ بعد میری امت ک□ اشقیا اور منافق آپ کو دک□ آزار و اذیت پ□نچائی□ گئ□ اس پر صبر کرنا"□

□م دیک□ت□ □ی□ ک□ بعد از پیغمبر اسلام صلی الله علیه و آله اس امت ک□ حاسدین و معاندین اور اشقیان□ آپ س□ تعلق رک□ن□ وال□ □ر فرد کو ظلم کا نشان□ بنایا□آپ ک□ والدین، آپ کی ازواج مط□رات اور اولاد طا□رین

پر و□ ظلم □□ائ□ ک□ کئی سو سال گزرن□ ک□ بعداب ب□ی انسان سن کر لرز جاتا □□ اور زمین و آسمان گری□ کنان □ی□□

۱- □ بحار الانوار ج۳۹، ص۵۶□

چنانچہ حضرت اُمُّ البنین علیها السلام کو بڑی آپ کی زوجہ ہونے اور اہل بیت (علیهم السلام) کا فدائی اور عاشق ہونے کی وجہ سے ظلم کا نشانہ بنایا گیا۔

آپ سے روایات نقل نہیں کی گئیں، آپ کی سیّد الاولیا ء حضرت علی علیه السلام سے نکاح کے ثمرہ میں ہونے والی اولاد کی سیادت سے انکارکرنے کی جسارت کی گئی،شمر ملعون جیسے شقی کو آپ کے خاندان کا فرد بنانے کی بڑی سعی کی گئی حالانکہ اس بدبخت کا حضرت اُمُّ البنین علیها السلام کے خاندان سے دور کا بڑی واسطہ نہ تھا یہ ناآگاہ اور حقیقت سے بے خبر لوگوں کا افسانہ اور شاخسانہ ہے چوں کہ اموی راویوں کے بے ہودہ پروپیگنڈے کا اثر ہمارے بعض مؤلفین اور مقررین پر بڑی ہوا لہٰذا ہم نے اس حقیقت سے پردہ اٹھانا ضروری سمجھا۔

شمر ذالجوشن الضبابی کی حقیقت

وہ بنی عذرہ ابن زیدلات قبیلہ کی خناز بنت حارث ابن ضبع کے بطن سے پیدا ہوا، خناز اس بدبودار عورت کو کہتے ہیں جس کوبرص(سفید داغ) کا مرض ہو،شمر کو برص کی بیماری اپنی ماں سے ورثہ میں ملی تھی، اس کے باپ کا نام شرجیل ابن اعورابن عمرضبابی بتا یا جاتا ہے، ضباب ایک خاندانی بیماری کو کہا جاتا ہے اوراسے ذی الجوشن اس لیے کہتے تھے کہ اس کا سینہ ابھرا ہوا تھا۔

اس کے متعلق پیشن گوئی کرتے ہوئے رسول اللہ صلی الله علیه و آله نے فرمایا تھا:" میں ایک مبروص کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میرے اہل بیت (علیهم السلام) کا خون چاٹ رہا ہے" تاریخ ابن کثیرمیں لکھا ہے کہ شمر کو برص (سفید داغ) کا مرض تھا، وہ انتہائی حریص و لالچی اورحرام زادہ تھا۔

حضرت امام جعفر صادق علیه السلام

فرماتے ہیں :"قاتِلُ الحسینِ بن علیٍ ولد زنا" "حضرت امام حسین ابن امام علی کا قاتل زنا زادہ تھا"(۱)

شمر اتنا بے شرم تھا کہ اس نے اپنی ماں کی شمرانہ کو یزید ملعون کی خدمت میں دے رکھا تھا، جب ابن زیاد کوفہ کا گورنر بنا توشمر اس وقت یزید کے دربار میں تھا اس نے بڑی کوفہ جانے کی اجازت چاہی پہلے تو یزید راضی نہ ہوا لیکن پھر اس کی بیوی کو بڑی اس کہ ہمراہ کوفہ روانہ کر دیا، شمرنے کوفہ پہنچ کراپنی بیوی کوابن زیاد ملعون کی خدمت میں دے دی اور خود اس کا مشیر بن گیا

۹ محرم جمعرات کے دن ابن زیاد نے شمر کو چار ہزار فوجی دستے کہ ہمراہ ایک خط دے کربھیجا کہ اگر عمر ابن سعد جنگ سے پہلو تہی کرے تو اسے قتل کرکے لشکر کی کمان ہاتھ میں لے لو ۔ عمر ابن سعداس خط کو پڑھتےہی گھبرا گیا اور فوراً جنگ کا اعلان کر دیا

ارباب مقاتل نے لکھا ہے کہ ظلم واستبداد کی یہ منحوس صورت قرآنِ ناطق، نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ ، پارہ تن امام علی علیہ السلام ا ور پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ کی لخت جگر حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے فرزند ِارجمند حضرت امام حسین علیہ السلام کے سینہ اقدس پر سر تن سے جدا کرنے کے لیے سوار ہوا تو زخموں سے نڈھال مظلوم امام علیہ السلام نے اتمام حجت کے لیے پوچھا !!کیا تو مجھے نہیں جانتا ہے؟ کہنے لگا: تو فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کا بیٹا ہے! آپ نے پوچھا؟ پھر مجھے کیوں قتل کر رہا ہے؟ کہنے لگا:مال و زر کی لالچ میں!!

امام علیہ السلام ابھی بارگاہ خداوندی میں سجدہ شکر میں تھے کہ اس سنگ دل نے پشت گردن پر ضربیں لگانا شروع کیں، اس حال میں ذبح کرنے کے بعدحضرت کے سر اقدس کو

۱- ۔ کامل الزیارات، ص ۷۸؛ کشف الغمہ، ج۲، ص ۹۔

لے کر ابن زیادملعون کے سامنے رکھ کر ناچنے لگا اور پرنیزے پر سوار کرکے تمام لشکر میں گھماتا رہا ۔۔۔

شام جا کر ایک عرصے تک انعام کی لالچ میں یزید کی چوکھٹ پربیٹھا رہا مگر کچھ حاصل نہ ہوا توپھر سنان ابن انس اور یزید ابن محارب کے ہمراہ کوفہ گیا وہاں خطرہ محسوس کیا تو بصرہ کی جانب روانہ ہوا، جناب امیر مختار کے غلام کو خبر ہوئی تو اس نے کچھ سوار لے کر اس کا تعاقب کیا اور گلتانیہ نامی مقام پراس کو قتل کر دیا، اس طرح یہ ۶۶ میں واصل جہنم ہوا(۱)

امان نامہ کی حقیقت

جب شمر چار ہزار کا لشکر لے کر کربلا روانہ ہو رہا تھا تو اس وقت عبداللہ ابن ابی المحل کلابی جو کوفہ میں ایک مقام رکھتا تھا اس نے ابن زیاد سے یہ کہہ کر کہ ہمارا قبیلہ کی ایک خاتون جناب علی ابن ابی طالب ؑ کی زوجیت میں تھیں، ان کے چار فرزند ہو کہ لیں امان نامہ لکھ دیجیے اورپھر وہ امان نامہ اس نے اپنے غلام کزمان کو دے کرشمر کے ہمراہ روانہ کر دیا اب کربلا پہنچ کر شمر بلی اس غلام کے ساتھ گیا اور بقول وہ "این بنو اختنا" "ہماری بہن کے فرزندکہاں ہیں؟"کہہ کر مخاطب ہوئے اور امان نامہ کی بات کی تو حضرت اُمُّ البنین علیها السلام کے چاروں فرزندوں نے کہا:

"لَعَنَکَ اللّٰہُ وَلَعَنَ اَمَانَکَ وَآتُومننا وَابن رَسُولِ اللّٰہ لَا اَمَانَ لَکَ"((۲))

تجھ پر اللہ کی لعنت، تیری امان پر لعنت کیا تو ہمیں امان دے رہا ہے اور فرزند رسول صلی اللہ علیه و آله کو امان نہیں"

۱- ۔ کتاب ام البنین علیها السلام ، از سید ضمیر اختر نقوی؛ ابصار العین، علامہ سماوی نجفی،ص ۴۱

۲- ۔ ترجمہ ارشاد مفید، ج ۲، ص ۹۱؛ ابصار العین فی انصار الحسین، ص ۴۱

یہ جملہ ارباب مقاتل نے نقل کیا ہے، اس سے حضرت اُمُّ البنین علیها السلام کے فرزندوں کی بلند معرفت اور عشق اِمام حسین علیه السلام کی عکاسی ہوتی ہے نیز شمر اور اس کے ارباب سے شدید نفرت ظاہر ہوتی ہے ۔

اب چونکہ یہ بنی کلاب کے ایک سردار عبداللہ بن ابی المحل جس نے ابن زیاد سے امان نامہ لے کر اپنے غلام کزمان کو اس کے ہمراہ روانہ کیا تھا اور کربلا پہنچ کر دونوں امان نامہ لے کر گئے لہٰذا عربوں کے رسم و رواج اور عام عرفی محاورے کے تحت "این بنو اختنا" "ہماری

بہن کے فرزند کہاں ہیں؟" کہہ کر پکارا تھا حالانکہ شمر بنی ضباب سے تھا ، بنی کلاب سے نہیں تھا((۱))

۱- ۔ ام البنین سیدۃ النساء العرب،سید مہدی الیسویج الخطیب۔

ساتوا باب

اولادِ حضرت اُمُّ البنین علیها السلام

جناب فاطمہ اُمُّ البنین علیها السلام کہ حضرت امیر المؤمنین علیه السلام سے عقد کہ نتیجہ میں چار نامور بیٹے پیدا ہوئے،حضرت عبّاس علیه السلام ،حضرت جعفر ، حضرت عبداللہ ، اور حضرت عثمان ((۱))اور ایک بیٹی جناب خدیجہ ((۲))

انداز تربیت

شریعت اِسلامی میں تربیت اِولاد کو بہت ہی اہمیّت دی گئی ہے اسلام نے اس بات کی بہت زیادہ تاکید کی ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت بہتر سے بہتر انداز میں کی جائے اس لیے کہ جب اولاد کی تربیت اسلامی قوانین کہ مطابق بہتر انداز میں کی جائے گی تو پھر اس طرح پورے معاشرے کی اصلاح ہو سکتی ہے ۔ تربیت میں ماں کا اہم کردار ہوتا ہے اس بنا پر عورت اصلاح معاشرے کہ لیے ایک معلم کی حیثیت رکھتی ہے اس لیے کہ ہر انسان کہ لیے اولین تربیت گاہ

۱- ۔ ارشاد المفید، ص۱۸۶؛ جمہرہ انساب الکلبی، ص ۳۱؛ عمدہ الطالب،ص۳۵۶

۲- ۔ امّ البنین ، سید ضمیر اختر نقوی

ماں کی بابرکت آغوش کو قرار دیا گیا ہے پس ایک شائستہ اور تربیت یافتہ خاتون کے ذریعہ ہی بچوں کی اصلاح ممکن ہو سکتی ہے

ہر انسان ایک عورت یعنی اپنی ماں کی آغوش میں ہی پروان چڑھتا ہے اور وہ عورت اس انسان کے لیے معلم اول قرار پاتی ہے بے شک اسلام شناس اور پاکیزہ عورت کی تربیت کا ہی اثر ہوتا ہے کہ پرآگہ چل کر وہی بچہ معاشرہ کی اصلاح و فلاح کے لیے جان و مال سب کچھ قربان کر دیتا ہے اور اصلاح معاشرہ میں پیش آنے والی مشکلات کو دیکھ کر ذرہ برابر بھی قدم پیچھے نہیں ہٹاتے

لہذا ہر عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس ذمہ داری کو بخوبی انجام دے اور اپنی آغوش میں پلنے والے ہر بچے کی بہترین انداز سے تربیت کرے تاکہ معاشرہ اور سماج کی بھی اصلاح ہو سکے

بچوں کی اچھی تربیت کے لیے اہم نکتہ یہ ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی سیرت کو اپنایا جائے جس طرح کہ حضرت اُمُّ البنین علیہا السلام نے ان کی سیرت کو اپنا کر عملی نمونہ پیش کیا ہے

اولاد کی تربیت کے لیے شائستہ عورت کے ساتھ ساتھ نیک کردار مرداور پاکیزہ ماحول کی بھی ضرورت ہوتی ہے یعنی ماں باپ دونوں کو چاہیے

کہ اپنے بچوں کی پرورش اور تربیت کا خیال رکھتے ہوئے دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں اور یہ دونوں اس وقت اس بار کو اٹھا سکتے ہیں کہ جب پاک ہستیوں کی سیرت کو مدنظر رکھیں کہ ساتھ ساتھ دونوں کہ مزاج میں ہم آہنگی پائی جاتی ہو لیکن اگر مزاج میں ہم آہنگی نہیں ہے تو پھر اس راہ میں ہر قدم پر مشکلات کا سامنا ہوگا اور اس طرح اچھے انداز میں بچوں کی تربیت بہت مشکل ہے کیوں کہ مزاج میں ہم آہنگی نہ ہونے کی بنا پر دونوں کہ درمیان رنجش

پیدا ہوگی جس کی نتیجہ میں آپس میں بد کلامی ہوگی پھر شوہر بیوی کو لیے نازیبا الفاظ استعمال کرے گا اور پھر بیوی بھی اگر سامنے نہ سہی تو عدم موجودگی میں شوہر کو نازیبا الفاظ سے یاد کرے گی جس کی نتیجہ میں بچہ ان دو متضاد مزاجوں کے درمیان پِس کر رہ جاتا ہے جس کا اس پر بہت غلط اثر پڑتا ہے کیونکہ صبح وشام استعمال ہونے والے یہ نازیبا الفاظ اس معصوم بچہ کےذہن میں نقش ہو جاتے ہیں جو بابا جان نہ امی جان کی شان میں اور امی جان نہ بابا جان کی شان میں کہہ رہتے

جو بچہ ایسی متضاد آغوش میں پرورش پاتا ہے جسکا مزاج میں ہم آہنگی نہیں ہوتی تو پھر اس ٹینشن اور اختلاف کے زیر سایہ تربیت پانے والا بچہ جب معاشرے میں قدم رکھتا ہے تو اس کی اصلاح کے بجائے اس کی کج رفتاری کا باعث بنتا ہے اسے نہیں معلوم کہ میراشرعی وظیفہ کیا ہے بلکہ اس کے ذہن میں وہی نا زیبا الفاظ گالیوں کی شکل میں رہتے ہیں جو والدین کو ایک دوسرے کی شان میں استعما ل کرتے ہوئے سنے تھے، دور حاضر میں کثرت سے اس چیز کا مشاہدہ کیا جا رہا ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے جنھوں نے ابھی بولنا ہی سیکھا ہے انہیں یہ تو معلوم نہیں کہ اللہ ایک ہے؟ نبی کتنے ہیں؟ معصوم کتنے ہیں؟ لیکن مختلف قسم کی گالیاں ان کی زبان پر آتی رہتی ہیں، اس کی وجہ والدین کی ہی آغوش تربیت ہے

کاش یہ بچہ ان نازیبا الفاظ کی جگہ قرآنی آیات کے زیر سایہ پرورش پاتے تو کمسنی ہی میں حافظ قرآن ہوسکتے تھے! اور یہ کوئی ناممکن بات نہیں ہے، ایران کی سرزمین پر ایک پانچ سالہ بچہ"محمد حسین طباطبائی" نے اس کم سنی میں قرآن مجید اس طرح حفظ کیا کہ اس نے دور حاضر کے اہل دانش کو حیرت زدہ کر دیا اس نے انسانی ذہنوں کو بیدار کیا ہے کہ اس کم سنی میں دنیا کے دیگر بچے بھی حافظ قرآن ہو سکتے ہیں صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ والدین اس انداز تربیت سے باقاعدہ آشنا ہوں لہٰذا سخت ضرورت ہے کہ ہم خواب غفلت سے بیدار ہوں اور اس پُر فریب دنیا کے دام فریب میں نہ آئیں حضرت علی علیہ السلام و جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کی سیرت پر عمل کریں تاکہ ہمارے بچے بھی آگے چل کر ہمارے لیے قابل افتخار، اسلام کے

□مدرد، معاشر□ کی□ مصلح اور حضرت امام زما ن عجل الله تعالی فرجه کی□ جانثار بن سکی□ اور ی□ اُسی وقت □و سکتا □□ جب والـدین حضرت اُمُّ البنین علیها السلام کی روشِ تربیت س□ آگا □ □و□ اور ان کی□ مزاج می□ فکری □م آ□نگی □و اس کی□ بغیر تربیت کا حق ادا نی□ □و سکتا□

عـام طور س□ تربیت کی بنیاد والـدین □وا کرت□□ی□ اوربسا اوقات بعض والـدین کی□ درمیان کچ□ بنیادی اختلافات پا ئ□ جات□ □ی□، جو بچ□ کی تربیت پر اثر انداز □وت□ □ی□□

جس کی□ متعدد اسباب □وت□□ی□:

جیسـا کی□ □ر روز معاشر□ کی□ انـدر دیک□نـ□ می□ آتـا □□ کی□ شـادی کـو ابـ□ی چنـد روز □ی □وئ□ ت□□ کی□ آپس می□ □□ائی جـ□گ□□ شـروع □و گئ□ اس پُر سـکون اور پُر لطف زنـدگی کا نقش□ بـدل گیا، دن کا چین اور راتو□ کی نیندا□ گئی، ذ□ن کشـمکش می□ مبتلا□ ر□نـ□ لگـا آخر کیو□؟ اس کی بنیا دی وج□ شادی می□ سـنت رسول صـلی الله علیه و آله کو فراموش کر دینـا □□، یعنی والـدین جبراً کب□ی برادری کی بنیـاد پر اپنی اولا□د کی شـادی کر دیت□ □ی□، کب□ی کسـی □کی کی□ حسن و جمـال کو دیک□ کر بی□□ کی شـادی اس س□ کر □الت□ □ی□ اور کب□ی دولت منـد □کا دیک□ کر اپنی بی□ی اس س□ بیا□ دیت□ □ی□، اب چو□ کی□ دونو□ کی بنیاد □ی غلط □□ □ذا نتیج□ ب□ی ایسا □ی □وتا □□ □

اکثر ایسـا □وتـا □□ کی□ □کی، □کـا یـا دونو □می□ س□ کوئی ایک راضـی نی□ یا ان می□ شـرعی اور سـماجی شـرائط مفقود □وتی □ی□ لیکن والـدین نـ□ مال و دولت کی□ لی□ جبراً شادی کر دی یا بسا اوقات خود انـ□و□ نـ□ کسـی □وس پرستی اور لالچ کی بنـا پر شـادی کرلی، □ذا چنـد روز بعـد □ائی جـ□گ□□ شـروع □و گئ□ جس کی□ نتیج□ می□ طلاق کی نوبت آجاتی □□ حالانکی□ والدین کو جبراً شادی کرنـ□ کا اختیار شریعت نـ□ □ر گز نی□ دیا□

شریعت کـا حکم □□ کی□ شـادی کی□ لی□ والـدین کی رضـایت کی□ سـات□ سـات□ □کی اور□کی□ دونـو□ کـا راضـی □ونـا ب□ی ضروری □□ چو□ کی□ انی□ ایک دوسر□ کی□ سات□ زندگی

گزارنی ہے لہٰذا اس سلسلہ میں شریعت نے اجازت دی ہے کہ لڑکا اور لڑکی شادی سے پہلے ایک دوسرے کو مزاج سے آشنائی کر لیں گفتگو کر سکتے ہیں تاکہ مزاج کی نا ہم آہنگی سے پیدا ہونے والی خرابیوں کا پہلے ہی دن سدّ باب کر دیا جائے شاید یہی وجہ تھی کہ جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ کی بیٹی جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کے رشتہ آنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ نے ان کی رائے ضرور دریافت کی جب حضرت علی علیہ السلام شادی کا پیغام لے کر آئے تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ نے خود فیصلہ نہیں کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ نے جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کے سامنے حضرت علی علیہ السلام کا پیغام پیش کیا اور جب آپ کی رضا کا یقین ہو گیا تو پھر مولائے کائنات سے آپ کی شادی کا اعلان کر دیا

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ انسانوں کی اصلاح و تربیت کے لیے آئے تھے ان کا کوئی قول و فعل حکمت سے خالی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ و آلہ کا جناب فاطمہ زہرا کی رضا دریافت کرنا، یہ تمام والدین کے لیے درس ہے کہ وہ اپنی اولاد کی جبراً شادیاں نہ کریں بلکہ شادی کرنے سے پہلے اولاد کی رائے ضرور معلوم کر لیں، دستور اسلام اوراپنے تجربات کی روشنی میں ان کی بہتر رہنمائی ضرور کریں مگر ان کو مجبور نہ کریں

لہٰذا اس بات کی ضرورت ہے کہ شادی میں خود ساختہ رسم و رواج کو جو ہمارے درمیان رائج ہو گئے ہیں ختم کر کے اسلامی قانون پر عمل کیا جائے اور دولت کے انبار کو ٹھکرا کر متدین کفو کی تلاش کی جائے، جیسا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ نے اپنے قول و عمل سے اس بات کا درس دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ نے بہت بہت روسائے عرب کے پیغامات رد کر کے جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کے لیے حضرت علی علیہ السلام کا انتخاب کیا اور مال دنیا کے بجائے آپ نے ایمان وعمل کو معیار قرار دیا

اس طرح جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کی شہادت کے بعد حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ کے اس فرمان کے”شادی کرتے وقت اچھے خاندان سے اچھی شریک حیات کا

انتخاب کرو کیو کہ ماں کہ عادات و اطوار کہ ساتھ ساتھ ماموں کہ صفات بھی بچہ میں منتقل ہوتی ہیں" کو مدّنظر رکھتے ہوئے بھائی عقیل سے مشورہ کرکے بنو ہوازن کہ ایک سردار اور بہادر قبیلہ سے جناب حزام ابن خالد کی ایک شریف و نجیب، معنوی اور باطنی کمال سے سرشار بیٹی حضرت اُمُّ البنین سے شادی کی۔

اس شادی کہ نتیجہ میں آپ کہ چار ایسے بیٹوں نے دنیا میں ظہور فرمایا جو سب کہ سب اولیائے خدا میں سے تھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کہ ہمراہ معرکہ کربلا میں شہادت کہ عظیم درجہ پر فائز ہوئے یہ حضرت اُمُّ البنین کی آغوش کی تربیت کا ہی اثر تھا ہم ذیل میں اختصار کہ ساتھ ان کہ فضائل ذکر کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں

حضرت عبّاس علمدار علیہ السلام

آسمانِ ولایت کہ یہ پہلا نور مِہتاب تھے جنہوں نے بیتِ امامت کہ گھر آغوش

حضرت ام البنین علیہا السلام میں چارشعبان المعظم ۲۶ کو مدینہ منوّرہ میں ظہور فرمایا۔

منقول ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے آپ کی ولادت کی خبر مولائے کائنات کو دی گئی تو آپ نے سجدہ شکر ادا کیا پھر تشریف لائے اور بچہ کو آغوش میں لیا، پیشانی کا بوسہ لیا اور گلہ سے لگا کر فرمایا:"یہ میرے حسین کہ لشکر کا علمدار ہوگا اور ان پر میدان کربلا میں اپنی جان فدا کرے گا" پھر گریہ کرتے ہوئے حضرت عباس علیہ السلام کہ بازوؤں کو بوسہ دینے لگے۔

جناب اُمُّ البنین علیہا السلام نے حیرت کہ عالم میں پوچھا! مولاآپ گریہ کیوں کررہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اُن بازوؤں کو دیکھ کر مجھے وہ مصیبت یادآگئی جو برادر عزیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ بیان فرماگئے تھے

جناب اُمُّ البنین علیها السلام نے حیران و پریشان ہو کر دریافت کیا: کیا میرے اس نورِ نظر پرکوئی مصیبت آپڑی گی؟ حضرت علی علیه السلام فرمایا: اسلام کی حفاظت اور بھائی کی نصرت میں میرے اس بیٹے کا بازو قلم ہو جائیگا! یہ سن کر تمام اہل بیت (علیهم السلام) کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے!

جناب اُمُّ البنین علیها السلام نے حوصلہ وصبر کا ساتھ خدا کا شکر ادا کیا کہ میرا فرزند رسول اللہ صلی الله علیه و آله کے فرزندپر قربان ہوگا((۱))

حضرت امام علی علیه السلام نے فرمایا: اے اُم البنین! تمہارا فرزند عباس ، اللہ کے نزدیک عظیم مقام ومنزلت پر فائز ہو گا خدا عباس کو ان بازوؤں کے بدلے جنت میں دو پَر عطا فرمائے گا جس طرح بھائی جعفرا بن ابی طالب ؑ کو عنایت فرمائے تھے جن سے وُہ ملا ئکہ کے در میان پرواز کرتے ہیں (۲)

جناب اُمُّ البنین علیها السلام اپنے اس عظیم بیٹے کے بارے میں یہ بشارت سن کر خوش ہو گئیں

آفتاب ولایت و امامت کے اس مہتاب نے دنیا کو نورِوفا سے جگمگا دیا، اس لیے کے پیغمبر صلی الله علیه و آله کے وارث و وصی، سیّد المسلمین امام المتقین، یعسوب الدّین، کاسرالاصنام، منارالایمان، کنزعلم و عرفان، قاضی اعظم، سلطان الاولیائ، فاتح اعظم، اسداللہ الغالب، باب مدینہ العلم، امیرالمؤمنین علی ابن ابی طا لب ؑ کی با عصمت آغوش میں پروان چڑھے اور

۱- ۔ زندگانی حضرت ابوالفضل العباس، ص ۳۰۔

۲- ۔ صحیفہ وفا،العباس، المقرم، ص ۱۳۴۔

عزّت نفس، شہامت وشجاعت، جرأت و بہادری، طہارت وپاکیزگی، علمِ و افر، خردِ کامل، فقاہت و مجاہدت اور اخلاق حمیدہ کی بلندیوں پر فائز ہو گئے۔

حضرت عباس علیہ السلام کے دہن مبارک میں حسنین ؑکی زبان تھی اور ان کے قلب میں سیّد الشّہداء علیہ السلام کی روح کار فرما تھی۔ پیدا ہو تے ہی حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے شرفیاب ہوئے، ثانی زہرا حضرت زینب کبری علیہ السلام کی چادرتطہیر کا سایہ سر افگن رہا۔ایّام وِلاد ت و شہادت بھی ایک ہی ماں میں قرار پائے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت سوّم شعبان المعظم اور حضرت عباس علیہ السلام کی ولادت چار شعبان المعظّم کو ہوئی۔ شہادت ایک ہی دن روز عاشور محرم الحرام ۶۱ میں ہوئی۔

حضرت عباس علمدار کے بارے میں پیغمبر کی بشارت

جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کے چچا زادبھائی حضرت جعفر طیار علیہ السلام شہید ہوئے جو اس وقت آپ کے لشکر کے علمدار تھے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ بحرِ غم والم میں ڈوب گئے۔ اس وقت خداوند عالم نے فرشتے وحی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے پیغام بھیجا:"اے میرے حبیب!اپنے سر کو زانوئے حزن والم سے اٹھا لو میں نے جعفر کو اس کے دو پروں شانوں کے صلے میں دو پر عطا کیے ہیں جن سے وُہ بہشت کے ہر مقام پر پرواز کر سکیں گے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ کو اطلاع دی کہ آپ کے بھائی علی ابن ابی طالب ؑ کا جناب فاطمہ اُمُّ البنین علیھا السلام کے بطن سے ایک بیٹا پیدا ہوگا جو تیرے بیٹے حسین پر قربان ہوگا، اس کے بھی دونوں بازو جعفر طیّار کی طرح اشقیا ء ظلم و ستم سے کاٹ دیے گئے"۔

آ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ نے تمام روداد حضرت علی علیہ السلام سے بیان کی، اور فرمایا: اے علی! "تیرے اس بیٹے کو جعفر سے ایک طرح سے مشابہت حاصل ہے لیکن تیرا بیٹا کا مرتبہ جناب جعفر سے بہت بلند و ارفع ہے جب اس بیٹے کی ولادت ہو تو اسے میری جانب سے پیار کرنا چونکہ میرا اس وقت رحلت کر چکا ہوگا"

یہ سن کر حضرت علی علیہا السلام نے فرمایا: آپ نے میرے دونوں بیٹوں کا نام شبّر وشبیر یعنی حسن اور حسین رکھا تھا، اس لیے آپ ہی میرے اس بیٹے کا نام مقرّر فرما دیں، اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام کا نزول ہوا اور عرض کی اے محبوبِ حق اس بیٹے کا نام اسد یعنی شیر کہ معنوں میں عبّاس رکھو، اس وقت حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام نے فرمایا کہ:میں نے اس بیٹے کو اپنی فرزندی میں لیا"((۱))

حضرت عبّاس کو حضرت زہرا نے اپنا بیٹا کہا

آپ میں فطری ذہانت و ذکاوت موجود تھی جس کو وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے اس قدر جلا بخشی کہ عباس علیہ السلام عصمت کبریٰ حضرت فاطمہ الزہرا علیہا السلام کی آرزوؤں کا مرکز بن گئے یہاں تک کہ بیان ہوا ہے کہ حضرت فاطمه الزہرا علیہا السلام روز قیامت یہ کہیں گی کہ بابا کی امت کی شفاعت کریں گی:

"کفانا لاجل ہذا المقام الیدان المقطوعتان من ابنی العباس"((۲))

۱- تاریخ عبّاسی، سیّدشرافت علوی؛کتاب امّ البنین، ص ۱۵۲ و۱۵۳

۲- معالی السبطین ج۱صفحہ۴۲۵

”یعنی میر ؑ بابا کی امت کی شفاعت کؑ لیؑ میر ؑ بیؑؑ عباس کؑ دو کؑؑ ؑوئؑ بازو کافی ؑیؑ“ؑ

حضرت عبّاس علیه السلام کی زیارت

نقل ؑوا ؑؑ کؑ ایک سیّد مؤمن ؑر روزتین مرتبؑ روضئؑ حضرت امام حسین علیه السلام میؑ بغرض زیارت جایا کرتاتؑا لیکن ؑفتؑ میؑ ایک ؑی بار حضرت عبا س علیه السلام کی زیارت کو جاتا، ایک دن عالم خواب میؑ اس نؑ جناب فاطمؑ زؑرا علیها السلام کو دیکؑا، جنؑوؑ نؑ اس کی طرف سؑ منؑ پؑر لیا! اس نؑ عرض کیا: اؑ بنت رسول صلی الله علیه و آله !امجؑ سؑ کیا قصور ؑوا ؑؑ کؑ آپ مجؑ سؑ ناراض ؑیؑ؟

آپ نؑ فرمایا: کیونکؑ تم میر ؑ بیؑؑ عبّاس علیه السلام کی زیارت کرنؑ نؑیؑ جاتؑ ؑو ؑ((۱))

حضرت عبّاس علیه السلام کا علمی مقام

ؑر انسان کی شخصیت اور عظمت کا اندازؑ اس کؑ معنوی کمالات اور تزکیؑ وتعلیم سؑ ؑی لگایا جاسکتا ؑؑ قرآن مجید میؑ بعثت انبیاء (علیهم السلام) کا ؑدف اور فلسفؑ بؑی یؑی بیان کیا گیا ؑؑ:

{ؑوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْمُّیِّینَ رَسُولًا مِنؑم یَتلُو عَلَیؑم آیَاتِؑ وَیُزَکِّیؑم وَیُعَلِّمُؑم الکِتَابَ وَالحِکمَةَ وَن کَانُوا مِن قَبلُ لَفِی ضَلَالٍ مُبِین}((۲))ؑ

۱- ؑ معالی السبطین، ج۱، ص ۴۵۲؛ مصائب آل محمد ،ص ۲۷۴ؑ

۲- ؑ سورؑ جمعؑ آیت۲ؑ

”وہ ذات جس نے ناخواندہ لوگوں میں، انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، انہیں پاکیزہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے“

اس اعتبار سے حضرت عباس علمدار علیہ السلام کی شخصیت بلند درجہ پر فائز نظر آتی ہے چونکہ آپ نے اللہ کے اس ولی کی گود میں پرورش پائی جو ابو الائمہ، سیّد الاولیا ء ، باب مدینۃ العلم اور باب اللہ ہیں جو خود سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ کی آغوش میں پروان چڑھے ہیں

مولائے کائنات علیہ السلام خود فرماتے ہیں:

”وضعنی فی حجرہ وانا ولد یضمّنی الی صدرہ، ویکنفنی فی فراشہ، ویمسّنی جسدہ، و یشمّنی عرفہ، وکان یمضغ الشّیء ثمّ یلقمنیہ“((۱))

”رسول صلی اللہ علیہ و آلہ نے مجھے اپنی آغوش میں لیا جب کہ میں بچہ تھا، وہ مجھے اپنے سینہ سے لگائے رکھتے تھے، بسترمیں اپنے پہلو میں جگہ دیتے تھے، اپنے جسم مبارک کو مجھ سے مس کرتے تھے اور اپنی خوشبو مجھے سنگھاتے تھے، پھر آپ کسی چیز کو چباتے پھر اس کے لقمے بنا کر میرے منہ میں دیتے تھے ۔

مزید علمی تربیت کے بارے میں فرماتے ہیں:”ھذا ما رزقنی رسول اللّٰہ زقا زقا“(۲)

”میرے سینہ میں وہ علم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے مجھے اس طرح بھرایا جس طرح ایک پرندہ اپنے بچے کو دانہ بھراتا ہے“ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے تمام علومِ شریعت وطریقت، قرآن و سنت، اخلاق و سیاست، ظاہر وباطن، حاضر و غائب غرض جو کچھ ان کو بارگاہ

۱- ۔ نہج البلاغہ خطبہ قاصعہ، ۱۹۲ ۔

۲- ۔ نہج البلاغہ خطبہ قاصعہ، ص ۱۹۲۔

خداوندی سے ودیعت ہوا تھا وہ حضرت علی ابن ابی طالب کے سینہ میں منتقل کر دیا اور پھر زبانِ وحی کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا:

"اَنَا مَدِینَهُ العِلم وَ عَلِیّ بَابُهَا فَمَن ارَادَ العِلمَ فَلیَاتِ البَابَ"((۱))

" میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے پس جو علم حاصل کرنا چاہتا ہے وہ دروازہ پر آئے"

عبداللہ ابن مسعود روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا اور تنہائی میں ان سے دیر تک باتیں کرتے رہے جب واپس آئے تو میں نے دریافت کیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ نے کیا فرمایا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ نے مجھے علم کے ہزار باب تعلیم فرمائے جس کے ہر باب سے میرے لیے ہزار علم کے اور باب کھل گئے"((۲))

اب وہ ذات جس کا علم لدنی ہو، جس نے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ کی زبان چوسی ہو، جس کو اللہ نے کائنات کا امام علیہ السلام قرار دیا ہو، جس نے منصب ولایت و خلافت محبوب کبریاء محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ سے پایا ہو ایسے بے نظیر مربی اور عظیم باپ کے زیر سایہ پروان چڑھنے والی شخصیت کتنی عظیم قابلیت اور معنویت کی مالک ہو گی، اس کا اندازہ کرنا ہم جیسے افراد کے لیے بہت مشکل ہے

تربیت کا اصول ہے کہ اولاد اپنے باپ کے طور طریقے پر چلا کرتی ہے اس اصول کی بنیاد پر حضرت عباس علمدار علیہ السلام کی عظمت و فضیلت، رفعت و منزلت، علم وادب، حسنِ تربیت اور معنویت سے آشنائی میں مدد مل سکتی ہے کیونکہ عباس نام ہے اس یگانۂ روزگار کا کہ جس نے باب مدینہ العلم سے کماحقّہ فیض کسب کیا اور فقیہ اہل بیت (علیہم السلام) کا لقب پایا

۱- ۔ مناقب، ابن مغازلی، ص۸۳؛ جامع الصغیر، ج۱، ص۳۷۴۔

۲- ۔ بحارا لانوار، ج ۴، ص۲۱۶ ؛ جلد ۲، ص ۶۴۵۔

فصاحت و بلاغت

تاریخ پر حضرت عبّاس علیه السلام کی بعض خطبات موجود ہیں جو انہوں نے مکّہ اور کربلا کی سر زمین پر ارشاد فرمائی، جو فصاحت و بلاغت، عرفان و معرفت، عشق و عقیدت، خلوص و جرأت اور قوّت بیان و ایمان کا مظہر ہیں، خطیب کعبہ و کربلا کا وہ علمی اور ادبیشاہکار ہیں جو عقیدہ و جہاد اور ایمان و آزادی کا مظہر ہیں،کربلائے معلّی میں آپ کی خطبات ایمان اورادبی اقدار کی حفاظت کی لیے قلعہ عظیم کا کام دیے گا،اے کاش! آج کے خطیبوں، ادیبوں اور شاعروں کو آپ کے اس کلام کو سمجھنے اور سمجھانے کی توفیق شامل حال ہو جائے

اس لیے کہ عباس علیه السلام نام ہے اس ولی خدا کا جس نے معدن رِسالت و امامت، علم ومعرفت جہاد و تقویٰ اور مرکز وحی و اسرار الٰہی میں معنویت کے درجات و مراحل طے کیے ہیں، جن کی ولادت کی خبر خود رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله زبان وحی سے دی گئی تھی

حضرت عباس علمدار علیه السلام اپنے والد گرامی سیّدالاولیاء حضرت علی مرتضیٰ علیه السلام کی جیتی جاگتی تصویر تھے وہ یقین و تسلیم کی بلندیوں پر فائز تھے اور عالم لاہوت سے باخبراور انوار ملکوت کا مظہر تھے

برادرِ امام حسین علیه السلام

ان کی عظمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جن کوذبح عظیم سیدالشہداء علیه السلام فرزندسیدالانبیاء محمدمصطفی صلی اللہ علیه و آله ، دلبند علی وبتول حضرت امام حسین علیه السلام جب بھی پکارتے تھے تو یوں مخاطب فرماتے تھے: "بنفسی انت یااخی"((۱))

۱- الارشاد ص۲۱۳ ؛طبری ج ۵ ص۴۱۶

”ا میر بھائی میری جان تم پرقربان ہو!“ اور حضرت عبّاس علیه السلام جواب میں فرماتے ”فداک روحی اخیک یاسیّدی“ ”ا مولا!آپ پر آپ کے بھائی کی جان قربان ہو“(۱)

حضرت ابولفضل العبّاس علیه السلام جب کبھی حضرت امام حسین علیه السلام سے کچھ عرض کرناچاہتے تو یوں مخاطب ہوتے تھے ”فداک روحی یا اخا“”ا بھائی !میری جان آپ پر قربان ہو“

نو۹ محرم کو جب لشکر نے محاصرہ کیا تو ارباب مقاتل نے لکھا”فقال لہ العبّاس بن علی یا اخی اتاک القوم“جناب عبّاس ابن علی نے امام حسین علیه السلام سے کہا:ا میرے بھائی!یہ قوم ولشکروالے آپ کی طرف آ رہے ہیں“جواب میں امام حسین علیه السلام نے فرمایا: ”ارکب بنفسی أنت یا أخی ، حتی تسألهم عمّا جاء بهم“(۲)

ا بھائی (عباس) میری جان آپ پر قربان ہو،سوار ہو کر جاؤ اور ان سے پوچھو کہ کیوں کر آئے ہو؟ اس طرح جب آپ جنگ کی اجازت لینے آئے تو عرض کی: ”یَا اَخَاہُ لَعَل مِن رُخصَةٍ“ا بھائی!کیا مجھے جنگ کی اجازت ہے"؟ جب

دشمن کو شکست دے کر نہر فرات میں داخل ہوئے تو پانی ہاتھ میں لے کر نے پیا اور یہ کہے کر گرا دیا: ” واللہ لا اشرب واخی الحسین علیه السلام وعیالہ واطفالہ عطاشی لا کان ذالک ابداً“ خدا کی قسم ہرگزپانی نہیں پیوں گا جب تک کہ میرے بھائی حسین علیه السلام ، ان کے اہل وعیال اور بچے تشنہ و پیاسے ہیں“(۳)

۱- ۔ الارشاد، ص ۲۱۳ ؛ طبری، ج۵، ص ۴۱۶۔

۲- تاریخ طبری، ج۴،ص۳۱۵۔

۳- ۔ معالی السبطین، فصل۹؛بحار الانوار، ج۴۴، ص۳۹۱و۳۹۲۔

ابو مخنف مقتل کی کتاب میں لکھتا ہے: کہ جس وقت عباس علیہ السلام کے ساتھ جدا ہوئے حالانکہ آپ کے دونوں شانوں سے خون جاری تھا آپ نے اسی حالت میں دشمنوں پر حملہ کیا، یہاں تک کہ ایک ظالم نے آپ کی گرز سے سر پر وار کیا جس سے آپ کا سر شکافتہ ہو گیا، اس وقت وہ مظلوم زمین پر گرے، خود اپنے خون میں نہائے ہوئے آواز دی " یا أخی الحسین علیک منی سلام" اے بھیا حسین میرا سلام پر مشہور روایت کی بنا پر آواز دی: " یا اخا ہ ادرک اخاک اے بھائی اپنے بھائی کی خبر لیجئے(۱)

یہاں اس بات کی بھی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض نا آگاہ اور بے خبر افراد کہہ دیتے ہیں کہ حضرت عبّاس علیہ السلام نے کبھی بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کو بھائی نہیں کہا ! بلکہ امام علیہ السلام کا اصرار تھا مجھے بھائی کہیں مگر وہ اپنے آپ کو غلام کہتے رہے

یہ بات عربی مقتل اور تاریخوں میں نہیں جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرما لیا بلکہ یہ بات ان لوگوں نے گھڑی ہے جو ان ہستیوں کی معرفت نہیں رکھتے ! کیا یہ ہو سکتا ہے کہ امام علیہ السلام جیسی عظیم ہستی کہ ساتھ آپ اس عمیق انسانی نسبت اور خونی رشتے کا اظہار نہ کرتے، یہ تو آپ کے لیے مقام فخر تھا کہ حضرت علی علیہ السلام جیسا باپ اورحضرات حسنین شریفین ؑ جیسے بھائی تھے البتہ حضرت عبّاس علمدار علیہ السلام منصبِ امامت، جانشین رسالت اور قطب ِعالم کی معرفت میں اس درجے کمال پر تھے جہاں محبّت و مودّت کے ساتھ ساتھ عشقِ حسین علیہ السلام میں فنا فی اللہ بھی تھے یہی وجہ تھی کہ جب حضرت عبّاس علیہ السلام

اپنے بیوں، بھائیوں اور بھتیجوں کو قربان کرنے کے بعدامام حسین علیہ السلام اور ان کے بچوں کے لیے پانی لینے گئے، نہر فرات میں داخل ہوئے، شدّت پیاس کے باوجود بھی بھائی اور ان کے بچوں کی پیاس کو یاد کر کے پانی نہ پیا!اور فرمایا"بھائی

۱- . [۱] لہوف، ص۱۱۸،

حسین علیه السلام اور ان کے بچے پیاسے ہوں، میں ہرگز پانی نہیں پی سکتا"یہ عشقِ حسین علیه السلام ہی کا ایک نمونہ تھا

یہاں ایک جید عالم کا جملہ ہے:"اگر ان دونوں بھائیوں کے کردارو گفتار کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عباس علیه السلام حضرت امام حسین علیه السلام کو رسول اللہ صلی الله علیه و آله کے مقام پر دیکھتے تھے اور ان کے ہر فرمان پر فدا تھے نیزجناب امام حسین علیه السلام جناب عباس علیه السلام کو شیرِ خدا، فاتح خیبرامام علی علیه السلام کے مقام پر سمجھتے تھے

منزلتِ شہادت

اللہ کی راہ میں تمام مخلص بندوں کو شہادت کی آرزو رہی ہے، اور شہداء کے مختلف درجات ہیں، حضرت عبّاس علیه السلام تمام شہداء سے بالا تر قرار پائے ہیں، کوئی اندازہ کر سکتا ہے کہ وہ کتنا عظیم مقام ہو گا کہ روز قیامت تمام شہداء بھی اس ذات پر رشک کرتے نظر آئیں گے

سید الساجدین حضرت امام علی زین العابدین علیه السلام فرماتے ہیں کہ "اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک میرے چچا حضرت عباس کا وہ مقام ہے جس پر روز قیامت تمام شہداء رشک کریں گے"((۱))

کربلا میں جب حضرت امام سجاد علیه السلام آپ کے جسم اقدس کو سپرد خاک کرنے آئے تو یوں مخاطب ہوئے:

۱- ۔ ناسخ التواریخ، کتاب امام حسین -، ص ۳۴۹

”عَلَی الدُّنیا بعدکَ العفا، یا قمر بنی ہاشم، عَلَیکَ مِنّی السَّلَام مِن شہیدٍ محتسب“(۱)

”ا ے شہید مخلص را خدا، میرا سلام ہو“

اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا یو مخاطب فرمانا:

بَعثَکَ اللّٰہُ فی الشّہداء((۲))

”اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہداء میں مبعوث فرمایا ہے“ یہ کلمات آپ کی شخصیّت اور باطنی مقامات کی عظمت کو نمایاں کرتے ہیں

جناب ابو حمزہ ثمالی کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حضرت عباس علیہ السلام کی زیارت میں فرمایا:

”اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یَا اَبَا الفَضلِ العَبَّاس ابنِ اَمِیرِالمَؤمِنِینَ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یَا بنَ سَیِّدِ الوَصِیِّینَ، السَّلَامُ عَلَیکَ یَا بنَ اَوَّلِ القَومِ اِسلَامَا وَ اَقدَمِہِم اِیمَانًا وَ اَقوَمِہِم بِدِینِ اللّٰہِ وَاَحوَطِہِم عَلَی الاسلَامِ“((۳))

”سلام ہو آپ پر اے ابو الفضل العباس ابن امیر المؤمنین! سلام ہو آپ پر اے سید الاوصیاء کے فرزند!، سلام ہو آپ پر اے علی کے فرزند جو اسلام میں ساری قوم سے اوّل اور ایمان میں سب سے مقدم، دین الٰہی میں سب سے زیادہ مستقیم و استوار اور اسلام کے سب سے بڑے محتاط اور محافظ تھے “

۱- ۔ معلی السبطین، ج۲، ص۶۶۔

۲- ۔ مفاتیح الجنان ،ص ۶۱۸۔ زیارت العباس علیہ السلام ۔

۳- ۔ مفاتیح الجنان ص ۶۱۹بحوالہ التہذیب، شیخ طوسی۔

حضرت عباس علیه السلام پر سلام بھیجتے وقت امام کا یوں مخاطب ہونا اور آپ کو والد گرامی مولائے کائنات کہنا ان تمام اوصاف کو شمار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ صادق آل محمد صلی الله علیه و آله حضرت امام جعفر صادق علیه السلام کی نگاہ میں حضرت عباس علیه السلام ان تمام صفات کا حامل تھے اور ان کو یہ تمام کمالات وراثت میں ملے تھے، وہ ایک مادر زاد ولی تھے اور انہوں نے پیغمبر اسلام صلی الله علیه و آله کے بعد ان کے بارہ اقطاب میں سے تین اقطابِ عالم، قطب اِوّل حضرت امام علی علیه السلام ، قطبِ دوّم حضرت امام حسن علیه السلام ، اور قطب سِوّم حضرت امام حسین علیه السلام کی بیعت میں رہے پھرعشق و وفاء کی بلندیوں پر جا کر جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

تسلیم و رضا

قطب عالم، صادقِ آل محمد صلی الله علیه و آله حضرت امام جعفر صادق علیه السلام کا یہ فرمانا:

"اشهَدُ لَکَ بِالتَّسلِیمِ وَالتَّصدِیقِ وَ الوَفَاءِ وَالنَّصِیحَهِ"((۱))

"یعنی میں آپ کے مقام تسلیم و تصدیق، وفاداری اور خیر خواہی کی گواہی دیتا ہوں"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مقام تسلیم پر فائز اور درجہ تصدیق کے حامل تھے جو ایک ولی خدا کے لیے اہم مقام اور درجہ ہوتا ہے قرآن حکیم نے شان تسلیم ورضا کی تصویرکشی اس انداز سے کی ہے!

{ثُمَّ لایجِدُوا فِی نفُسِهِم حَرَجًا مِمَّا قَضَیتَ وَیُسَلِّمُوا تَسلِیمًا}((۲))

۱- مفاتیح الجنان فی زیاره العباس بن علی ص ۶۱۷

۲- سوره النساء آیت: ۶۵

یعنی آپ کی فیصلہ پر ان کے دلوں میں کوئی رنجش نہ آئے بلکہ وہ اس کو بخوشی تسلیم کریں آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ منزل تسلیم و رضاء پر فائز ہونے کے لیے جذبات و رجحانات کی قربانی دینی پڑتی ہے، نفس کو طاہر ومطہر بنانا پڑتا ہے، حضرت عباس علیہ السلام نے کربلا میں اپنے آپ کو قطبِ زمان، امام وِقت کے تابع فرمان بنا دیا اور ہر منزل پر راضی بہ رضائے الٰہی رہے

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اَوَّلُ الدِّینِ مَعرِفَتُہُ وَ کَمَالُ مَعرِفَتِہِ التَّصدِیقُ بِہِ وَکَمَالُ التَّصدِیقُ بِہِ تَوحِیدُہُ"(۱)

"یعنی دین کی ابتداء معرفت خدا سے ہے اور اس کی معرفت کا کمال اس کی تصدیق الوہیت ہے اور کمال تصدیق خدا کی وحدانیت کا اقرار ہے"

حضرت عباس علمدار علیہ السلام کی منزل تصدیق اور فنا فی اللہ ہونے کا مقام آپ کے صرف عارف الٰہی ہونے کی ہی عکاسی نہیں بلکہ کمال عرفان پر فائز ہونے کی عکاسی کر رہا ہے

ہمارے آقا و مولا حضرت عباس علیہ السلام کا شمار تاریخ کے ان منفرد اولیائے عظام میں ہوتا ہے جنہیں مالک نے روز اوّل سے ہی کمال عِرفان کا حامل بنایا اور شعور کامل دے کر دنیا میں بھیجا تھا

حضرت عباس علیہ السلام خاندان نبوت و امامت کے برجستہ ترین فرد تھے لہٰذا اس خاندان کی ساری شرافتیں آپ کو ورثہ میں ملی تھیں

۱- نہج البلاغہ، خطبہ اول

القاب

اشاره

حضـرت عباس علمدار علیه السلام کـ سولـ ۱۶ لقب ملتـ ـیـ کـ وـ تمام القاب ان کـ کسـی نـ کسـی کمال کـ آئینـ دار ـیـ((۱))ـ

قمر بنی ـاشم

آپ بـ حـد جـاذب نظر، حسـین اور خوبصورت تـ آپ کی پیشـانی سـ ایـک ایسـا نور ساطع ـوتاتـاکـ جس سـ تاریکی شب میـ بـی آپ کـا چـرـ چمکتـا رـتا تـا اس لیـ آپ کو قمر بنی ـاشم یعنی بنی ـاشم کا چانـد کـا جاتا تـاـ حسـن ظاـری اور حسن باطنی و معنوی خدا کی بـترین نعمت ـ جو آپ کو حاصل ـ

علامـ دربندی کتاب اسـرار الشّـاده میـ رقم طراز ـیـ کـ جب آخر وقت حضـرت امام حسـین علیه السلام آپ کـ سرـانـ پـنچـ تو یوـ مخاطب ـوئـ:

"یَا قَمَراً مُنِیراً کُنتَ عَونِی"((۲))

"ا نور افشاـ چاند!، تو ـر مشکل میـ میرا عون ،یار ومددگار تـا "ـپـر فرمایا:

"الآنَ انکَسَرَ ظَـرِی وَقَلَّت حِیلَتِی وَشَمت بی عَدُوّی"((۳))

"یعنی اـ عبّاس !تمـارـ بعد میری کمر ـوـ گئی میری تدبیر ختم ـو گئی اور دشمن جری ـو گیا"ـ

۱- ـ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۱۲۸

۲- ـ اسرار الشـاد، ص ۳۲۳؛ بطل العلقمی، ج۲،ص ۱۵۱؛ حضرت ابا لفضل مظـر کمالات، ج۱،ص۴۸۷ـ

۳- ـ العباس، ص۲۹۳ـ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام کو اپنے بھائی سے کس قدر محبت تھی اورآپ کوکتنا عظیم سہارا سمجھتے تھے، حضرت عباس علیہ السلام کا بھی اپنے بھائی مولا حسین علیہ السلام سے اس قدر عشق تھا کہ جب پیاس کی شدت کہ عالم میں فرات کے کنارے پانی پر قبضہ کیا تو امام اور ان کے بچوں کی پیاس کو یاد کر کے پانی نہ پیا اور جہاد وایثار کی ایک تاریخ رقم کی، اس لیے جب حضرت امام حسین علیہ السلام آپ کے پاس آئے تو فرمایا:

"یااَخی لَقَد جَاهَدتَ فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ"((۱))

"ا بھیا!عباس

تو نے راہ خدا میں جہاد کا حق ادا کر دیا"

قطب عالم اور ناطق قرآن کی یہ گواہی، آپ کی معنوی شخصیت اور باطنی مقام کی عظمت کو نمایاں کرتی ہے

علمدار

عَلم کسی لشکرکی شجاعت، شہامت، استقامت، اہداف اور وقار پر دلالت کرتا ہے اس لیے عَلم ہمیشہ اسلام کے عاشق، محافظ، وفادار، بہادر، نڈر، اور جو ہر صورت میں عَلم کو بلند رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو اسے عطاکیا جا تا تھا اسی لیے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ نے لشکر اسلام کا عَلم اپنے تربیت یافتہ اور وفادار بھائی اسد اللہ الغالب علی ابن

ابی طالب ؑ کے حوالے کیا اور پھرکربلا میں نواسے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے سب سے زیادہ وفادار، جراراور وارث حیدر کرار علیہ السلام حضرت عباس علیہ السلام کو عَلم سپرد کیا تھا اس بنا مثال لشکرِ حسینی علیہ السلام کی علمداری کی وجہ سے ہی آپ کا لقب علمدار پڑ گیا اور آپ نے بازو کٹ جانے

۱- ۔ تذکرۃ الشہداء، ص ۲۷۰۔

کہ باوجود کچھ اس نمایاں انداز سے عَلَم کو بلندرکھا کہ آج بھی اس عَلم کی یاد آپ کے نام کے ساتھ باقی ہے، اس عَلم کی شبیہ کا احترام چھوٹے بڑے سبھی کرتے ہیں، نو محرم الحرام "یومُ العَبّاس" کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے (یہ دن ہند و پاک میں ۹ محرم کو منایا جاتا ہے) اس دن خاص طور پر اسلامی ممالک میں جلوسِ عَلَم حضرت عبّاس علیہ السلام برآمد ہوتے ہیں جن میں شرکت کرنے کے لیے امریکہ اور یورپ سے بھی مختلف قوم و مذہب کے لوگ آتے ہیں اور یہ عَلَم ِحضرت عبّاس علیہ السلام بھی تاریخ کربلا کا ایک یادگارمعجزہ ہے

غازی

مورّخین نے لکھا ہے کہ صفیّن کے معرکے میں ایک ستّر سالہ نوجوان چہرہ پر نقاب ڈالے ہوئے نکلا۔ اور قلبِ لشکرِ معاویہ پر حملہ کیا، لشکر شام کے ایک بہت پہلوان ابوشعشا اور اس کے سات بیٹوں کو یکے بعد دیگرے واصل جہنم کیا، دشمن یہ سمجھ کر کہ خود حیدرِ کرار آ گئے ہیں، راہ فرار اختیار کی ، جس وقت یہ جوان نقاب پوش فاتحانہ انداز سے میدان کارزار سے پلٹا تو حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام نے بلایا اور اس کے چہرہ سے نقاب ہٹائی تواس وقت سب نے پہچانا کہ یہ"قمر بنی ہاشم" تھے[غالباً اسی بنا پر آپ کو "غازی" بھی کہا جانے لگا](۱)

صاحب ِوفا

آپ کے جملہ کمالات اور معنویات میں سب سے زیادہ شہرت "وفا" کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی زیارت میں آپ کی "تصدیق""وفا" اور "نصیحت" کی

۱- ۔ منتخب التواریخ ؛ الکبریت الاحمر۔

گواہی دی ہے اس میں شک نہیں کہ حضرت عباس علمدار علیہ السلام اس اعلیٰ ترین مرتبہ پر فائز تھے

علمائے عرفان نے وفا کے چھ درجات بیان کیے ہیں:

۱۔ کلمۂ شہادتین کے ساتھ وفا کرنا

۲۔ واجبات اور مستحبّات کے ساتھ وفا کرنا

۳۔ محرمات سے یکسر پرہیز کرنے میں وفا کرنا

۴۔ نفس میں صفات حمیدہ پیدا کرنا اور صفات رذیلہ سے دوری کرنے میں وفا کرنا

۵۔ لوگوں کے ساتھ شرعی معاملات اور معاہدوں پر وفا کرنا

۶۔ اپنے ربّ اور قطبِ کون و مکان امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ سے عشق وعہدوفاداری کرنا

اس طرح کہ نفس کو مادیّت سے اتنا جداکر لے کہ بشریت کے پردے ہٹ جائیں، قلبِ انسان ربوبیّت کے انوار سے منوّر ہو جاکراور توحید کے سمندر میں غرق ہو جائے اورپھر اسے ہر آن توحید الٰہی کا جلوہ نظر آئے یعنی انسان جس قدر احکام شریعت کا پابند ہو گا، اور طریقت میں زندگی کو مرضی الٰہی کے سانچے میں ڈھال دے گا، وہ اتنا ہی باوفا دار اور مرضی الٰہی کا خریدار ہو گا یہی حقیقت میں وفا اور منزل اخلاص ہے، حضرت عبّاس علمدار علیہ السلام وفا کے جملہ درجات پر فائز تھے، زندگی کے ہر لمحہ میں شریعت کی حکمرانی اور معنویات کی جھلک نمایاں تھی، نہ کوئی تصدیق میں آپ سے مقدم تھا اور نہ وفا اور نصیحت میں، کیونکہ ان تینوں صفات کا سرچشمہ بھی تسلیم ہی تھے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے کلمات یہ شہادت دیتے ہیں کہ حضرت عباس علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو جانشینِ پیغمبر، اور امامِ برحق اور واجب الاطاعت

سمجھتے ہوئے ان کی نصرت فرمائی، اسی لیے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حضرت عباس علیہ السلام کے حق کو نہ پہچاننے والوں اور ان کی عزّت و حرمت اور سیادت کا پاس نہ کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے:

"لَعَنَ اللّٰہُ مَن قَتَلَکَ وَ لَعَنَ اللّٰہُ مَن جَہِلَ حَقَّکَ وَ استَخَفَّ بِحُرمَتِکَ"((۱))

اللہ کی لعنت ہو آپ کے قاتل پر، اللہ کی لعنت ہو آپ کے حق سے جاہل فرد پر اور آپ کی عزّت و حرمت کو خفیف سمجھنے والوں پر"

طہارت و معنویّت

قمر بنی ہاشم حضرت عباس علیہ السلام آغوش طاہرین میں پروان چڑھے اس لیے پاکیزگی و طہارت کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے یہ پاکیزہ تربیت اور آپ کی لازوال استعداد و بصیرت کا ثمرہ تھا اور قطبِ عالم، امام برحق کی گواہی اس پر واضح دلیل ہے کہ ان کی زندگی خطا اور لغزش سے پاک تھی

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:"جئتک یا بن امیر المؤمنین وافدا الیکم وقلبی مسلّم لکم و تابع و انا لکم تابع و نصرتی لکم معده..."((۲))

"اے فرزند امیر المومنین علیہ السلام ! آپ کے پاس آیا ہوں جب کہ دل آپ کے سامنے جھکا ہے اور تابع فرمان ہے اور میں آپ کا تابع ہوں اور میری نصرت آپ کے لیے ہے..." امام علیہ السلام کا یہ کلام آپ کے مقام عصمت کو بیان کررہا ہے اس لیے کہ امام علیہ السلام کبھی غیر

۱- ۔ مفاتیح الجنان، باب زیارت حضرت عبّاس علیہ السلام ۔

۲- ۔ کامل الزیارات،ص ۲۵۶؛ مفاتیح الجنان، زیارت حضرت عباس علیہ السلام ۔

معصوم کی تابعیت نہیں کرتا پر معصوم علیہ السلام کا آپ کی زیارت میں یہ فرمانا:لعن اللہ امہ استحلت منک المحارم و انتہکت حرمہ الاسلام "((۱))"یعنی خدا لعنت کرے اس امت پر جس نے آپ کی حتک حرمت کی اور حرمت اسلام کو برباد کیا"

یہ مقام بڑی معصوم کا ہی ہوتا ہے جس کے قتل سے حرمت اسلام پامال ہوجاتی ہے

علمائے عرفان فرماتے ہیں: جب انسان عشقِ الٰہی، قطبِ کون ومکان اور دین اِسلام کا کامل وفادار ہو جاتا ہےتو نفس کو مادیت سے علیحدہ کر لیتا ہے، بشریت کے پردے ہٹ جاتے ہیں اور انسان ربوبیت کے منارے نور سے مربوط ہو کر توحید کے سمندر میں غرق ہو جاتا ہے تو پر ہوتا یہ ہے کہ اسے ہر آن توحید الوہیت کا جلوہ نظر آتا ہے

یعنی انسان جس قدر احکام شریعت کا پابند ہو گا اور طریقت میں زندگی کو مرضی الٰہی کے سانچے میں ڈھال دے گا، اتنا ہی بڑا وفادار، جانثار اور مرضی الٰہی کا خریدار کہلائے گا

حضرت عباس علیہ السلام کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے مالک اور اپنے امام علیہ السلام کے ساتھ وفا داری کے بلند ترین درجے پر فائز تھے

باب الحوائج

حضرت عباس علیہ السلام ایثار و فداکاری، اخلاص و عبادت اور عشق و وفاداری کی اس منزل پر فائز ہوئے ہیں کہ جہاں اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت و رحمت شامل حال ہوتی ہے اوراللہ تعالیٰ ان کے توسل سے حاجت مندوں کی حاجت روائی فرماتا ہے، ہزاروں فقیر و ندیم اور شاہ و گدا جیسے افراد آپ کی بارگاہ سے مرادیں پاتے ہیں، اسی بنا پر آج دنیائے عرب میں آپ کو باب الحوائج کے نام سے یاد کیا جاتا ہے چونکہ حضرت عباس علیہ السلام نے راہ خدا میں

۱- ۔ مفاتیح الجنان، زیارت حضرت عباس ۔

اپنا سب کچھ قربان کر دیا اور شہداء اور صدیقین میں ایک مقام پایا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے حرمِ حضرت عباس علمدار علیہ السلام کو حاجت مندوں کا قبلہ بنا دیا، ایسے اولیائے خدا سے روحانی اثرات، کمالات، کرامات اور معجزات کا رونما ہونا، یہ خدا وند متعال کی خاص عنایت اور عطا ہے۔

اس مقام تک پہنچنے کے لیے ارتقائےمعنوی کے بہت سے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جیسے ریاضت نفس، اطاعت الٰہی، خالص بندگی رب اور تسلیم و رضا کی منازلے وغیرہ۔

واقعہ کربلا سے لے کر آج تک حضرت عباس علمدار علیہ السلام کی بارگاہ سے اس قدر معجزات و کرامات ظہور پذیر ہوئے ہیں کہ شاید ہی کسی بشر سے اتنی کثرت سے کرامات کا ظہور ہوا ہو۔

ایران کے معروف عالم علامہ شیخ علی ربّانی خلخالی کی کتاب "چہرہ درخشان قمر بنی ہاشم ابو الفضل العباس علیہ السلام " جس کی پانچ جلدیے حضرت عباس علیہ السلام کے معجزات و کرامات سے متعلق شائع ہو چکی ہیں ۔

اس طرح حضرت عباس علیہ السلام کی اولاد میں سے بہی عظیم الشان صاحبان کرامت بزرگان، اہل علم وفضل اور ارباب کمال و جمال سرزمین حجاز، عراق، مصر، شام، ایران، پاکستان اور ہندوستان وغیرہ میں مرجع خلائق ہیں۔

آج بہی کوئی صدق دل سے باب المراد ابو الفضل العباس علیہ السلام کی بارگاہ میں آئے اور ان سے توسل اختیار کرے، تو بارگاہ خدا وندی میں اس کی دعا جلدقبول ہوتی ہے۔منتخب التوریخ میں وہ نام مبارک"عباس" اور کلمہ " باب حسین" حروفِ ابجد کے حساب سے

عدد ۱۳۳ بنتے ہیں ایک مجرب ختم یہ ہے کہ اگر کوئی نماز کے بعد حضرت عبّاس علیہ السلام کے نام کے اعداد کے مطابق ۱۳۳ بار اس طرح پکارے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی مراد یقیناًپوری ہوگی:

یَا کَاشِفَ الکَربِ عَن وَجہِ الحُسَینِ علیہ السلام

اِکشِف کَربِی بِحَقِ اَخِیکَ الحُسَینِ علیہ السلام ((۱))

فقیہ اہل بیت (علیہم السلام)

علمائے احادیث و رجال ناقل ہیں کہ:

"قد کان من فقہاء اولاد الائمہ"

یعنی ائمہ طاہرین (علیہم السلام) کی اولاد سے حضرت عبّاس علیہ السلام ایک عظیم فقیہ تھے

"کان عادلاً ثقۃً تقیاً"

یعنی حضرت عبّاس علیہ السلام عادل، ثقہ، متقی اور ہر عیب سے پاک تھے

علامہ محمد باقر بیرجندی رقم طراز ہیں: حضرت عباس علیہ السلام خاندان عصمت وطہارت کے عظیم المرتبت فقہاء اور فضلاء میں سے تھے بلکہ آپ ایسے عالم ہیں کہ جن کو غیر از معصوم کسی نے تعلیم نہیں دی

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"کَانَ عَمُّنَا العَبَّاسِ بِن عَلِیٍ نَافِذُ البَصِیرَہِ صُلبَ الِایمَانِ جَاہَدَ مَعَ اَبِی عَبدِاللّٰہِ وَاُبلَی بَلائً احَسَناً وَمَضَی شَہِیدًا"((۲))

۱- خصائص العبّاسیہ، ص ۲۳۲

۲- اعیان الشیعہ، ج۷، ص ۴۳۰، عمدہالطالب، ص۳۲۳

”ممارہ چچا عباس ابن علیؑ قوی بصیرت اور محکم ایمان کہ مالک تھے اپنے بھائی ابو عبداللہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی رکاب میں ایثار و فدا کاری کہ ساتھ جہاد کیا اور بہت عمدہ امتحان سر کر کہ شہادت کہ عظیم درجہ پر فائز ہو گئے“

عِلم حضرت عبّاس علیہ السلام اور ایک عالِم کا حسد

معتبر اور مستند علماء سہ نقل کیا گیا ہے کہ کربلا میں ایک عالم کو یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ علم میں حضرت عباس علیہ السلام سہ زیادہ ہیں، ایک دن اپنے استاد کہ حلقہ درس میں بیٹھا اورکہنے لگا کہ: جو اسباب حضرت عباس کی فضیلت و برتری کہ ہیں وہ سارہ اسباب مجھ میں پائے جاتے ہیں اور جو مرتبہ انہیں شہادت سہ ملا ہے وہ مرتبہ اجتہاد کہ مقابلہ میں کم ہے حاضرین کو اس کی یہ جسارت آمیز بات بہت ناگوار گزری اور اس نادان عالم کی اس جسارت پر افسوس کرتہ ہوئہ بزم سہ اُٹھ گئے

دوسرہ دن حاضرین اس غرض سہ اس عالم کی طرف گئہ کہ کیا وہ پشیمان ہوا ہے یا اپنی گمراہی پر اڑا ہوا ہے دق الباب کیاتو گھر سہ جواب ملا کہ وہ حضرت عباس علیہ السلام کہ حرم میں گئہ ہو ئہ ہیں وہ لوگ حرم میں پہنچہ کیا دیکھا وہی عالم ایک رسی سہ اپنی گردن کوضریح باندھے ہوئہ اور حضرت علیہ السلام سہ اپنی جسارتوں کی معافی مانگ رہا ہے، لوگوں نہ جب اس کی وجہ دریافت کی تو اس نہ کہا: میں نہ رات کو خواب میں دیکھا کہ علماء کی بزم میں بیٹھا ہوں کہ اچانک کسی نہ ندا دی کہ: حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام تشریف لارہے ہیں یہ سنتہ ہی حاضرین پر ایک رعب سا طاری ہوگیاکہ اچانک حضرت بزم میں داخل ہوئے، چہرہ مبارک کہ گرد نور کاہالہ تھا جس کی تابانی سہ نظریں خیرہ تھیں، خدّوخال سہ امیر المؤمنین علیہ السلام کا

جلو نظر آ رہا تھا حضرت علیہ السلام صدر نشین ہوئے میں اپنی گذشتہ جسارتوں کی وجہ سے خوف زدہ تھا

حضرت علیہ السلام نے بیٹھنے کے بعد حاضرین میں سے ہر ایک سے باری باری بات کی جس وقت میری باری آئی حضرت علیہ السلام نے فرمایا: تم کیا کہتے ہو؟ حضرت علیہ السلام کے اس سوال سے میرے ہوش وحواس باختہ ہو گئے، میں چاہتا تھا کہ کسی طرح خود کو بچالوں اور عقل و فہم سمجھ کے مطابق اپنے نظریات کوثابت کرنے کی کوشش کرنے لگا، کل جو باتیں میںنے تم لوگو ں سے کہی تھیں، وہی سب کچھ کہہ دیا

حضرت علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں نے اپنے باباجان اور اپنے بھائیوں حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے علم حاصل کیا اور علم حاصل کر کے یقین کی منزل پر فائز ہوا، مگر تم ابھی تک امامت میں شک کر رہے ہو کیا ایسا نہیں ہے؟ مجھ میں قوّت و جرأت نہیں تھی کہ حضرت کے فر مودات کا انکار کرتا

حضرت علیہ السلام نے دوبارہ ارشادفرمایا: تم نے جس استاد سے علم حاصل کیا ہے اس کے حالات تم سے زیادہ بدتر ہیں

سنو! تمہارے پاس حق معلوم کرنے کے لیے کچھ اصول وقواعد ہیں کہ جن کی مدد سے احکام معلوم کرتے ہو اور جاہلوں کو بتاتے ہواور ہم نے تو احکامِ خدا براہ راست مخزن وحی سے دریافت کیے ہیں پھر حضرت علیہ السلام نے اپنے صبر و ایثار، کرم وشجاعت اور جہاد کا تذکرہ فرمایا اور کہا: اگر ان صفات کا معمولی سا حصّہ تم لوگوں میں تقسیم ہو جا ئے تو تم لوگوں میں تحمل کی طاقت باقی نہیں رہے گی

اس کی بر خلاف تم میں حسد، خود غرضی، ریا، مذموم صفتیں پائی جاتی ہیں، پر حضرت علیہ السلام نے تنبیہاًایک طمانچہ میرے منہ پر رسید کیا، جس سے میری آنکھیں کھل گئیں، میں اس وقت سے حرم میں اپنی تقصیر و جسارت کی معافی مانگ رہا ہوں((۱))۔

معنوی وراثت اور سیادت

قمر بنی ہاشم حضرت عباس علیہ السلام خاندان رسالت و امامت کے بر جستہ ترین اور شائستہ ترین فرد تھے تمام فضائل و مناقب آپ کی سرشت میں پائے جاتے تھے اس لیے کہ آپ امامت کے سائے میں پروان چڑھے آپ کو باپ اور ماں دونوں طرف سے شرافت اور شجاعت ورثے میں ملی تھی آپ کے خطابات و گفتار اور عمل و کردار کو دیکھ کر معلوم ہو تا ہے کہ آپ جامع خصوصیات و صفات کے حامل تھے

علاوہ اس کےاپنی ذاتی و ذہنی استعداد کی بنا پر علوم و معارف الٰہی کے اعلیٰ مدارج کے ساتھ ساتھ، عصمت کے درجہ پر فائز تھے جناب عبّاس ابن علیؑ اس باپ کے وارث تھے جو تمام انبیاء (علیہم السلام) کے وارث اور جمیع صفات و کمالات تھے

حق کی بلندی کے لیے لشکرِ محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ کے علمدار آپ کے والد گرامی حضرت علی علیہ السلام تھے اور لشکرِ علوی علیہ السلام کے علمدار آپ کے بھائی حضرت محمد حنفیہ ہوتے تھے اور معرکے کربلا میں لشکرِ حسینی علیہ السلام کے علمدار حضرت عباس علیہ السلام تھے گویا لشکرِ حق کی علمداری بھی انہیں کو ورثہ میں ملی تھی

۱- صحیفہ وفا، ص ۱۶۲

یہ بات بڑی قابل ذکر ہے کہ حضرت عباس علیہ السلام کی عظمت اور سیادت کا اقرار نہ کرنے والا حقیقت میں جاہل اورمجرم ہے، اسی لیے صادقِ آلِ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حضرت عباس علیہ السلام کا حق نہ پہچاننے والوں پر لعنت بھیجی ہے:

قال امام الصّادق : "لَعَنَ اللہ مَن جَہِلَ حَقَّکَ و اِستَخَفَّ بحرَمتِک"((۱))۔

" خدا لعنت کرے اس شخص پر جس نے آپ (حضرت عباس علیہ السلام) کے حق کونہ پہچانا اور آپ کی عزّت و ا حترام میں کوتاہی کی"۔

لہٰذا وہ لوگ جو حضرت عباس علیہ السلام اور اُن کی اولاد کی سیادت کے منکر ہیں یا وہ آپ کے بارے میں ایسے کمزور الفاظ استعمال کرتے ہیں جو آپ کی عظمت و سیادت کے منافی ہیں، انہیں توبہ کرنی چاہیے ورنہ وہ صادق آل محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی لعنت کے مستحق ہوں گے۔

حضرت امام زمان عجل اللہ تعالی فرجہ آپ پر یوں سلام بھیجتے ہیں:

میراسلام ہو جناب عباس ابن امیرالمؤمنین ؑ پر جنہوں نے اپنے دین اور بھائی کے دفاع میں جان قربان کردی اور آخرت کے حصول کے لیے دنیاکو ٹھوکر مار دی جس نے پیاسوں تک پانی پہچانے کی سعی میں اپنے شانے قربان کردئیے((۲))۔

ایک ا یسے فرد کی عظمت کا اندازے لگا نا اور اُن کے کما حقہٗ فضائل بیان کرنا، ہمارے بس میں ہی نہیں، جس نے وحی اور خاندان نبوت و امامت کے زیر سایے تربیت پائی، جس پر فخر انبیاء حضرت امام حسن علیہ السلام ا ور حضرت امام حسین علیہ السلام فخر و افتخار کرتے نظر آئے اور

۱- ۔ زیارت نامہ حضرت عباس بن علی باب زیارت مفاتیح الجنان۔

۲- ۔ بحارانوار، ج۴۵، ص۶۶، باب ۳۴۔

جب بڑی پکاریے تو بنفسی أنت یا أخی (اے بھائی! میری جان آپ پر قربان ہو!) کہہ کر پکاریے، اس کی عظمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جس کی ولادت اور نام کی خوش خبری زبان وحی سے پیغمبر اِسلام نے دی ہو، جس کی فضیلت، سیادت، شرافت اور شجاعت کے بارے میے خود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ فرماگئے ہوں، ذاکسی جاہل اور متعصّب کے انکار کرنے سے اُن کی عظمت میے کچھ فرق نہیے پڑتا۔

اولادِ علی علیہ السلام خاندانِ نبوت

آلِ علی علیہ السلام کے دشمن یے سؤال کرتے ہیے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کی اولاد خاندان وحی و نبوت سے کیسے ہوگئے؟ تواس کے جواب میے ہم عرض کرتے ہیے کہ اہل سنّت کے مشہور عالم سورۂ نورکی آیہ مبارکہ ۳۶ کی تفسیرکے ذیل میے لکھتے ہیے:

جس وقت یے آیہ مجیدہ "{فِی بُیُوتٍ أَذِنَ اللّٰہُ أن تُرفَعَ وَیُذکَرَ فِیہَا اسمُہُ یُسَبِّحُ لَہُ فِیہَا بِالغُدُوِّ وَالآصَال}" "ایسے گھروں جن کی تعظیم کا اللہ نے اذن دیا ہے اوران میے اس کا نام لینے کا بڑی، وہ ان گھروںمیے صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیے"نازل ہوئی تو صحابہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ پوچھا؟

اس سے کون گھر مراد ہیے؟ تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا: اس سے مراد، انبیاء کے گھر ہیے اس وقت ابوبکر ابن قحافہ نے اُٹھ کر سوال کیا؟ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ ، کیا علی علیہ السلام و فاطمہ علیہا السلام کا گھر بڑی انبیاء (علیہم السلام) کا گھر شمار ہو گا؟ توآپ نے فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے بلکہ علی علیہ السلام و زہرا علیہا السلام کا گھر انبیاء (علیہم السلام) کے گھروں سے افضل اور بالاتر ہے

اس طرح حدیث صلب، حدیث سیادت، حدیث منزلت، حدیث اخوت، حدیث علی منی وانا منہ، حدیث وارث، حدیث شجرہ، حدیث ولایت، حدیث وصایت، حدیث بنونا اور اس طرح کی دوسری احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی تمام اولاد چاہے وہ حضرت فاطمہالزہراء علیہا السلام سے ہو یا دوسری ازواج مطہرات سے ہو، سب کو سیادت و شرافت شجاعت و سخاوت، علم و حلم غرض تمام اعلیٰ صفات ورثہ میں ملی ہیں

البتہ حضرات حسنین شریفین ؑ کی عصمت وامامت منصوص من اللہ ہے، اوروہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ و آلہ ہو نے کا بڑی اعزاز و کمال کی حامل ہیں- وہ اور ان کی نسل سے نو امام اپنے نانامحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ اور بابا علی ولی اللہ علیہ السلام کے بعد، اللہ کی طرف سے کائنات پر حجت اورہادی ہیں نیز اپنے اپنے زمانہ میں رسول صلی اللہ علیہ و آلہ کے خلیفہ و وصی اور قطب ِعالَم بڑی ہیں

واضح رہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام اورحضرت امام حسین علیہ السلام کے تمام کمالات جیسے عصمت وامامت، علم و حکمت و شجاعت و غیرہ موالب الی ہیں اور حضرت علی علیہ السلام کی باقی اولاد کے تمام کمالات اورصفات ارثی و کسبی ہیں، سید الاولیا ء مولا ئے متقیان علی ابن ابی طالب ؑ کی نسبت سے عطاء ہوئے ہیں اور یہ بات قابل تعجب نہیں کہ جنہوں نے کل ایمان اور باب العلم کی گود میں تربیت پائی ہو، وہ ان عظیم کمالات کے مالک ہوسکتے ہیں، وہ سب کے سب واجب الاحترام ہیں

جناب اُمُّ البنین کی بیٹوں کی سیادت

یہاں یہ تذکر دینا لازم سمجھتا ہوں کہ بعض نادان لوگ، حضرت علی علیہ السلام کی حضرت اُمُّ البنین علیہا السلام کہ بطن سے پیدا ہونے والی اولاد جیسےحضرت عباس علمدار علیہ السلام اور ان کی نسل کی سیادت کی نفی کا ارتکاب کرتے ہیں جب کہ روایات کی روشنی میں تمام علمائے اسلام اور عقلاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شریعت اسلام میں جس جس کا نسب باپ کی طرف سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کہ جد حضرت عبد المطلب ابن ہاشم سے ملتا ہو تو اس کو اہل عرب" ہاشمی" اور اہل عجم میں علماء کی اصطلاح میں "سیّد" کہتے ہیں اور اس پر عام امّتی کی زکوٰۃ واجب حرام ہے اور مستحق ہونے کی صورت میں خمس حلال ہے

سیادت حضرت عباس علمدار علیہ السلام

نسبی اعتبار سے: جناب عباس ابن حضرت امام علی ابن ابی طالب ابن عبد المطلب ابن ہاشم اور ماں کی طرف سے سلسلہ نسب:حضرت اُمُّ البنین علیہ السلام بنت حزام ابن خالد ابن ربیعہ ابن الوحید ابن کعب ابن عامر ابن کلاب جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ کے اجداد سے ملتا ہے

حضرت امام علی علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کا حسب و نسب ایک ہی ہے نیز پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ نے شجرہ سیادت وولایت میں حضرت علی علیہ السلام کو اپنا ساتھ شریک قرار دیا ہے اور صلب حضرت امام علی علیہ السلام سے پیدا ہونے والے فرزندوں کو اپنی اولادقرار دیا ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ : "ان اللہ جعل ذریہ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب علی بن ابی طالب "۔ ((۱))

یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی نسل اس کی صلب سے قرار دی ہے اور میری نسل علی ابن ابی طالبؑ کی صلب میں قرار دی ہے۔

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس سے مراد فقط اولاد جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام ہے حالانکہ یہ تحصیل حاصل ہے اولاد جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام تو خود بخود شامل ہیں اس کی لیے کہنے کی ضرورت نہ تھی چونکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ جانتے تھے کہ کینہ پرورمنافقین میرے بھائی حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد کو مجھ سے جدا کرنے کی کوشش کریں گے اس لیے یہ اعلان فرما دیا، اب اس سے مراد حضرت امام علی علیہ السلام کی تمام صلبی اور نسبی اولاد ہے۔

جس طرح حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی اولاد سیّد ہے اسی طرح حضرت حضرت علی علیہ السلام کی دوسری ازواج مطہرات کی اولاد سیّد ہے اور باب خمس و زکوٰۃ میں واضح احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ تمام احکام سیادت ان کو شامل ہیں، ان کی سیادت کا منکر در اصل پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ کہ فرمان کو جھٹلا رہا ہے نیز حلال محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو حرام اور حرام محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو حلال کرنے کی جسارت کر کہ اپنی عاقبت خراب کر رہا ہے۔

چونکہ اس اہم مسئلہ سے بہت سے لوگ بے خبر ہیں اس لیے اس کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں۔

علمائے اسلام کی نگاہ میں "سیّد" کا عنوان کن کے لیے ہے؟

۱- ۔ فیض القدیر، ج۲، ص ۲۳۳، مناقب ابن مغازلی، ص ۴۹۔

ہمارے یہاں پاک و ہند میں اس قسم کا سوال عام طور پر لوگوں کے ذہنوں میں پایا جاتا ہے اور وہ اس اصطلاح کی حقیقت کو جاننا چاہتے ہیں، اس لیے اس کی وضاحت کرنا اور غلط فہمی کا ازالہ بہت ضروری ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ عنوان اصطلاح میں کن لوگوں سے مخصوص ہے اور شریعت اسلام میں ان کا کیا حکم ہے

سیّد کا لغوی معنی

لفظ سیّد اصل میں سیود تھا واؤ کے زیر کو ما قبل یائے ساکن کو دے دیا اور واؤ، یاء میں تبدیل ہو گئی اور پھر دو یاء ہم جنس کونے کی بناپر، ادغام کر دی گئیہے لہٰذا سیّد بروزن جیّد ہو گیا، سین پر زبر اور یائے مشدّد کے ساتھ بمعنی پیشوا، سردار، شریف اور بزرگ کے معنی میں ذکر ہوا ہے

چنانچہ ابن اثیر کتاب نہایہ میں لکھتے ہیں:

"السید یطلق علی الرب والمالک والشریف والفاضل والکریم و الحلیم ومتحمل اذی قومہ والزوج والرئیس و المقدم"((۱))

لسان العرب، معجم ،متن اللغہ، مجمع البحرین، مفردات القران راغب میں سیّد کے معنی رئیس، سخی، آقا، مالک، شریف فاضل، حلیم، صابر، عابد، پرہیزگار، جس پرغلیظ و غصب غالب نہ آتا ہو، خدا کی راہ میں عطا کرنے والا، خدا کا شاکر، اہل و عیال کے ساتھ مہربان، شوہر، بزرگ خاندان ہےوغیرہ الغرض جو شخص ان صفات کاحامل ہو عرب اسے "سیّد" کہتے ہیں اوریہ تمام صفات پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ اور جناب علی مرتضی علیہ السلام کے دادا محترم جناب حضرت عبدالمطلب ابن ہاشم میں بدرجہ اتم موجودتھے نیز آپ کو خانہ کعبہ کی حفاظت، بیت اللہ کے زائرین اور حاجیوں کی خدمت کا شرف حاصل تھا اس بنا پر آپ کو سیّد اور شریف کہہ کر پکارا

۱- ۔ نہایہ ابن اثیر ج۲ ص ۴۱۸۔

جاتا تھا یہاں تک کہ یہ صفت عام آپ اور آپ کی اولاد کہ لقب خاص کا درجہ اختیار کر گئی، اور چونکہ آپ نے پہلے ہی سے اپنی اولاد پر صدقات اور زکوٰۃ حرام کر رکھے تھے اس لیے اسلام نے بھی آکر اس حکم کو بر قرار رکھا اسلام نے آپ کی اولاد پر جہاں عام لوگوں کی زکوٰۃ وصدقات حرام قرار دی وہاں ان کہ لیے خمس حلال کردیا

لہٰذا اسلام کی اصطلاح میں جن جن کا سلسلہ نسب باپ کی طرف سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ کے جد بزرگوار حضرت عبدالمطلب ابن ہاشم سے ملتا ہو، وُہ سیّد ہیں اُن پر غیر سادات کہ صدقات وزکوٰۃ واجب حرام ہیں اور چونکہ جناب اُمُّ البنین علیہا السلام کہ بیٹوں حضرت ابوالفضل العبّاس علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا سلسلہ نسب باپ کی نسبت سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے دادا حضرت عبدالمطلب بن ہاشم سے ملتا ہے پس ان کی سیادت ثابت واستوار ہے اور انکار کرنے والا جاہل اورمقصّر ہے

سیّد کی تعریف علمائے اسلام کی نظر

علامہ جلال الدّین سیوطی کتاب "الزینبیہ" سیّد کی تعریف میں تحریرکرتے ہیں:

"اسم شریف یطلق فی الصدرالاول علی کل واحد من اٰل البیت سواء کان حسنیاً ام حسینیاً ام علویاً من ذریہ محمد بن الحنفیہ او غیرہ من اولاد علی ابن ابی طالب اوذرّیہ جعفراوذرّیہ عقیل اوذرّیہ عبّاس"

"سیّد" وہ اسم شریف ہے جس کا انطباق اٰل بیت کہ ہر فرد کہ نام سے پہلے ہوتا ہے چاہے وہ حسنی ہو، حسینی ہو یا علوی، محمدابن حنفیہ کی ذرّیت سے ہو یا حضرت علی ابن ابی طالب ؑ کہ دوسرے فرزندوں کی ذرّیت سے ہو یا ذرّیت حضرت جعفر، حضرت عقیل اور حضرت عبّاس علیہ السلام سے ہو" اس طرح کتاب احکام سلطانیہ میں ہے کہ "و ہو اطلاق علی

کل علوی و جعفری و عقیلی و عبّاسی" یعنی سیّد کا اطلاق تمام علوی، جعفری، عقیلی اور عبّاسی حضرات پر ہوتا ہے"۔

اور لغت کی بہت سی مشہور کتابوں میں اسی معنی کو بیان کیا گیا ہے حوالہ کے لیے رجوع کریں کریم اللغات، ص ۹۵، بیان اللسان، ص ۳۵۱، فیروز اللغات اردو حصہ دوم، ص ۵۹۔

لغت کی معروف کتاب المنجد ص ۵۵۱پر ہے، "العلوی" نسبه الی علی، لغات کشوری ص ۳۲۶ مؤلفہ مولوی سید تصدق حسین صاحب رضوی، "علوی" وہ سید جو اولاد علی علیه السلام سے ہو سوائے بطن اطہر حضرت فاطمہ علیها السلام کے، ایضاً ص ۳۲۶پر ہے "علویان" گروہ سادات، فیروز اللغات حصہ دوم ص ۱۴۶، "علویان" علوی کی جمع سادات ہے حسن اللغات طبع لاہورص ۶۰۱ پر ہے "علوی (ع) وہ سیّد جو حضرت علی علیه السلام کی اولاد ہو لیکن حضرت فاطمہ زہرا علیها السلام کے بطن سے نہ ہو جیسے حضرت عبّاس علمدار ؛ علویان: علوی کی جمع سادات۔

سیدّ مفسرین قرآن کی نظر

اور مفسرین قرآن نے بھی اسی معنی کے ساتھ سّید کی تشریح فرمائی ہے۔

صاحب تفسیر بیضاوی ص ۷۵، سورہ آل عمران آیہ مبارکہ ۳۹ کے ذیل میں رقم طراز ہیں:

{اِنَّ اللهَ یُبَشِّرُکَ بِیَحیَی مُصَدِّقًا بِکَلِمَهٍ مِن اللهِ وَسَیِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِیًّا مِن الصَّالِحِین} "اللہ تجھے یحییٰ کی بشارت دیتا ہے جو کلمہ اللہ کی طرف سے ہے وہ اس کی تصدیق کرنے والا ، سیادت کا مالک، خواہشات پر قابو رکھنے والا، نبوت کے مقام پر فائز اور صالحین میں سے ہے"۔

سید وہ ہے جو قوم کا سردار ہو اور ان پر فوقیت رکھتا ہو اور پس حضرت یحیٰی علیہ السلام تمام لوگوں پر فائق تھے اور کبھی بھی معصیت کا ارادہ تک نہیں کیا تھا۔ تفسیر کبیر میں فخر الدّین رازی اس کے ذیل میں متعدد صحابہ کرام سے "سید" کے معانی نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عبد اللہ ابن عباس نے فرمایا کہ :"سید وہ ہے جو کینہ پرور نہ ہو

جبائی نے کہا حضرت یحییٰ علیہ السلام دین میں مومنوں کے سید و سردار تھے یعنی علم، حلم، عبادت اور پرہیزگاری میں سب پر فوقیت رکھتے تھے، مجاہد نے کہا سید وہ ہے جو صاحب جود و کرم ہو، سعید بن مسیب نے کہا ہے سیدوہ ہے جو دین کی سمجھ رکھنے والا عالم ہو، عکرمہ نے کہا سید وہ ہے جس کی عقل پر غصہ غالب نہ آتا ہو جو لوگوں کا پیشوا اور مرجع ہو یعنی لوگ اپنی حاجتیں لے کر اس کی طرف رجوع کریں

حضرت یحییٰ علیہ السلام دین میں سید و سردار تھے تو دین میں لوگوں کے مرجع اور پیشوا تھے ان میں یہ ساری صفتیں علم و حلم جود و کرم، فقہ و فقاہت اورزہد و ورع موجود تھیں، پھر تحریرکرتے ہیں کہ آپ نے کبھی کسی پر غصہ نہ کیا اس لیے ربّ نے آپ کو سیّد کہہ کر خطاب فرمایا

سیادت کی اقسام

اشارہ

سیادت کی دو قسمیں ہیں: عام و خاص:

۱عام: باعتبار لغت صفات حسنہ، بلند مراتب کے حامل افراداور خاندان کے بزرگ کو عرب السید کہہ کر پکارتے ہیں

۲ خاص کی دو قسمیں ہیں:

1) ذاتی و حقیقی

۲) نسبی و شرعی

۱) سیادت ذاتی و حقیقی

جیسے حضرت امام باقر علیہ السلام "اللّٰہُ الصَّمَد" کی تفسیر میں یہ بیان فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ اپنی شان صمدیت میں سیّد ہے اور یہ صفت اللہ تعالیٰ سے مخصوص ہے"((۱))

یا ائمہ کی دعاؤں میں منقول ہے: "انت سیّد و انا العبد"((۲)) اے اللہ!تو سیّد ہے اور میں تیرا بندہ ہوں " یعنی حقیقتا اور بالذّات اللہ تعالیٰ ہی سیّد ہے

۲) سیادت نسبی و شرعی

علماء کا اتفاق ہے کہ لغت عرب نے "سیّد" کے جو جو معانی بیان کیے ہیں، وہ سب معانی اور صفات بدرجہ اتم حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ کے جد بزرگوار میں پائی جاتی تھیں نیز آپ کو خانہ کعبہ کی حفاظت اور بیت اللہ الحرام کے زائرین کی خدمت اور کعبہ کی کلید برداری کا شرف حاصل تھا، آپ کو "سیّداورشریف" کہہ کر پکارا جاتا تھا یہاں تک کہ یہ صفت آپ کے لقب اور اسم کا درجہ اختیار کر گئی اور پھر آپ کی ذرّیت کو بھی سیّد اور شریف کے خاص لقب سے یاد کیا جانے لگا اور چونکہ حضرت عبد المطلب علیہ السلام ابن ہاشم اپنی اولاد پر عام لوگوں کے نذورات، کفارات، صدقات اور زکوٰۃ حرام جانتے تھے اس لیے اسلام نے بھی اس حکم کو برقرار رکھا اور اس کے بجائے ان کے لیے خمس حلال کر دیا

۱- اصول کافی، علامہ کلینی، ج۱، ص ۷۰

۲- صحیفہ علویہ ص ۱۸

علامہ حسین واعظ کاشفی تفسیر حسینی جلد دوم اور مولوی شاہ عبد القادر محدث دہلوی تفسیر موضح القرآن منزل پنجم ص ۴۶ میں لکھتے ہیں کہ یٰسین سے مراد ہے :"اے سید محمد صلی اللہ علیہ و آلہ ! یہ معنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے"((۱))

سیادت حضرت عبد المطلب

تاریخ طبری میں ہے کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ و آلہ کے دادا حضرت عبد المطلب علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں اپنا تعارف یوں کروایا:

"انا شیبه بن هاشم بن عبد المناف انا ابن سید البطحاء انا ابن سید مکه و الحجازوانا ابن رئیس القریش من لا سوده علی سادات العرب"(((۲))

یعنی میں شیبہ ابن ہاشم ابن عبد مناف ہوں، میں بطحاء کے سید و سردار کا بیٹا ہوں، میں مکہ و حجاز کے سیّد کا بیٹا ہوں، میں قریش کے رئیس کا بیٹا ہوں کہ جس کو تمام عرب پر سیادت اور سرداری حاصل ہے"

گویا بنی ہاشم کو عرف عام میں قیادت و سیادت حاصل تھی پس اسلام نے اس سیادت پر مہر تصدیق کرکے قیامت تک اس عظمت کو ان کے نام کر دیا

سیادت ِ پیغمبر ؐ و آل پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا:

"نحن بنو عبد المطلب ساده اهل الجنه انا و علی و جعفر وحمزه والحسن والحسین و فاطمه و المهدی"((۳))

۱- ؛ کتاب الشفاء، ص ۱۶؛

۲- ؛تاریخ طبری، ج۲،ص ۲۴۷؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۱۱؛ تاریخ الیعقوبی، ج۱، ص ۲۴۵؛

۳- ؛ بحار الانوار، ج ۲۲، ص ۱۴۹، باب ۳۷، حدیث ۱۴۲، تفسیر ابو الفتوح رازی، ج ۱۷، ص ۱۲۳؛

”م بنی عبدالمطلب ال جنّت ک سادات یں: میں، علی ، جعفر ، حمزہ، حسن، حسین، فاطمہ، اور مہدی “

سیادت حضرت علی علیہ السلام

جابر ابن عبد اللہ، عبد اللہ ابن الحکیم اور عبد اللہ ابن سعد سے روایت کی گئی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی سیادت کا بارہ فرمایا:

قال رسول اللّٰہ: ”انّ اللّٰہ تعالیٰ اوحیٰ الیّ فی علیٍ ثلاث اشیاء انّہ سَیِّد المؤمنین و امام المتقین و قائد الغرالمحجلین“((۱))

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا: ”معراج کی رات خداوند کریم نے مجھ کو علی علیہ السلام کا بارہ میں تین چیزیں وحی فرمائیں یہ کہ وہ مؤمنین کا سیّد ہیں اور متقین کا امام ہیں اور نورانی چہرہ والوں کا پیشواء ہیں“

عن ابن عباس قالَ نَظَرَرَسُولُ اللّٰہِ الیٰ عَلِیٍ ابنِ اَبِی طَالِبٍ فَقَال اَنتَ سَیِّد فِی الدُّنیا وَالَاخِرہِ مَن اَحَبَّکَ فَقَد اَحَبّنِی حبیبی حبیب اللّٰہ وعدوک عدوی وعدوی عدواللّٰہ فالویل لمن ابغضک بعدی“((۲))

عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ نے حضرت علی ابن ابی طالب کی طرف دیکھا اور فرمایا: ”ا علی علیہ السلام !تو دنیا و آخرت میں سید ہے جس نے تجھ کو دوست رکھا اس نے مجھ کو دوست رکھا اور جو میرا دوست ہے وہ اللہ کا دوست ہے اور جو تیرا

۱- ۔ المطالب و الدیلمی فی فردوس الاخبار و ازاله الخفائ، مستدرک ج۳ ص ۱۳۷؛ص ۱۲۴۔

۲- ۔ بحوالہ الحاکم و الخطیب، زاد السبیل ص ۴۶؛ مستدرک،ج۳،ص۱۳۷؛ تاریخ بغدادج ۱۱،ص۸۹۔

دشمن □□ و□ میرا دشمن □□ اور جو میرا دشمن □□ و□ اللہ□ کا دشمن □□ اور ویل و جہنم □□ اس شخص کو□ لیے□ جو میر□ بعد تجھ سے□ بغض رکھ□□ گا"□

ابن ماجہ□ و نسائی نے□ ابن عباس، ابن عمراور بی بی عائشہ□ سے□ روایت کی □□:

قال النبی صلی اللہ علیه و آله "الحسن و الحسین سیدا شباب اہل الجنه و ابوہما خیر منہما"

یعنی آپ نبی اکرم صلی اللہ علیه و آله نے□ فرمایا:" حسن و حسین' جوانان جنت کے□ سید و سردار □یں□ اور ان کا باپ ان دونو□ سے□ افضل و بہتر □□□ علامہ□ ابن مغازلی کتاب المناقب میں□ لکھتے□ □یں□: پیغمبر صلی اللہ علیه و آله نے□ حضرت علی کے□ بار□ میں□ ارشادفرمایا:

"انّہ□ سیّد الاولین و الآخرین، خیرالبشروافضل العالمین"((۱))□

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیه السلام اور عبد اللہ□ ابن عباس سے□ روایت کی گئی □□ کہ□ رسول اللہ□ صلی اللہ علیه و آله نے□ فرمایا:

"ادعوا الی سیّد العرب (یعنی علیاً) قالت عائشه الست سید العرب قال النّبی "انا سیدولد آدم وعلی سید العرب"((۲))□

سید العرب کو بلاؤ! توجناب عائشہ نے□ کہا: کیا آپ سید العرب نہیں □یں؟ تو آپ□ حضرت صلی اللہ علیه و آله نے□ فرمایا: میں□ اولاد آدم کا سیدا ور سردار □و□ اور علی علیه السلام عرب کے□ سید و سردار □یں□"□

سیادت حضرت علی علیه السلام علماءکی نظر میں□

۱□ مولوی سید غلام یحییٰ نقوی البخاری تحریر کرتے□ □یں□:

۱- □ ذخائر العقبیٰ، ص ۷۰□

۲- □ ریاض النضره فی مناقب العشره، ج۳، ص ۱۳۷ ؛حلیه الاولیاء و الدار قطنی و الحاکم□

”وقد تحقق النص علیٰ انّ علی ابن ابی طالب کان سید المؤمنین و امام الصدیقین و سید المسلمین و یعسو ب الدین و سید العرب و خیر البشر بعد نبینا سید المرسلین“ ((۱))

”یعنی یہ بات نص سے ثابت ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب ؑ تمام مؤمنین کے سیّد و سردار، صدیقوں کے امام، تمام مسلمانوں کے سیّد، دین کے پیشوا، سیّد العرب اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ کے بعد خیر البشر ہیں“

مولانا سید مقبول احمد صاحب دہلوی ترجمہ قرآن مجید ص ۹۰ کے حاشیہ میں معتبر احادیث کے ساتھ یہ واضح کرتے ہیں کہ آیہ مباہلہ میں ابنائنا سے مراد حضرات حسنین ؑ اور نسائنا سے مراد جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام اور انفسنا کے مصداق جناب علی مرتضی علیہ السلام ہی ہیں“

اہل سنت کے مشہور عالم امام نسائی نے کتاب مناقب مرتضوی میں متعدد صحابہ کرام جیسے حضرت ابوذر، عمران ابن حصین، زید ابن حارث سے یہ روایت نقل کی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا: ”علی کنفسی“

یعنی علی میری جان کی مانند ہے پھر آپ نے فرمایا:

” انّ علیاً منّی و انا منہ وہو ولی کل مؤمن من بعدی“(۲)

یعنی علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور میرے بعد وہ ہر مؤمن کا ولی ہے

اہل سنت کے جید عالم سید شریف احمد شرافت، کتاب لوامع التنزیل اور مسند احمد حنبل سے صحیح روایات نقل کرتے ہیں:

۱- ۔ زاد السبیل ص ۴۵۔

۲- ۔ کنزل الحقائق، ص ۳۷؛ ذخائر العقبی، ص ۶۸۔

”قال انا و علی نور واحد و قال انا و علی من شجره واحده و قال علی منی و انا منہ“

یعنی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا: میں اور علی ایک نور سے ہیں، میں اور علی ایک شجرہ سے ہیں، علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں

پھر لکھتے ہیں ”جب علی علیہ السلام جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ اور ان کی ذات سے ہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و علی ایک ہی نور اور شجرہ سے ہیں تو پھر ان کی سیادت میں کوئی شبہ نہیں رہا“(۱)

سمجھ لینا چاہیئے کہ جو سیدہ النساء العالمین کا کفو ہو یقینا سادات العالمین کا فخر ہے ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: ”احادیث نبوی سے ثابت ہے کہ حضرت امیرالمؤمنین سیّد ہیں جو لوگ آپ کی سیادت کے قائل نہیں وہ سخت غلطی پر ہیں، آپ ابو السادات والائمہ ہیں آپ کی تمام اولاد خواہ وہ فاطمی ہو یا علوی سب نسباً سیّد کہلانے کے مستحق ہیں“(۲)

علی علیہ السلام فاطمہ علیہا السلام کا کفو ہیں

صاحب تفسیر لوامع التنزیل، پارہ۲، ص۲۰، پر یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ : ”لو لا علی لم یکن لفاطمه کفو“

یعنی اگر حضرت علی نہ ہوتے تو جناب فاطمہ کا لیے کوئی کفو نہ ہوتا

تعجب ہوتا ہے ان لوگوں پر جو حضرت حضرت فاطمہ الزہرا علیہا السلام کے بعلی سیّد اور فخر کو جس کا بعد از پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ کمالات اور صفات میں کوئی نظیر نہیں، جس کو زبانِ وحی

۱- ۔ کتاب انوار السیادت فی آثار السعادت ص ۱۲۸

۲- ۔ شریف التوریخ، ص۳۳۸۔

سﻪ پیغمبر اسلام

صلی الله علیه و آله سیّد العرب، سیّدالمسلمین، سیّد المومنین، سیّد الصالحین، سیّد الصادقین، سیّد الوصیین، سیّد المجاﻪدین، سیّد الاولین والاخرین، سیّد الاولیا، سیّدالاوصیاﻪ، سیّد الاتقیاﻪ، سیّد الامّت، سیّد فی الدّنیا والآخره وغیرﻪ کﻪﻪ کر یاد فرمائیﻪﻪ اب اس ﻪستی کی سیادت میﻪ شک کرنﻪ والﻪ کون ﻪو سکتﻪ ﻪیﻪ در اصل یﻪ لوگ مولائﻪ کائنات اور ان کی طیّب اولاد سﻪ دشمنی اور حسد کی بنا پر ایسی فکر رکﻪتﻪ ﻪیﻪﻪ

علامﻪ علاؤ الدین محمد بن احمد سمرقندی کتاب تحفه الفقﻪاء میﻪ شیعﻪ وسنی فقﻪاء کﻪ نظریات کو بیان کرنﻪ کﻪ بعد یﻪ نتیجﻪ لکﻪتﻪ ﻪیﻪ: "کل من کان من اولاد ﻪاشم فﻪو سید" یعنی ﻪر وﻪ شخص جو اولاد ﻪاشم سﻪ ﻪﻪ وﻪ سید ﻪﻪﻪ

علامﻪ محمد باقر مجلسی ﻪ لکﻪتﻪ ﻪیﻪ:

مراد از سیّد موافق مشهور کسی است که منسوب باشد از جانب پدر به عبدالمطلب.((۱)).

مشﻪور علماء کﻪ نزدیک سیّد سﻪ مرا د وﻪ شخص ﻪﻪ جو باپ کی جانب سﻪ جناب حضرت عبد المطلب سﻪ منسوب ﻪوﻪ

ملا احمد بن محمد نراقی +، کتاب مستند ج ۲ ص ۸۴ کتاب الخمس، المسئله الخامسه میﻪ لکﻪتﻪ ﻪیﻪ:

"السادات ﻪم الﻪاشمیون المنتسبون الی ﻪاشم جدّ النّبی ای اولاد عبد المطلبﻪﻪﻪ"

یعنی سادات وﻪ تمام ﻪاشمی ﻪیﻪ جو نبی اکرم کﻪ دادا حضرت ﻪاشم سﻪ منسوب ﻪیﻪ یعنی اولاد عبد المطلبﻪ

۱- ﻪ رسالﻪ زکات و خمس و اعتکاف، فصل دوم، مستحق خمس، ناشرسیّد الشﻪدا ء قم ایران

مکتوبات شا فقیر الل علوی مکتوب نمبر ۴۸ می :

ال سنت ک مشور عالم سید مصطفی الیمنی المصری ن" شرح الوارد" می لکا ک:"مار امام اعظم ک نزدیک آل (سادات) تین عین اور ایک جیم اور ایک حاء یعنی اولاد عباس، اولاد عقیل، اولاد علی، اولاد جعفر اور اولاد حارث"

ال سنت ک مفتی اعظم جناب مولوی محمد یوسف صاحب حنفی خطیب جامع مسجد میرپور و خلیف ارجمند حضرت خواج حافظ عبد الکریم صاحب نقشبندی راولپنی کا فتوی:

سوال: کیا اولاد

حضرت عباس علم بردار بن علی مرتضی (علیهم السلام) سادات می داخل ی اور ان کو سیّد کنا یک ۲؟ کیا جناب امیر علیه السلام کی تمام اولاد ال بیت می شامل یا صرف امام حسن اور امام حسین (علیهم السلام)

جواب: "سیّد کنا یک اور جائز ۲ امیر علیه السلام کی تمام اولاد ال بیت می شامل ی اور سادات کلا ک حقدار ی"[دستخط و مر](۱)

علام محمد بشیر انصاری فاتح یکسلا س باغ سرداران راولپنی می دوران مجلس سوال وا سیّد کا س چل؟آپ ن جواب می فرمایا: . .." سید کا لفظ ان ک لی جن پر صدق حرام سرکار دوجا س دریافت کیا گیا ک صدق کن کن پر حرام ؟ تو حضور صلی الله علیه و آله ن فرمایا: می خود، علی ، آل علی ، آل جعفر ، آل عقیل نیز سید کی اقسام ی ایک سید علوی و فاطمی اور ایک صرف سید علوی ،سید دونو ی"(۲)

مولوی سید غلام یحیی بخاری کتاب زاد السبیل ص ۸۳ پر روایت نقل کرت ی:

۱- [۱] انوار السیادت فی آثار السادت، ص ۱۷۸

۲- کتاب مقامِ البیت (علیهم السلام) ،مجلس ۶، ص ۹۵

عن جابر قال قال رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ و آلہ : اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ ذُرِّیَہَ کُل نَبیٍ فِی صُلبِہِ وَجَعَلَ ذُرِّیَتِی فِی صُلبِ عَلِی بنِ اَبِی طَالِبِ((۱))

یعنی جابر سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا:" بتحقیق اللہ تعالیٰ نے ہر ایک نبی کی ذرّیت کو اس کی صلب میں قرار دیا ہے اور میری ذرّیت واولاد کو جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کی صلب میں قرار فرمایا ہے"

شیخ صدوق کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" میں نقل کرتے ہیں:

"لمّا نَظَرَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ اِلَی اَولَادِ عَلِی وَجَعفروَعَقِیلٍ فَقَال: "بَناتُنَا لِبَنِینا وَ بَنُونَا لِبَنَاتِنَا"((۲))

یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے اولاد علی ، اولاد جعفر اور اولاد عقیل کو دیکھا تو فرمایا:" ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے واسطے اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے واسطے ہیں"

اس حدیث میں گویا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ نے اولاد حضرت علی ، اولادِجناب جعفر اوراولادِ جناب عقیل ابن ابی طالب (علیہم السلام) کو اپنی اولاد قرار دیا ہے اور سب کو نکاح میں ایک دوسرے کا ہم کفو قرار دیا ہے اور "بناتنا اور بنونا"کہہ کر تمام امّت پر واضح فرمادیا ہے کہ یہ میرے بیٹے اور بیٹیاں ہیں

پس سیادت کہ اعتبارسے بلا تفریق فاطمی، علوی، عقیلی، جعفری سب سادات ہیں اور ایک دوسرے کا ہم کفو ہیں ان ساری وضاحتوں کے بعد تعجب ہوتا ہے کہ اگر کسی سیّد کے نام کے ساتھ علوی، جعفری یا زینبی لکھا ہو تو متعصبین و حاسدین یہ پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بڑی سیّد ہیں، ایساکیوں ہے؟ شاید اسی وجہ سے سادات کرام اپنے عظیم الشّان باپ حضرت

۱- فیض القدیر، ج۲، ص ۲۳۳

۲- اعتقادات الامامیہ، باب ۴۱؛ بحار الانوار، ج۴۲، ص۹۲، باب ۱۲۰احوال اولاد و ازواج

علی علیہ السلام کی نسبت " علوی " لکھنا یا کہلانا سے گھبراتے ہیں؟ کیوں مولائے کائنات اپنوں میں بھی اتنے مظلوم واقع ہوئے ہیں، خدا کرے لیے حقائق کو سمجھنے اور ان کو قبول کرنے کا حوصلہ پیدا کریں نیزاموی فکر متعصب ملاؤں اور دشمنان ِآل ِعلی علیہ السلام کی بے جودہ سازشوں سے ہوشیار رہیں ۔

آل علی علیہ السلام معزز ترین نسل

شیخ محمد بن علی ابن نطنزی کتاب خصائص العلویہ میں لکھتے ہیں:

"نسلاً اعزّ نسل"

یعنی حضرت علی کی نسل معزز ترین نسل ہے

پاک و ہند میں کم علمی کی بنا پر حضرت علی علیہ السلام کی غیر فاطمی اولاد کو نہ صرف سادات کے حکم میں نہیں سمجھا جاتا بلکہ تحقیر اور جسارت آمیز القاب دئیے جاتے ہیں، ایسا کیوں ہے؟ یہ جہالت ، حسد اور تعصب کا نتیجہ ہے کیا آج بھی اموی سیاست کارفرما ہے؟

اگرچہ یہ بات اظہر من الشمس ہے مگر اذعان کے مزید اطمینان کے لیے جناب مفتی سیّد کفایت حسین نقوی اور راقم نے موجودہ مجتہدین عظام اور مفتیان دین کی خدمت میں اسی موضوع پراستفتا کیے تھے، ان میں سے کچھ استفتاأت کے جوابات قارئین کے استفادہ کے لیے یہاں نقل کیے دیتے ہیں:

سوال: سادات کا عنوان کن کے لیے مخصوص ہے اور ان کا کیا حکم ہے؟

اس کے جواب میں استاد بزرگوارمرشدطریقت و شریعت حضرت آیہ اللہ العظمیٰ آقای محمد تقی بہجت مد ظلہ العالی لکھتے ہیں: "یہ عنوان بنی ہاشم کے لیے ہے، ہر وہ شخص سیّد

□□ جس کا نسب حضرت □اشم بن عبد المناف سے ملتا □و اور سیا□ عما□ سیّد کی علامت □□ ،غیر سید سیا□ عما□ نہ□یں لگا سکتا" (م□ر و دستخط)□ ((۱))□

کیا حضرت امام علی علیه السلام کی تمام ازواج مطہرات سے اولاد "سیّد" □یں؟

حضرت آیه الله العظمیٰ لطف الله صافی گلپائیگانی لکھتے □یں: "حضرت علی علیه السلام کی تمام اولاد سید □□ اور احکام شرعیہ جو سادات کے لیے □یں ان کو شامل □یں چاہے □□ و□ حضرت فاطمہ الزہرا علیها السلام کے علاوہ دوسری ازواج مطہرات کے بطن سے ہو□□ تمام "و□ لوگ جن کا سلسلہ نسب حضرت □اشم بن عبد مناف سے ملتا □□ ان□یں اصطلاح میں سید کہا جاتا □□"□(م□ر و دستخط)

حضرت آیه الله العظمیٰ سید محمد علی علوی گرگانی مد ظله العالی لکھتے □یں: "سید اس شخص کو کہتے □یں جس کا سلسلہ نسب حضرت □اشم بن عبد المناف سے ملتا □و"□ [م□ر و دستخط]

حضرت آیه الله العظمیٰ حافظ بشیر حسین نجفی مد ظله العالی لکھتے □یں:

"یہ عنوان (سید) ان افراد سے منسوب □□ جو باپ کی طرف سے حضرت □اشم کے ساتھ نسبت رکھتے □یں"□(م□ر و دستخط)

حضرت آیه الله العظمیٰ سید علی حسینی سیستانی نجف اشرف: "یہ عنوان اس شخص کے لیے □□ جو نسباً باپ کی طرف سے حضرت □اشم تک پہنچے"□(م□ر و دستخط)

۱- □ استفتاء نمبر ۱۸۵۳۴ و م□ر□

حضرت آیه اللہ العظمیٰ موسوی اردبیلی دام ظلہ العالی حوزہ علمیہ قم المقدسہ: "سید وہ ہوتا ہے جو باپ کی اجداد کی لحاظ سے حضرت ہاشم تک پہنچے" [مہر و دستخط]

حضرت آیه اللہ العظمیٰ شبیری مد ظلہ العالی: "سادات کا عنوان ان کے لیے ہے جن کی نسبت حضرت ہاشم کی طرف ہو خمس کے دلائل اس عنوان کو شامل ہے" [مہر و دستخط]

حضرت آیه اللہ العظمیٰ ناصر مکارم شیرازی: "ہاشمی سید وہ ہوتا ہے جو باپ کی جانب سے نبی اکرم صلی الله علیه و آله کے دادا حضرت ہاشم کے ساتھ منسوب ہو اور موجودہ زمانہ میں ان کی اولاد میں سے جو سادات کے عنوان سے مشہور ہیں وہ حضرت علی علیه السلام کی اولاد سے ہیں چاہے آپ کی وہ اولاد جناب فاطمه الزہرا علیها السلام میں سے ہو یا ان کے علاوہ کسی اور زوجہ سے ہو"

نیز حضرت علی کی غیر فاطمی اولاد کے بارے میں لکھتے ہیں:"ان میں اور دوسرے سادات میں کوئی فرق نہیں" [مہر و دستخط]

حضرت آیه اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای مد ظلہ العالی لکھتے ہیں: "سید وہ ہوتا ہے جو حضرت ہاشم کی طرف منسوب ہو" مزید تحریر فرماتے ہیں: " "جو شخص باپ کی طرف سے جناب عباس ابن علی ابن ابی طالب (علیهم السلام) سے نسبت رکھتا ہو وہ علوی سید ہوتا ہے اور سارے علوی، عقیلی سید ہاشمی ہیں"((۱))

تاریخ سے آگاہی رکھنے والا یہ جانتا ہے کہ صدر اسلام میں تمام سادات ہاشمی کے عنوان سے پہچانے جاتے تھے، پھر طالبی اور عباسی کے عنوان میں تقسیم ہوئے پھر طالبی سادات بھی علوی، عقیلی، جعفری کے عنوان سے یاد کیے جانے لگے اور پھر حضرت علی علیه السلام کی اولادفاطمی سادات اور علوی سادات کے عنوان سے ذکر کی جانے لگی

اس دور میں حضرت علی علیه السلام کی اولاد، حسنی، حسینی، رضوی، نقوی، تقوی، کاظمی، موسوی، علوی، عابدی، زیدی اور محمدی وغیرہ کی نسبت سے جانی پہچانی جاتی ہے در اصل یہ سب مورث اعلیٰ سے نسبتی اور عرفی عناوین یا ہر علاقہ میں موجود مورث اعلیٰ کے نام سے جیسے آل حسن، آل عون

یا حسن آل اور عون آل وغیرہ کی سب کاسے سے یاد کیے جاتے

۱- ہ کتاب استفتاآت ، ج ۱ ، نمبر۴۳۰۱مزید فتاوی کے لیے کتاب "صحیفہ سادات " اور "اولاد امیر المؤمنین ہ کیا علوی سادات ہیں؟" سے رجوع کریں

یہ بلکہ بعض مقامات پر علاقائی، امرائی اورریاستی القاب جیسے سلطان، ملک اور شاہ وغیرہ بھی استعمال ہونے لگے ہیں

آیات و روایات سے ہرمؤمن کا احترام ثابت ہے اور سادات کا احترام عقلاً و شرعاً واجب ہے، ہتک حرمت، غیبت، تہمت اور پست القاب دینا حرام ہے، کسی کو خلاف بازاری زبان ہرگز استعمال نہ کریں ذریّت علوی کی توہین کرکے اپنی عاقبت کوہرگز خراب نہ کریں

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ و آلہ :"الآ من مات علیٰ حبّ آل محمد بشّرہُ ملک الموت و نکیرومنکربالجنّہ، اَ لآ من مات علیٰ بغض آل محمّد لا یشمّ رائحہ الجنّہ ابداً"((۱))

" آگاہ رہو جو کوئی آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کی محبّت پر مرتا ہے اس کو ملک الموت اور منکر ونکیر جنّت کی بشارت دیتے ہیں اور آگاہ رہو کہ جو کوئی آل محمّد کا ساتھ بغض اور دشمنی میں مرے گا وُہ کبھی بھی جنّت کی خوشبو نہ پائے گا"

اہل ایران کا یہ یہ بات معروف ہے:"با آل علی علیہ السلام ہر کہ در افتا د برافتاد"جو بھی آل علی علیہ السلام سے ٹکرایا وہ پاش پاش ہو گیا

تجربہ میں یہ بات آئی ہے کہ اولادِ علی و آلِ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ کا ساتھ دشمنی کرنے والا آخر کسی مہلک بیمار ی اور عذاب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوتا ہے، اہل عبرت کے لیے تاریخ میں بہت سی مثالیں موجود ہیں

لہٰذا عنادو کینہ اور حسد کی بجائے عقل و دین کا تقاضا ہے کہ ان سے محبّت کی جائے، نیز اس سلسلہ جلیلہ سے نسبت رکھنے والے اپنی سیاد ت، جو عطیّہ الٰہی و نعمتِ خداوندی ہے اس کی حفاظت کریں، غرور و تکبّر سے پرہیز اور تواضع و تقویٰ کو اپنائیں مسائل کو اتحاد و

۱- ۔ تفسیر ثعلبی، ج۵، ص۳۹۱؛ تفسیرالکشاف زمحشری، ج۳، ص۴۶۷؛ رسالہ الساده فی سیاده ص۱۳۸۔

انسجام کی ساتھ حل کریں، افتراق سے دور رہیں چونکہ اس سے آل علی کی موذی دشمن کو فائدہ ہو گا تاریخ گواہ ہے کوئی بھی قوم و قبیلہ اپنے اندرونی اختلاف و تفرقہ کی وجہ سے تباہ برباد ہوا اور اتحاد و انسجام کی وجہ سے وہ دنیا پر حکومت کرتے نظر آیا۔(۱)

ابو الائمہ و السّادات امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے شب شہادت اپنی وصیت میں اس اہم مسئلہ کی تاکید فرمائی تھی ان کی وصیت پر عمل کرنا ہم سب پر واجب ہے، آپ نے اپنی آخری وصیت میں فرمایا:

"اوصیکما وجمیع ولدی و اہلی و من بلغہ کتابی بتقوی اللہ و نظم امرکم و صلاح ذات بینکم"((۲))

اے حسن وحسین آپ دونوں، اپنی تمام اولاد، اپنے تمام خاندان اور جس جس تک یہ نوشتہ پہنچے وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور تقوی کو اپناؤ، اپنے معاملات درست اور منظم رکھو اور آپس کے تعلقات سلجھائے رکھو"

سادات فاطمیّہ اورسادات علویّہ و ہاشمیّہ اسلام محمدی کا ہراول دستہ ہیں یہ متحد ہوکر ہی سیاسی، سماجی اور معاشی میدان میں بھرپور کردار ادا کر سکتے ہیں

اس لیے کہ ہر دور میں بالخصوص اس جمہوری دور میں خاندانی قوّت و طاقت سیاسی واجتماعی میدان میں کامیابی کی کسوٹی ہے نیز اس سے دوسروں کو ظلم و زیادتی کرنے کی بھی جرات نہیں ہوگی سورہ مبارکہ ہود میں ہے کہ جس وقت جناب شعیب علیہ السلام کی قوم نے ان کی نافرمانی کی اور وہ اپنے موقف پر باقی رہے تو ان کی قوم نے کہا:" اگر تمہارا عشیرہ وخاندان نہ ہوتا تو ہم تم کو سنگسار کر دیتے"

۱- ۔ پیام مسجد، ش نمبر ۲۰،ص ۴۰ و۴۵۔

۲- ۔ نہج البلاغہ، مکتوب ۴۷۔

حضرت امیر المومنین علیه السلام نے حضرت امام حسن علیه السلام کے نام جو وصیت فرمائی ہے اس میں بھی اس نکتے کی طرف اشارہ فرمایا:

"خاندان کے افراد کی توقیر و تکریم کرنا، عزیز اور قرابتدار تمہارے قوت و بازو ہیں جس طرح درخت کی حیات و بقاء جڑوں سے ہوتی ہے اسی طرح انسان کے عزیز و اقارب اس کی زندگی کا باعث ہوتے ہیں"۔

مصیبت کے وقت رشتے دار دوسروں سے زیادہ دلجوئی کرتے ہیں، اوروں سے پہلے مدد کو پہنچتے ہیں، اگر کسی نے خاندان سے رشتہ توڑ لیا تو خاندان صرف ایک فرد کی مدد سے محروم ہو گا مگر رشتہ توڑنے والا پورے خاندان کی مدد سے محروم ہوجائے گا۔

صدراسلام سے لے کر اب تک تمام اسلام دشمن طاقتوں نے سب سے پہلے خاندانِ رسالت و امامت کو اپنے مظالم کا نشانہ بنایا ہے آج کی ناصبی اور استکباری قوّتیں بھی سادات کرام اور راسخ ا لایمان مسلمانوں کو مٹانے کے در پے ہیں لہٰذا آپ لوگوں کو آپس میں اخوت و ہمبستگی کی اشدّ ضرورت ہے خدا ہم سب کو حقائق کو سمجھنے، لکھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

فقہ میں سادات کے کچھ مخصوص احکام آئے ہیں مثلاًغیربنی ہاشم کے کفارات، صدقات و زکوٰۃ واجبہ کا حرام ہونا، مستحق ہونے کی صورت میں خمس کا حلال ہونا، سیاہ عمامہ پہننا اور امام جماعت ہونے میں مقدم ہونا اور علویہ خواتین کا ساٹھ سال میں یائسہ ہونا جب کے عام خواتین پچاس سال میں یائسہ ہوتی ہیں((۱))

۱- ۔ مزید تفصیل کے لیے اصول کافی کتاب الصدقہ بنی ہاشم اور صحیح مسلم باب"تحریم الزکاه علی رسول اللہ صلی الله علیه و آله و علیٰ آلہ و ہم بنو ہاشم و بنو عبدالمطلب دون غیر ہم"کتاب وسائل الشیعہ "کتاب الزکاه، باب قسمه الزکاه"، کتاب الطہارہ اور فقہ کی کتب سے رجوع کریں۔

اُمُّ البنین کی بیٹوں کی لیے خمس حلال ہے

علماء کا متفقہ فتویٰ ہے جو باپ کی نسبت سے سیّد ہو اس کو اور ان کی اولاد کو خمس دیا جا سکتا ہے

صاحب "شرائع الاسلام" لکھتے ہیں کہ "خمس میں معتبر یہ ہے کہ سہمِ سادات اس کو دیا جائے جس کا سلسلہ نسب باپ کی طرف سے حضرت عبدالمطلب سے ملتا ہو"

اس عبارت کے ذیل میں آیھاللہ رضا ہمدانی لکھتے ہیں کہ خدا نے بنی ہاشم پر زکوٰۃ و صدقات حرام کیے ہیں اور خمس حلال قرار دے کران کو لوگوں کے صدقات سے بے نیاز کردیا ہے اور خمس کے استحقاق کا میزان یہ ہے کہ وہ عبدالمطلب بن ہاشم کی اولاد سے ہو

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: خمس کے مستحق نبی کے وہ قرابتدار ہیں جن کا ذکر اس آیت ۲۱۴، سورہ الشعرامیں آیا ہے (وَانذِرعَشِیرَتَکَ الاَقرَبِینَ)اور پھر فرمایا:

"ہم بنو عبدالمطلب انفسم الذکرمنہم ولانثیٰ، لیس فیہم من اہل بیوتات قریش"((۱))

اور وہ بنی عبدالمطلب کے مرد اور عورتیں مراد ہیں اس میں قریش کے دوسرے قبیلے شامل نہیں ہیں

علامہ حلّی اپنی مشہور کتاب "تذکرہ الفقہاء" میں لکھتے ہیں:

"المراد بالیتامیٰ و المساکین وابناء السبیل فی آیہ الخمس من اتصف لہذا صفات من آل رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ولد عبدالمطلب بن ہاشم وہم آلاں اولاد ابی طالب والعباس والحارث خاصۃ دون غیرہم وقال الشافعی: سہم ذی القربی لِقرابھالنّبی صلی اللہ علیہ و آلہ

۱- ۔ کتاب الوسائل، ج۹، کتاب الخمس باب قسمتہ الخمس، حدیث۸۔

وہم اولاد ہاشم وآل عبدالمطلب یقول النّبی: انا و بنو عبدالمطلب لم نفرق فی الجاہلیہ والاسلام المراد با لنصرہ لا ستحقاق الخمس وقال ابو حنیفہ: انّہ لآل ہاشم خاصہ۔

ترجمہ: آیہ خمس میہ یتامیٰ، مساکین و ابناء السبیل سہ مرادوہ افراد ہیہ جوان اوصاف سہ متصف ہونہ کہ ساتہ آل رسول صلی اللہ علیہ و آلہ میہ سہ ہوہ اور وہ اولاد عبدالمطلب بن ہاشم ہیہ جو اولاد ابی طالب وعباس اور حارث ہیہ اِن کہ علاوہ کوئی نہیہ، پہرجناب شافعی کا قول نقل کرتہ ہیہ کہ جناب شافعی کہتہ ہیہ:، سہم ذی القربیٰ، بنی صلی اللہ علیہ و آلہ کہ قرابتدا روہ کہ لیہ ہے اوروہ اولادہاشم و عبدالمطلب ہیہے اس لیہ کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ کا فرمان ہے کہ میہ اور بنو عبدالمطلب اسلام سہ قبل اور بعد کبھی جدا نہ تھے مراد اُن کی نصرت باعث استحقاق خمس ہے پہرجناب ابو حنیفہ کا قول نقل کرتہ ہیہ کہ ابوحنیفہ فرماتہ ہیہ کہ اس سہ مراد فقط آل ہاشم ہیہے

ہمارہ یہاں شریعت اِسلام سہ بہ خبر بعض مفتی اورتعقل و تفکّر سہ عاری کچھ عوام یہ خیال کرتہ ہیہ کہ یہ حکم فقط اولاد حضرت فا طمہ الزہرا علیہا السلام کہ ساتہ خاص ہے گویا ان کی نظر میہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ اور حضرت علی علیہ السلام بہی سیّد نہیہ جب کہ

متعدد احادیث مبارکہ سہ یہ حکم تمام بنو ہاشم کہ لیہ ثابت ہے حضرت علی علیہ السلام کی اولاد تو بطریق اولیٰ سادات ہیہ اور غیر بنی ہاشم کا صدقہ اور زکواہ ان پر حرام ہے

اُمُّ البنین علیہا السلام کی اولاد آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ میہ شامل ہے

جناب اُمُّ البنین علیہا السلام کہ شوہر نامدارحضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کہ بارہ میہ سید الانبیا حضرت محمدمصطفہ صلی اللہ علیہ و آلہ فرماتہ ہیہ:

”آلا انّ علی ابن ابی طالب من حسبی ونسبی فمن واٰحبّ فقد اٰحبنّی و من اٰبغض فقد اٰبغضنی“(۱)

ترجمہ: خبر دار! بالیقین، علی ابن ابی طالب میرا حسب و نسب سے ہیں پس جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے دشمنی کی گویا اس نے مجھ سے دشمنی کی”

علی مرتضیٰ علیہ السلام کا صُلب سے نبی مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ کی اولاد

محدثین نے حضرت جابر اور حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا:

”اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ ذُرِّیَّہَ کُلَّ نَبِیٍ فِی صُلبِہِ وَ جَعَلَ ذُرِّیّتِی فِی صُلبِ عَلِی ابنِ اَبِی طَالِبٍ“

خدا وند عالم نے ہر نبی کی اولاد اس کے صلب میں قرار دی لیکن میری اولاد اورنسل علی ابن ابی طالب (علیہم السلام) کے صلب میں قرار دی۔(۲)

ایک اور مقام پر آپ نے فرمایا:

”انّ جبرائیل نزل علیّ فاخبرنی انا و علی من شجرہ واحد ہ و سائرالناس من شجر شتی“

ترجمہ: نبی اکرم

صلی اللہ علیہ و آلہ فرماتے ہیں جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور مجھے بتایا کہ میں اور علی ایک شجرہ سے ہیں اور باقی لوگ دیگر شجروں میں سے ہیں

۱- ۔ بحار الانوار، ج ۷ ، ص ۲۴۱۔

۲- ۔ ینابیع الموده، ص ۳۱۸؛ صوائق محرقہ، ص ۷۴؛ ریاض النضرہ، ج۲، ص۱۶۷؛ فیض القدیر، ج۲، ص۲۳۳؛ المناقب ابن مغازلی، ص ۷۲، حدیث۷۲؛ علی خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ ، ص۱۲۳۔

خود امیرالمؤمنین حضرت علی علیه السلام اپنے ایک نورانی خطبے میں بیان فرماتے ہیں:

فقال: فانّ "...نحن واللہ عنی بذل القربیٰ الذین قرنناالله بنفسہ وبرسولہ(لله خمسہ وللرّسول ولذی القربیٰ ولیتامیٰ و المساکین ابن السبیل)فینا خاصة... ولم یجعل لنا فی سہم الصدقة نصیبا، اکرم اللہ رسولہ و اکرمنا اہل البیت ان یطعمنا من اوساخ الناس، فکذبوا اللہ و کذبوا رسولہ و جحدوا کتاب اللّٰہ النّاطق بحقّنا و منعونا فرضاً فرضہ اللہ لنا خاصّة "((۱))

ترجمہ: خدا کی قسم ہم ہیں ذوالقربیٰ جن کو خدا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ کے سہم کے ساتھ ملایا ہے اس کاپانچواں حصہ اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ اور قریب ترین رشتے داروں اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے اور یہ گروہ ہم ہیں اور صدقہ میں ہمارا حصہ قرار نہ دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ اور ہم اہل بیت کو عزّت و احترام دیا ہے تاکہ ہم لوگوں کے ہاتھ کا میل نہ کھائیں مگر غاصبوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ کو جھٹلایا اور اللہ کی کتاب میں جو ہمارا حق بیان ہوا ہے، اس سے انکار کیا اور خدا نے جو ہمارے لیے ان پر فرض کیا تھا وہ ہمیں نہ دیا

تاریخ یہ بتاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ کی رحلت کے ساتھ ہی بنی تمیم، بنی عدی، بنی امیّہ اور دوسرے ابناء الوقت اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت بنی ہاشم کے اس مسلّم حق خمس اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے حق ولایت و امامت کا انکار کر دیا جس کی بنا پر امّت تفرقہ کا شکار ہو گئی اور آج تک جو فرقہ ان کو اپنے دین کی بنیاد سمجھتا ہے وہ بھی اس حق کے منکر ہیں

۱- ۔ الوسائل ،ج ۷ ،ص ۳۵۷ حدیث ۷

آل اور امّت میں فرق

سنی اور شیعہ محدثین نے بہت سی احادیث نقل کی ہیں، جس سے واضح ہو تا ہے کہ جن جن پر صدقہ و زکوٰۃ واجب حرام ہے وہ تمام بنی ہاشم ہیں اور وہ آل محمد میں شامل ہیں نہ کہ یہاں اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے بعض احادیث ذکر کرتے ہیں:

مامون خلیفہ عباسی کے دربار میں عراق کے علماء نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ آل اور امّت میں کیا فرق ہے؟

قال اخبرونی ہل تحرم الصدقہ علی آل محمد؟ قالوا بلیٰ! قال: فتحرم علی الامّۃ؟ قالوا: لا، قال: ہذا فرق بین الآل وبین الامّۃ؟ ((۱))

ترجمہ: امام علیہ السلام نے دریافت فرمایا: "مجھے بتاؤ کیا آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ پر صدقہ حرام ہے؟ علماء نے کہا جی ہاں، پھر آپ علیہ السلام نے سوال کیا!کیا امّت پر بھی حرام ہے؟ علماء نے جواب دیا نہیں! آپ نے فرمایا :یہی فرق ہے آل اور امّت کے درمیان"

یعنی جن جن پر صدقہ حرام ہے وہ آلِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ ہیں اور جن جن پر حلال ہے وہ امّت ِ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ ہیں

مسلم اور نسائی نے زیدا بن ارقم سے روایت کی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ نے اپنے خطاب میں ارشاد فرمایا: کہ خدا نے میرے اہل بیت پر صدقہ حرام کیا ہے: پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں تو آپ نے فرمایا: وہ آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس ہیں((۲))

۱- ۔ تحف العقول ، ص ۴۲۶۔

۲- ۔ صحیح مسلم، جلد ۳، ص ۱۱۷ طبع مصر۔

ا ل بیت (علیهم السلام) کون ہیں؟

صحیح مسلم میں زید بن ارقم سے روایت ہے: کہ "میں نے بہت نیکی پائی، پیغمبراکرم صلی الله علیه و آله کی صحبت میں رہا اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوا، ایک دن آپ صلی الله علیه و آله نے فرمایا: "آگاہ رہو میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑ جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میرے اہل بیت ، یہ اللہ کی رسی ہے جس نے ان کی اتباع کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے ان کو چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہے"

راوی کہتا ہے، ہم نے پوچھا ا ے زید اہل بیت کون ہیں؟ کیا رسول صلی الله علیه و آله کی بیویاں بھی اہل بیت سے ہیں؟

اس نے کہا: "نہیں خدا کی قسم عورت، مرد کے ساتھ ایک دور گزارتی ہے پھر اگر اس کو طلاق ہوجائے تو واپس والدین اور قبیلے میں چلی جاتی ہے، جب کہ اہل بیت پیغمبر صلی الله علیه و آله وہ ہیں جن کا آپ سے خونی رشتہ و عصبہ ہو اور ان پر صدقہ حرام ہو"((۱))

حضرت عباس علمدار کا آل رسول صلی الله علیه و آله سے ہونے پر ایک تاریخی خطبہ

علامہ دربندی لکھتے ہیں کہ حضرت عباس علیه السلام ایک جسور شخص کے جواب میں بہت محکم اور فصیح و بلیغ انداز میں فرماتے ہیں: " تف ہو تم پر کیا مجھے رسول خدا صلی الله علیه و آله سے نسبت نہیں ہے؟ جب کہ میں شجرہ نبوت کی ایک شاخ ہوں اور اس کے ثمرہ نور کا ایک گل ہوں جو شخص شجرہ نبوت سے قرارپائے وہ کیسے آل رسول صلی الله علیه و آله میں داخل نہیں؟"((۲))

۱- [۱] صحیح مسلم، ج ۷، ص ۱۲۳ ؛ احقاق الحق، ج ۹، ص ۳۱۹

۲- اسرار الشہادہ، ص ۳۲۰ ؛ابطحی، حضرت ابا الفضل ، ص ۲۴۲

کتاب "انوار زلرا " میں علامہ سید حسن ابطحی تحریر فرماتے ہیں : میں نے سو سے زائد احادیث اور لغت کی کتابوں کا غورو دقّت سے مطالعہ کیا ہے، بلکہ سی احادیث سے استفادہ ہوتا ہے کہ تمام بنی ہاشم روز قیامت تک آل محمدؐ میں شامل ہیں اور باب زکوٰۃ میں مذکور احادیث میں کہا گیا ہے کہ زکوٰۃ آل محمد ؐ پر حرام ہے اور باب خمس میں واضح احادیث نقل ہوئی ہیں کہ خمس آل محمد ؐ پر حلال ہے اور یہ بھی تصریح ہوئی ہے کہ جن پر زکوٰۃ حرام ہے اور خمس حلال ہے و ہ بنی عبدالمطلب یعنی تمام بنی ہاشم ہیں"۔((۱))

اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اولاد اُمُّ البنین ؑ آل محمد ؐ میں شامل ہیں نیز تمام شرعی احکام مثلاً زکوٰۃ و صدقات کاحرام ہونا، خمس کا حلال ہونا، صلوات اورلباسِ سادات میں شریک ہیں۔((۲))

نماز میں محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ پر درود بھیجنا واجب ہے

محدث بیہقی سنن الکبری میں ابن مسعود سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ اگر نماز پڑھیں اور محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ پر صلوات نہ پڑھیں تو نماز نہیں ہوتی۔

شیعہ اور سنی علماء کا فتویٰ ہے کہ نماز کہ تشہد میں محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ پر صلوات بھیجنا واجب ہے۔اس کو امام شافعی ؒ نے اپنے شعرمیں یوں بیان کیا ہے:

یا اٰل بیت رسول اللّٰہ حبّکم فرض من اللّٰہ فی القرآن انزلہ

۱- ۔ کتاب انوار زلرا ، ص ۱۱۶ و ۱۱۷، نشر حاذق قم۔

۲- ۔ مزید تفصیل کے لیے"صحیح مسلم باب تحریم الزکاہ علی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ و آلہ وعلیٰ آلہ وسلم بنوہاشم وبنوعبدالمطلب دون غیرہم" کے ذیل میں احادیث نقل کی گئی ہیں اس طرح اصول کافی باب الزکوٰۃ اور احقاق الحق، جلد۹، ص ۳۸۹ سے رجوع فرمائیں۔ [۲] ۔ مسند احمد بن حنبل، ج۶، ص۳۲۳۔ تفسیر الکبیر، ج۲۷، ص۱۶۶۔الصواعق المحرقہ ابن حجر، ص۲۲۸۔

کفاکم من عظیم القدر انّکم من لم یصل علیکم لا صلوٰه لہ ((۱))

ترجمہ:اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ ! آپ کی محبّت اللہ نے ہم پر فرض کردی ہے اور قرآن میں یہ حکم (قُل لَّا اَسئَلُکُم عَلَیہِ اجراً اِلَّا المَوَدَّهَفِی القُربیٰ)آیہ ۲۳، سورہ شوریٰ)نازل کردیا ہے، آپ کا یہ عظیم فضیلت اور برتری کا فی ہے کہ اگر کوئی آپ پر صلوات نہ بھیجے تو اس کی نماز ہی قبول نہیں ہوتی

حضوراکرم صلی اللہ علیہ و آلہ پر صلوٰت کس طرح بھیجیں؟

(اِنَ اللّٰہَ وَمَلائِکَتَہ یُصَلُّونَ عَلَی النَّبِیِ یٰا ایُّہَا الذِینَ آمَنُو صَلُّوا علیہِ وَسَلِّمُوا تسلیماً)((۲))

اللہ اور اس کے فرشتے یقینا نبی پر درود بھیجتے ہیں اہ ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو جیسا سلا م بھیجنے کا حق ہے

اس آیہ مجیدہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ پر درود بھیجنے کا حکم ذکر ہوا ہے ، جب آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے پوچھا! یا رسول صلی اللہ علیہ و آلہ ! آپ پر درود کیسا بھیجا جائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا: مجھ پر صلوات ابتر (دم بریدہ) نہ بھیجنا صحابہ نے عرض کی، صلوت ا بتر کو نسی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: "اللہم صلّ علیٰ محمد" کہو اور آلِ محمدؐ کو چھوڑ دو بلکہ مجھ پر جب بھی صلوات بھیجو تو کہو "اللّٰہمّ صلّ علیٰ محمدوّآل محمد"، جوآل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو صلوات میں شامل نہ کرے وہ میری شفاعت سے محروم ہوگا

جناب حسن امان اللہ دہلوی ناقل ہیں: جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ سے صلوات کی کیفیت و طریقہ کے با رے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کہو اللّٰہم صلّ علیٰ محمدوّآلِ محمد" ایک

۱-

۲- ۔ آیہ ۵۶، سورہ ا حزاب

صحابی نے "وعلیٰ آلِ محمد" پڑھا تو آپ نے فرمایا: جوشخص میرے اور میری آل کے درمیان "کلمہ علیٰ" سے فاصلہ لا ئے گا اسے بڑی میری شفاعت نصیب نہ ہوگی علامہ جلال الدین دوانی نے شرح تجرید کے حاشیہ میں بڑی اس حدیث کو ذکر کیا ہے

بخاری نے کعب ابن عجزہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ سے پوچھا گیا کہ یا رسول ا للہ صلی اللہ علیہ و آلہ آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر درود کیسے بھیجیے تو آپ نے فرمایا :

اللھم صلّ علیٰ محمد وّعلی آلِ محمد کما صلیت علی ابراہیم و آلِ ابراہیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علیٰ ابراہیم و علیٰ ابراہیم انک حمید مجید ((۱))

اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ و آلہ اور آل محمد پر درود ورحمت بھیج جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی ، اے اللہ برکت بھیج محمد صلی اللہ علیہ و آلہ اور آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ پر جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام پر برکت بھیجی یقینا تو قابل ستایش اور بڑی شان والا ہے

فدک و اولاد اُمُّ البنین علیھا السلام

راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام سے دریافت کیا؟ اگر فدک آپ کو واپس مل جائے توآپ اس کی تقسیم کس طرح کریں گے؟ توآپ نے فرمایا:

"اعطینا ولد العبّاس الشدید الربع والباقی لنا" ((۲))

۱- صحیح بخاری، ۴، ص ۴۶، طبع مصر

۲- المقرم: العبّاس، ص ۱۴۹

ترجمہ: چوتھا حصّہ اولاد جناب عبّاس شہید علیہ السلام کو دیں گے اور باقی ہمارے لیے ہو گا

پس یہ بات واضح ہے کہ حضرت ابولفضل العباس علیہ السلام بلکہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی تمام اولاد امجاد اہل بیت کی زمرہ میں آتی ہیں، صلوات و سلام اور سیادت کے احکام اُن کو شامل ہیں

تعجب ہوتا ہے بعض لوگ کم علمی یا تعصّب کی بنا پر یہ کہتے دیتے ہیں کہ وہ اہل بیت میں سے نہیں یا شرفِ سیادت نہیں رکھتے یہ آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کے خلاف دشمنان اِسلام کی دیرینہ سازش ہے

جو میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جناب عبید روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "جو کوئی ہماری اتباع کرے وہ ہم اہلبیت

میں سے ہے"۔ راوی نے پھر پوچھا! مولا وہ آپ میں سے ہو جاتا ہے؟ حضرت فرماتے ہیں: ہاں! "وہ ہم سے ہو جاتا ہے کیا تم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ جملہ قرآن میں نہیں پڑھا؟

"فَمَن تَبِعَنِی فَاِنَّہ مِنِّی "(۱) جو میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے

گویا حضرت ابراہیم یہ اعلان فرمارہے ہیں بلکہ ایک قانون بنا رہے ہیں جو کوئی میری اتباع اور پیروی کریگا وہ مجھ سے ہے اور جو کوئی بھی میری اتباع نہیں کرے گا وہ مجھ سے نہیں چاہے وہ میری نسل سے ہی کیوں نہ ہو یعنی اگر کوئی راہ توحید وایمان ولایت سے ہے جائے تو وہ مجھ سے نہیں ہے اس لیے فرمایا "فمن تبعنی فانہ منی" لمحہ فکریہ ہے ان

۱- ۔ سورہ ابراہیم، آیہ ۳۶؛تفسیر عیاشی، ج۲، ص۲۳۲۔

لوگوں کی لیے جو سیّد یعنی آل ِعلی و آلِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ ہونے کا یے مدعا تورکھتے ہیے مگرآلِ علی ؑ کے دشمنوں کے بنائے ہوئے مذاہب کے پیروکار ہیے، وہ قبل اس کے کہ فرشتۂ اجل آجائے اپنی اصلاح کر لیے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیے:

"تفسیرالفرات عن جعفربن محمد الفزاری ... عن خیثمه الجعفی قال: دخلت علی ابی جعفر- فقال: "یا خیثمہ ابلغ موالینا منّا السلام و اعلمہم انّہم لم ینالوا ما عند اللہ الا بالعمل و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله : سلمان منّا اہلبیت انما عنی بمعرفتنا واقرار بولایتنا" ((۱))

جناب خیثمہ ناقل

ہیے: کہ میے ابو جعفر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میے حاضر ہوا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اے خیثمہ ! میرے موالیوں اور پیرو کاروں کو میرا سلام پہنچا ؤاور ان کو آگاہ کر دو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک، مقام اور تقرب بغیر عمل کے نہیے حاصل نہیے کر سکتے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ کا یے فرمانا کہ"سلمان منّا اہل البیت" یعنی سلمان ہم اہل بیت میے سے ہیے سلمان کو یے مقام صِرف معرفتِ امامت او ر اقرارِ ولایت ِاہل بیت کی بنا پرملا ...

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بھی محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کی ولایت اور معرفت رکھنے کے ساتھ ان کی اتباع و پیروی کریگا، وہ اس منزلت منّا اہل بیت کے عظیم مقام پر فائز ہو گا یے حدیث ایک مؤمن کے معنوی درجے کو بیان کر تی ...

۱- ۔ تفسیر فرات، ص ۵۷؛ حضرت ابا الفضل مظہر کمالات و کرامات، ص۲۵۳۔

معرفت، اتباع اور عظیم معنوی مقام کے ساتھ ساتھ اُمُّ البنین کے بیٹوں کی رگوں میں خونِ آلِ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ اور انکی لخت جگر فاطمہ الزہرا علیہا السلام نے ان کی ولادت سے پہلے انہیں اپنا بیٹا کہا اور ان کے لیے نام تجویز کیا اور سیّد الاولیاء کی گود میں پروان چڑھے، ان کو علم وفضل، شجاعت و شہامت غرض ہر فضیلت ورثہ میں ملی، جوانان جنت کے سردار حضرت امام حسن علیہ السلام اورحضرت امام حسین علیہ السلام ان کے بھائی ہیں، کیا پھر بھی کوئی شک کرسکتا ہے کہ وہ آلِ محمد سے جدا ہیں ہرگز کوئی یہ تصور نہیں کر سکتا اہل بیت کو دوسروں کے ساتھ مقائسہ نہ کرو!

اہل بیت کے کسی فرد کو کسی صحابی و تابعی سے مقائسہ ہرگز نہ کرو اس سلسلہ میں واضح احادیث بیان ہوئی ہیں

قال رسول صلی اللہ علیہ و آلہ :"نحن اہل بیت شجرہ النّبوہ ومعدن الرسالہ، لیس احد من الخلائق یفضل اہل بیتی غیری" ((۱))

ترجمہ: رسول اللہ

صلی اللہ علیہ و آلہ فرماتے ہیں کہ ہم اہل بیت شجرہ نبوت اورسرچشمہ رسالت ہیں، میرے اہل بیت پر میرے سواء بندگان خدا میں سے کسی کو فضیلت وبر تری نہیں ہے

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ :"نحن اہل بیت لا یقاس بنا احد من الناس" (۲)

نیز آپ نے ارشاد

فرمایا: ہم اہل بیت کو کسی سے مقائسہ و موازنہ نہیں کیا جا سکتا

۱- ۔ المناقب ابن مغازلی ؛ احقاق الحق، ج ۹، ص۳۷۸۔

۲- ۔ ینابیع الموده، ص ۱۵۲۔

جناب عبد ا للہ بن عمر ایک دفعہ اصحاب رِسول صلی اللہ علیہ و آلہ کہ نام لہ رہے تھے تو ایک شخص نے کہا: آپ نے حضرت علی علیہ السلام کانام کیوں نہیں لیا تو انہوں نے کہا: حضرت علی علیہ السلام اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ میں سے ہیں، کسی اور کہ ساتھ ان کا موازنہ نہیں کیا جا سکتا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کہ ہمراہ ہیں ان کہ درجہ میں ہیں چنانچہ ارشاد ربّ العزّت ہے:

(وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتهُم ذُرِّيَّتُهُم بِيمَانٍ لحَقنَا بِهِم ذُرِّيَّتَهُم)((۱))

" اور جو لوگ ایمان لہ آئے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی، ہم ان کی اولاد کو (جنت میں) ان سے ملا دیں گے "

لہٰذا حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کہ ساتھ ہیں اور اس درجہ پر فائز ہیں ان کا کسی صحابی کہ ساتھ مقائسہ و موازنہ نہیں کیا جا سکتا اور ان کی تمام اولاد آلِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ کا حکم رکھتی ہے ان کو کسی امّتی کہ ساتھ مقائسہ نہیں کیا جا سکتا

وہ لوگ جو حضرت علی علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کہ بھائی اور آل کہ بجائے اصحاب کہ درجہ پراور ان کی اولاد کو سادات کہ زمرہ سے جدا کرنے کی جسارت کر رہے ہیں وہ اپنی عقلوں پر ماتم کریں

اُمُّ البنین کہ دوسرے فرزندحضرت عبداللہ ابن علی (علیہم السلام)

حضرت عباس علیہ السلام کی ولادت کہ دس سال بعدجناب عبداللہ کی ولادت ہوئی کربلا کہ میدان میں روز عاشورجناب عبداللہ کی فدا کاری اور شجاعت کوتاریخ کبھی نہیں بھول سکتی چنانچہ ان کی زیارت کہ جملوں سے اس بات کو تقویت ملتی ہے

۱- ۔ سورہ طور، آیہ ۲۱۔

"اَلسَّلامُ عَلیٰ عَبدِاللّٰہِ ابنِ اَمیرِالمَؤمِنینَ صاحب الشُجَاعَہِ العَظِیمَہ"

سلام ہو امیرالمومنین علیہ السلام کے فرزند محترم عبداللہ پر جو عظیم شجاعت کے مالک تھے

اُمُّ البنین کے تیسرے فرزندحضرت عثمان بن امام علی علیہ السلام اور چوتھے فرزندجعفر بن علی علیہ السلام تھے

جعفر بن علی علیہ السلام اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے جناب عثمان کی کربلا میں ۲۶ سال کے تھے اور جناب جعفر ۱۹ سال عمر میں شہادت کے عظیم درجے پر فائز ہوئے لوگ ان چاروں بھائیوں کو

"اکبر" کے لقب سے پکارتے تھے مثلاً عباس الاکبر، عثمان الاکبر، عبداللہ الاکبر اور جعفر الاکبر

حضرت عباس علیہ السلام نے روز عاشور اپنی جان کے علاوہ اپنے ان تینوں بھائیوں کو برادر معظم مولاحضرت امام حسین

علیہ السلام کی خدمت میں قربانی کے لیے پیش کیا اور بھائیوں سے مخاطب ہو کر فرما یا:" تقدّ مواحتیٰ اراکم قد نصحتم للّٰہ ورسولہ"

بھائیو! آگے بڑھو! تاکہ میں تمہاری فدا کاری کودیکھوں، بیشک تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ کے حق میں خیر خواہی کا حق انجام دیا چنانچہ تینوں بھائی لڑتے لڑتے جناب عباس کے سامنے شہید ہوگئے

حضرت ام البنین کی دختر خدیجہ بنت حضرت امام علی علیہ السلام

حضرت اُمُّ البنین علیہا السلام کی دخترخدیجہ بنت حضرت امام علی علیہ السلام تھیں حضرت اُمُّ البنین علیہا السلام کے ایک زیارت نامہ میں آپ کی دخترخدیجہ پر بھی سلام کا ذکر ہے

”والسلام علی ابنتک الدره الزاهره الطاهره الرضیه خدیجه

فجزاک“

”سلام ہو آپ کی دختر پر کہ جو درمکنون صدف طہارت ہیں اور رضیہ ہیں اور نام ان کا خدیجہ ہے، اللہ جزادے آپ کو اور ان سب کو“

”عمده الطالب“ میں ہے کہ جناب خدیجہ بنت امام علی کی شادی عبدالرحمن ا بن عقیل ابن ابی طالب سے ہوئی تھی

جناب خدیجہ حضرت عباس سے چھوٹی اور تین بھائیوں، عبداللہ، عثمان اور جعفر سے بڑی تھیں سید عبدالمجید حائری کی کتاب ذخیره الدارین میں تحریر ہے کہ خدیجہ بنت امام علی علیه السلام کربلا میں موجود تھیں شدت پیاس سے شہادت پاگئیں

ان کی قبرمبارک مسجد کوفہ کے سامنے ایک روضہ مبارکہ میں اب تک موجود ہے حضرت علی علیه السلام کی ایک اور بیٹی خدیجه الصغریٰ تھیں جس نے ۲۱ رمضان ۴۰ کو وفات پائی جس دن حضرت امیرالمؤمنین علیه السلام کی شہادت ہوئی اس معصومہ نے فراق پدر میں تڑپ تڑپ کر اپنی جان فدا کردی

جناب عقیل کے تین فرزندوں کے نام عبدالرحمن تھے

۱ عبدالرحمن اکبر (ان کی شادی نفیسہ بنت حضرت امام علی علیه السلام سے ہوئی ان کو زینب صغریٰ بھی کہتے تھے)۲ عبدالرحمن اوسط (ان کی شادی رملہ بنت علی علیه السلام سے ہوئی)۳ عبدالرحمن اصغر (ان کی شادی خدیجہ بنت علی علیه السلام سے ہوئی)

آٹھواں باب

حضرت اُمُّ البنین کے نامور پوتے اور پر پوتے

حضرت ام البنین

کے چار بیٹے اور بعد ان کے پوتے اور پرپوتے نسل در نسل سب کے سب علم وفضل وتقویٰ اورشجاعت میں نابغہ روزگار تھے، سب کا اسلامی تاریخ اور سیرت نگاری کی کتابوں میں ذکر موجود ہے

ایک عرب شاعر نے آپ کو یوں کیا خوب مبارک با د پیش کی

لَیَنّک یااُمّ البنین بساده من فضل الابناء والاحفاد((۱))

"اے اُمُّ البنین (بیٹوں کی ماں)! آپ کو مبارک باد ی کا تحفہ پیش کر رہا ہوں، آپ کس قدر بابرکت خاتون ہیں کہ آپ کے بیٹے، پوتے اور ان کی اولاد سب کے سب بزرگ سادات میں شمار ہوتے ہیں"

۱- سید ضمیراختر نقوی، ا م البنین علیها السلام ،ص ۲۸۴

حضرت اُمُّ البنین کی نسل حضرت عباس ابن امیرالمؤمنین حضرت امام علی علیه السلام سے آج تک دنیا میں باقی ہیں عراق، ایران، یمن، پاکستان، ہندوستان، مصر وغیرہ میں اس نسل کے سادات موجود ہیں جو سادات علوی کہلاتے ہیں، ان کے علاوہ پاکستان میں بعض علوی ہاشمی، علوی نوشاہی، علوی اعوان، علوی قطب شاہی کہ القاب سے شہرت رکھتے ہیں جو کہ سادات علویہ ہی کی سب کاسہ ہیں مورخین، سیرت نگار اور علم انساب کے ماہرین نے حضرت اُمُّ البنین علیها السلام کے پوتوں کا ذکرا س ترتیب سے کیا ہیں

۱۔ فضل بن عباس علمدار علیه السلام (کربلا سے مدینہ واپس آئے)۔

۲۔ محمد بن عباس علمدار علیه السلام (ابن شہر آشوب نے لکھا کربلا میں شہید ہوئے)۔

۳۔ قاسم بن عباس علمدار علیه السلام (کربلا میں شہید ہوئے)۔

۴۔ حسن بن عباس علمدار علیه السلام (شیخ فتونی کا خیال ہے کہ حسن بن عباس سے بڑی نسل چلی ہے)۔

۴۔ عبید اللہ بن عباس علمدار علیه السلام (مدینہ میں اپنی دادی جناب اُمُّ البنین علیها السلام کی خدمت میں رہ گئے تھے)۔

۶۔ ایک دختر (خدیجہ یا نفیسہ)۔

سید عبدالرزاق موسوی المقرّم لکھتے ہیں:

حضرت ابوالفضل العباس کے چار بیٹے اور ایک بیٹی تھی: جناب فضل، جناب حسن، جناب قاسم، جناب عبید اللہ ، لیکن ابن شہر آشوب نے شہدائے کربلا میں پانچویں فرزند محمد کے نام کا بڑی ذکر کیا ہے جو کربلا میں شہید ہوئے

جناب فضل اور عبید اللہ کی مائیں لبابہ تھیں جو جناب عبدالمطلب کی پرپوتی تھیں، علمائے

ا نساب کا اتفاق ہے کہ جناب ابوالفضل العباس علیہ السلام کی نسل جناب عبیداللہ سے باقی ہے شیخ فتونی کا خیال ہے کہ حضرت عبّاس علمدار علیہ السلام کے دوسرے فرزند جناب حسن سے بھی آپ کی نسل چلی ہے (۱)

حیدر المرجانی رقمطراز ہیں:

فارسی کے مقاتل کی کتابوں میں حضرت عباس علیہ السلام کی چار اولاد لکھی ہیں:

۱ فضل ۲ محمد ۳ قاسم ۴ عبیداللہ

ان میں سے محمد اور قاسم نے روز عاشور شہادت پائی اور فضل کربلا سے واپس مدینہ آئے لیکن یہ بات مسلم ہے کہ عبیداللہ مدینہ میں تھے اور ان کی اولاد نے اسلامی ممالک میں علم و فضل میں شہرت حاصل کی

علامہ سید محسن شامی عاملی اپنی کتاب " اعیان الشیعہ، جلد ۴ "میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عباس کے دو بیٹے محمد اور قاسم کربلا میں شہید ہوگئے اور دو بیٹے فضل اور حسن مدینہ واپس آئے"

اُمّ البنین علیہا السلام کے پوتے

اشارہ

اب ہم حضرت اُمُّ البنین کے پانچوں پوتوں کے مختصر حالات یہاں تحریر کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

۱- العباس، المقرّم، باب اولاد

۱۔ شہزادہ محمدا بن عباس علمدار علیه السلام (شہید کربلا)

جب حضرت عباس علمدار علیه السلام کے تینوں بھائی شہید ہو چکے تو آپ نے اپنے فرزند کو کہ جس کا نام محمد تھا بلایاجن کا سن مبارک چودہ یا پندرہ سال تھا، پہلے اسے سینہ سے لگایا اور پیار کیا اور پیشانی کا بوسہ لے کر فرمایا: اے فرزندارجمند! اے بیٹا! اے میرے نورِچشم یہ درست ہے کہ تو میرا لخت جگر ہے، تیرا قتل ہونا مجھ پر بہت دشوار ہے لیکن واللہ تو مجھے رسول خدا صلی الله علیه و آله کے بیٹے سے ہرگز زیادہ پیارا نہیں"۔ حضرت عبّاس علیه السلام اپنے نور نظر کو لے کر حضرت امام حسین علیه السلام کی خدمت میں آئے اوراپنے فرزند کے لیے میدان میں جانے کی اجازت چاہی تو حضرت امام حسین علیه السلام نے فرمایا:

"بھیا! صبح سے تیروں کی بارش ہورہی ہے، تلواریں چل رہی ہیں، گرمی کی شدت ہے اس قیامت خیز گھڑی میں معصوم کو بھیجو گے"

حضرت عبّاس علیه السلام نے کہا:

آقا یہ میرا بیٹا ہے آپ کا بھتیجا ہے اور حیدر کرّار کا پوتا ہے یہ جنگ کرے گا اور دنیا اس کی شجاعت کو دیکھے گی

محمد ابن عبّاس

کو میدان جنگ کی اجازت مل گئی، عباس نے اپنے بیٹے کو گھوڑے پر سوار کیا اورفرمایا: "بیٹا! تم حیدر کرّار کے پوتے ہو میدان ِجنگ سے منہ نہ موڑنا، بہت بہت کے حملہ کرنا

محمد ابن عبّاس میدان جنگ میں پہنچے اور رجز پڑھا، جس کی شاعر نے یوں حکایت کی: عبّاس جان شدید دین میرا پدر ہے

اور دادا میرا امامِ ملک و جن و بشر ہے

بس کہ ذلیل چکا بھائیوں کے ساتھ وطن میں

تلواروں سے اب کھیلنے کو آیا ہوں رن میں

جب محمدابن عباس علیه السلام کی صدا میدان سے آئی، تایا جان! میرا آخری سلام ہو،!بابا آپ پر میرا آخری سلام ہو! اس وقت حضرت امام حسین علیه السلام ، جناب عبّاس علیه السلام سے پہلے شہید کے پاس پہنچے اور بھتیجے کی لاش کو گنج شہدا میں لائے تو سیدانیوں میں ماتم کا کہرام مچ گیا

بحارالانوار کی روایت کے مطابق محمد ابن عباس بھی لشکر یزید بے دین وناہنجار سے ٹکر دادِ شجاعت حاصل کر کے شہید ہوئے((۱))

۲۔ شہزادے قاسم ابن عباس علمدار علیه السلام (شہید کربلا)

جب محمد ابن عباس علیه السلام کی شہادت کا منظر ان کے حقیقی بھائی قاسم ابن عباس علمدار نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تو بے چین ہو گئے اور کہنے لگے کہ: اب ا بھائی تمہاری موت کے بعد میری زندگی مشکل ہو گئی، یہ کہہ کر اجازت لی اور آپ میدان کا رزار کی طرف چلے اور جناب اسحاق اسفرائینی رقمطراز ہیں:

۱- ۔ خلاصه المصائب، صفحہ ۱۰۲؛توضیح عزا،ص ۳۳۶؛ ام البنین علیها السلام ، سید ضمیر اختر نقوی۔

”حضرت قاسم ابن عباس علمدارجب میدان جنگ کی طرف روانہ ہو ئے آپ کا سن مبارک ۱۹برس کا تھا آپ رزم گاہ کربلا کی طرف روانہ ہو کر میدان میں پہنچے اور رجز کہ یہ اشعار پڑھنے لگے:

الیکم من نبیّ المختار ضرباً یشیب لھول الطفل الرضیع

الایا معشر الکفار جمعاً بکل مھند عضب قطیع

”میں تم پر نبی مختار صلی اللہ علیہ و آلہ کہ صدقہ میں ایسا حملہ کروں گا کہ تمہارا دودھ پیتا بچہ بھی اس کےخوف اور ڈرکی وجہ سے بوڑھا ہو جائے گا“ ”ا کافرو! سنو!میں تم میں سے ہر ایک کو ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا“

رجزپڑھنے کے بعدآپ نے ایک زبردست حملہ کیا اس کے بعد پے در پے حملہ کرتے رہے، یہاں تک کہ آٹھ سو دشمنوں کو قتل کیا، گرمی کی حدّت پر زخموں کی شدّت نے دبی ہوئی پیاس کی آگ کو مزید بھڑکایا آپ فوراً حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی تایا جان ! میری آنکھوں میں پیاس سے حلق پڑگئے ہیں، تھوڑا سا پانی عنایت فرمائیے تاکہ دشمنوں سے لڑنے کے قابل ہو جاؤں، یہ سن کر مجبور امام نے فرمایا، بیٹا! تھوڑی دیر اور صبر کرو، تمہیں تمہارے بابا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ ایسے جام سے سیراب کریں گے کہ پھر تم کو کبھی پیاس نہ لگے گی، یہ سن کر قاسم ابن عباس پھر میدان کا رزار کی طرف واپس گئے اور دشمنوں پر حملہ کیا، اس حملہ میں آپ نے بیس اشقیا کو قتل کیا، لاتے لاتے قاسم ابن عباس شہید ہوگئے

میدان کا رزار میں تشریف لائے، دشمنوں سے جنگ کی چار سو دشمنوں کو قتل کر کے حضرت عباس کے فرزند کی لاش گنج شہداء میں لا کر رکھ دی ((۱))

۳و ۴ شہزادے حسن اورشہزادے فضل ابن عباس علمدار علیه السلام

حضرت عباس علیه السلام کے یہ دونوں فرزند بلحاظ کمسن تھے، حضرت عباس کی شہادت کے بعد زندہ تھے مورخین میں اختلاف ہے کہ یہ دونوں شہزادے مدینے میں واپس آئے یا پدر کربلا میں شہید کر دیئے گئے ان دونوں شہزادوں کا ذکر مرثیہ نگار شعراء نے کیا ہے، حضرت عباس علیه السلام رخصت ہو کر پیاسے بچوں کے لیے پانی لینے جا رہے تھے تو اس وقت اپنی زوجہ سے دونوں معصوم بچوں کے لیے وصیت بھی فرمائی تھی

۵ السیّد عبیداللہ ابن حضرت عباس علمدار علیه السلام

آپ حضرت لبابہ بنت عبیداللہ ابن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم کے بطن سے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، کنیت ابو علی تھی

آپ کا شمار جلیل القدر علماء میں ہوتا تھا، شجاعت اورحسن و کمال میں بے نظیر تھے حضرت امام زین العابدین علیه السلام کے خاص اصحاب اور شاگردوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا

راوی کا بیان ہے:

جب بھی امام سید سجاد علیه السلام کی نظر آپ پر پڑتی تھی تو آنکھیں اشکبار ہو جاتیں تھیں جب لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی توآپ نے فرمایا: جب بھی عبید اللہ بھائی کو دیکھتا ہوں تو کربلا میں چچا عبّاس کے کارنامے یاد آ جاتے ہیں اور بے اختیار آنسو نکل پڑتے ہیں

۱- نورالعین فی مشہد الحسین، ابواسحاق اسفرائینی، ص۵۲، ۵۳؛ خلاصهالمصائب، ص۲۰؛توضیح عزاصفحہ ۲۲۰

شیخ صدوق جناب ابو حمزہ ثمالی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جب بڑی حضرت عبیداللہ ابن عبّاس علیہ السلام کی طرف نگاہ فرماتے رو پڑتے تھے اور فرماتے تھے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ پر جنگ اُحد کا دن سخت ترین تھا چونکہ آپ کے شیر دل چچا جناب حمزہ اس دن شہید ہوئے اس طرح جنگ موتہ کا دن بہت سخت تھا جس دن آپ صلی اللہ علیہ و آلہ کے چچازاد بھائی جناب جعفرابن ابی طالب کوشہیدکردیاگیا، پھرفرمایا:

"وَ لَا یَومَ کَیومِ الحُسَین علیہ السلام اِذ دَلَفَ اِلَیہِ ثَلاثُونَ اَلف رَجُلٍ۔۔۔"

روزعاشوراسے بھی کر سخت دن میرے بابا حضرت امام حسین علیہ السلام پر نہ آیا کہ جس دن تیس ہزار اشقیاء امت نے آپ کا محاصرہ کیا اور آپ کا خون بہانے کے لیے جمع ہو گئے، آپ نے ان کوبہت نصیحت کی اور خدا و رسول صلی اللہ علیہ و آلہ ان کو یاد کرانے کی پوری کوشش کی مگر ان پراثرنہ ہوا اورحضرت کو ظلم و ستم کہ ساتھ شہید کر دیا، پھر فرمایا:

"رَحِمَ اللّٰہُ عمّی العبّاس فَلَقَد آثَروَابلی وَ فَدیٰ اخاہُ بِنَفسِہ حَتّیٰ قُطِعَت یَدَاہُ فَابدلَہُ اللّٰہ عزّ وَ جَلَّ مِنہُمَا جناحَین یَطیرُ بِہما مَعَ الملائِکَہِ فِی الجَنَّہِ کَمَا جُعِلَ لِجَعفَربن ابی طَالِبٍ وَ اِنَّ لِلعَبّاسِ عِندَ اللّٰہ تَبارَکَ وَ تَعالیٰ مَنزِلَہً یَغبِطُہُ بِہا جَمِیع الشُّہداءِ یَومَ القِیَامَہِ"((۱))

"اللہ میرے چچا عباس پر رحمت نازل فرمائے کہ جنہوں نے بہ مثال قربانی دی اور اپنی جان اپنے بھائی پر فدا کر دی اور اس راستے میں ان کے دونوں ہاتھ کٹ گئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے ان کو دو پر عطا کر دیئے جن سے وہ جنّت میں ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتے ہیں جس طرح جناب جعفر بن ابی طالب کے لیے قرار دیئے ، بے شک حضرت

۱- ۔ خصال صدوق، ج۱، ص۳۵،باب خصال دوگانہ؛ امالی صدوق، ص ۳۷۳؛ عوالم،ج۱۷، ص۳۴۹؛ ابصار العین، ص ۲۵؛ قاموس الرجال، ج۵، ص۲۴۱، عمده الطالب، ص۳۵۶۔

عبّاس علیه السلام کااللہ تبارک و تعالیٰ کہ ہاں وہ مرتبہ ہے جس پر روز قیامت تمام شہداء رشک کریں گے"۔

جناب عبیداللہ ابن عبّاس علیه السلام نے مدینہ میں اپنی دادی جناب اُمُّ البنین کی بہت خدمت کی جب بھی وہ عزاداری حضرت امام حسین علیه السلام اور شہدائے کربلاکی مجلس منعقد کرتے جنّت البقیع جاتی تھیں آپ بھی ان کے ساتھ ہوتے تھے۔

آپ کو چار اماموں حضرت امام حسین علیه السلام ، حضرت امام زین العابدین علیه السلام ، حضرت امام محمد باقر علیه السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیه السلام کی خدمت میں رہنے اور فیض حاصل کرنے کا موقع ملا اور حضرت امام حسن مجتبی علیه السلام کی دامادی کا شرف حاصل ہوا۔

علامہ کشی نے یونس ابن یعقوب سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیه السلام نے آپ کی پیشانی کا بوسہ لے کر فرمایا : "آپ میرے لیے والد بزرگوار کا مقام و منزلت رکھتے ہیں"۔((۱))

آپ نے تین عفیف، شریف اور نجیب خواتین سے شادی کی:

۱) حضرت رقیہ بنت حضرت امام حسن مجتبیٰ علیه السلام ۔

۲) بنت معبدا بن عبداللہ ابن عباس ابن عبدالمطلب ابن ہاشم۔

۳) بنت میسورا بن مخرمہ۔

وفات و مدفن:جناب عبیداللہ ابن عباس علمدار علیه السلام نے بروز جمعہ ۲۷ شوال ۱۵۵ہجری مطابق سترہ اکتوبر ۷۳۸ء میں وفات پائی اور جنت البقیع مدینہ طیبہ میں مدفون

۱- ابو شرافت، تاریخ عباسی، ص ۲۹۴۔

□وئ□□ آپ ک□ ایک فرزندالسیّدحسن □ی□ جن کی اولاد می□ س□ علماء، امراء، اشراف اور نامور اولیائ□ کرام پیدا □وئ□، ی□ا□ تک ک□ ان کی نسل س□ علوی سادات عراق، یمن، □ندوستان، پاکستان، طبرستان، شام، مصر، ا یران وغیر□ می□ پ□یل گئ□ بلک□ صاحب کتاب "چ□ر□ درخشان قمر بنی □اشم علیه السلام " کی تحقیق ک□ مطابق اب دنیا کا کوئی ایسا خط□ ن□ی□ ج□ا□ آ پ کی اولاد کا وجود ن□ □و□

امّ البنین علیها السلام ک□ پر پوت□ او ر ان کی نسل س□ نامور سادات

اشاره

اب □م ی□ا□ آپ ک□ بی□□ جناب عباس علیه السلام کی ذریت س□ نامور سادات جو علمی ، ادبی اور معنوی اعتبار س□ معروف □ی□، ان کا ب□ت اختصار ک□ ساتھ ذکر کری□ گ□□

جناب السیّدحسن ابن عبیدالل□ ابن عباس علمدار علیه السلام

جناب السیّدحسن ن□ ۶۷برس کی زندگی پائی، آپ ک□ نوفرزندت□□□

۱□ فضل ۲□ حمزه الاکبر ۳□ ابرا□یم ۴□ عباس

۵□عبدالل□ ۶□عبیدالل□

۷□محمد ۸□علی ۹□ زید

ی□ تمام ب□ائی اپن□ وقت ک□ مشا□یر علماء وادباء اور ا□ل شعروسخن ت□□□ ان کی اولاد می□ س□ نسل در نسل سب ک□ سب عالم، فاضل، ابرار، متقی، کریم، جلالت و عظمت، علم وحلم، ز□د، عبادت، سخاوت اور خطابت می□ عظیم الشّان مرتب□ ک□ مالک ت□□□ لوگ ان ک□ علوم و کمالات س□ □میش□ مستفید □وت□ ر□□ □ی□□

السیّدفضل ابن حسن ابن عبیداللہ ا بن عباس علمدار علیه السلام

جناب فضل، مرد فصیح و متکلم، دین کہ معاملہ میں شدید اور عظیم شجاعت کہ مالک تھے اپنہ وقت کہ عظیم ترین ادیب او ر شجاع تھے ان کہ تین فرزند تھے اور تینو ادیب تھے (۱)

فضل اپنہ بھائیو میں فصیح متکلم حاضرجواب باتقوی اور شجاع تھے خلفاء آپ کو عظمت کی نظر سہ دیکھتے

اور "ابن الہاشمیہ" کہ لقب سہ یاد کرتے تھے و اپنہ وقت کہ مشہورادیب ا ور شاعر بھی تھے((۲))

ان کی نسل تین بیٹو سہ چلی ان میں سہ ہر ایک کی کثیر اولاد ہوئی جو عراق، ایران، پاکستان اور طبرستان وغیرہ میں پھیلی ہوئی ہے

ابوالعبّاس فضل

آپ کہ والد محمد ۱بن فضل اور دادا جناب حسن ابن عبیداللہ ا بن عباس علمدار علیه السلام تھے جو زبردست خطیب و شاعر تھے ان کہ اشعار میں سہ ایک مرثیہ ہے جو انہو نہ اپنہ جد بزرگوار حضرت عباس کہ متعلق کہا ہے

یہ حضرت عبّاس علمدار علیه السلام کی پانچویں پشت سہ زبردست شاعر تھے انہو نہ اپنہ جد باوفا کہ بارہ کہا:

انّی لأذکُرُللعباس موقفہ بکربلا وہامَ القومُ یختطفُ

یحمی الحسین ویحمیہ علی ظمأء لایولی ولایثنی فیختلف

۱- ۔ عمده الطالب؛ مقرم، العبّاس صفحہ۳۰۹۔

۲-

ولا أرى مشهداً يوماً كمشهد مع الحسين عليه الفضل والشرف

اكرم به مشهدا بانت فضيله و ما أضاع له افعاله خلف((۱))

میں یاد دلاتا ہوں دشت کربلا میں حضرت عباس علیہ السلام کی (بلند) مقام کو جب (اعدائے دین کی) تیروں کی بارش ہو رہی تھی، وہ تشنہ لبی میں حسین علیہ السلام کی حمایت کر رہے تھے نہ انہوں نے دشمن کو پشت دکھائی اور نہ اپنے حملوں میں کمزور ہوئے جناب عباس علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی ساتھ شہید ہو کر جو فضل و شرف حاصل کیا، ان کی درجے

شہادت جیسا مقام مجھے کہیں نظر نہ آیا

جناب السید فضل صاحب اولادہیں ان کی اولاد قم، مازندران ایران میں آباد ہیں((۲))

السیّدجعفر ابن فضل ا بن حسن ابن عبیداللہ ابن عباس علمدار

ان کا لقب غریب تھا اور ان کا مقبرہ ایران کے شہر شیراز میں ہے اور سید حاجی غریب کے نام سے مشہور ہیں (۳)

السیّد حمزہ الاکبر ابن حسن ا بن عبیداللہ ا بن عباس علمدار علیہ السلام

حمزہ کی کنیت ابوالقاسم ہے اوروہ اپنے جد بزرگوار حضرت علی علیہ السلام کی ساتھ شباہت رکھتے تھے اور یہ ولی ہیں کہ جن کے متعلق مامون رشید نے اپنے قلم سے لکھا کہ حمزہ ا بن حسن شبیہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب (علیہم السلام) کو ایک لاکھ درہم دیئے جائیں

۱- سفینہ البحار، محدث قمی، ج۶،ص۱۳۳

۲- منتہی الآمال، ذکر اولاد جناب ابو الفضل العباس بن امیرالمؤمنین (علیہم السلام) ،ص۲۳۲

۳- منتخب التواریخ، باب پنجم، ص۲۶۲

علامہ مقرم "العبّاس" میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی شادی زینب بنت حسین بن علی بن جناب عبداللہ بن جعفر طیار سے ہوئی تھی((۱)) جن کو دادا کو لوگ علی زینبی کہ نام سے یاد کرتے تھے اور ان کی یہ شہرت ان کی مادر گرامی جناب زینب کبریٰ علیہا السلام کی وجہ سے تھی آج بھی ان کی اولادکو" زینبی سادات "کہ عنوان سے یاد کیا جاتا ہے

السیّدعلی بن حمزہ الاکبر

صاحب خلاصہ نے ان کوثقہ شمار کیا ہے نجاشی کہ نزدیک ثقہ راوی حدیث ہیں کتاب کا ایک نسخہ ان کہ پاس

موجود تھا جس میں ساری احادیث حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی گئی تھیں

السیّدمحمد بن علی بن حمزہ الاکبر

السیّدحمزہ الاکبربن حسن بن عبیداللہ بن عبّاس علمدار (علیہم السلام) کہ پوتے ہیں فاضل، جمیل اور بہترین شاعر تھے شیخ نجاشی نے ان کوثقہ کہا ہے اور صحیح الاعتقاد بھی تھے ان کا قیام بصرہ میں تھا انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے احادیث روایت کی ہیں وہ اپنے وقت کہ معروف عالم اور شاعر تھے ۲۸۲ھجری میں وفات ہوئی((۲))

حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کہ راوی اور اصحابی تھے ان کی اولاد سمر قند اور طبرستان میں سکونت پذیر ہوئی سب کہ سب عظیم القدر اوراپنے اپنے علاقہ کہ قاضی تھے ((۳))

۱- صحیفہ وفا، ص۳۰۹؛ المعقبون من آل ابی طالب، ج۳،ص ۴۷۹

۲- عمدہ الطالب، ص۳۵۶

۳- کبریت احمر

جناب ابوعبید اللہ ابن محمدا بن علی ابن حمزہ الاکبر (محافظ امام عصر)

آپ بڑے ادیب، شاعر، عالم اور راوی احادیث تھے اپنے والد محمد بن علی بن حمزہ بن حسن بن عبیداللہ بن عباس علمدار علیہ السلام سے احادیث روایت کرتے ہیں اپنے استاد کے واسطہ سے عبداللہ ا بن عباس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ: جب خدا کسی مخلوق پر غضب ناک ہوتا ہے اور ان کے عذاب میں جلدی نہیں کرتا (مثلاً ہوا اور اس قسم کے دوسرے عذاب کے ذریعہ سے انہیں ہلاک کرتا ہے کہ جن کے ساتھ اس نے بڑے سے پہلی امتوں کو ہلاک کیا ہے) تو پھر ایسی مخلوق پیدا کر دیتا ہے جو ان کے لیے عذاب بنی رہتی ہے(۱)

آپ آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کے نزدیک نمایاں مقام رکھتے تھے جس وقت حکومت کو یہ خبر ملی کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا فرزند حضرت امام مہدی علیہ السلام اپنے زمانہ کے ظلم وجور کے ایوانوں کو تہس نہس کر دے گا تو حکومت کے جاسوس امام عصر علیہ السلام کے بیت الشرف میں آپ کی والدہ ماجدہ کی تلاش میں داخل ہوئے

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت عظمیٰ کا وقت قریب آپہنچا تو جناب نرجس خاتون حالت اضطراب و پریشانی کے ساتھ اپنے بیٹے حضرت امام عصر کو گود میں لیے ہوئے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ گریہ فرما رہی تھیں اور کہتی جاتی تھیں "ا ے میرے سید و سردار! ا ے مرے والی و وارث! گھر کو دشمنوں نے گھیر لیا ہے عنقریب میرے نورِنظرکو اور مجھے گرفتار کر لیا جائے گا"

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

۱- ۔ احسن المقال صفحہ ۲۲۴

"ا نرجس! پریشان نہ ہو، دجلہ کے کنارے جاؤ ایک کشتی موجود ہے، اس پر میرے بیٹے کو لے کر سوار ہو جاؤ

پھر سرمن رائے کے ایک کوچے میں تمہیں ایک مکان ملے گا اس مکان سے ایک بزرگ نکلیں گے جو ہمارے فرزند اور تمہاری حفاظت کریں گے

جناب نرجس خاتون نے دریافت کیا : آقا! وہ بزرگ کون ہیں؟

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: "نرجس سنو! کربلا میں ہمارے چچا عباس علمدار علیہ السلام نے اپنی اولاد کو قسم دی تھی کہ جب تک دنیا میں رہنا میرے مولا حضرت امام حسین ابن علی علیہ السلام کی اولاد کی حفاظت کرتے رہنا چچاعباس کی اولاد میں سے ایک بزرگ ابوعبیداللہ اس مکان میں تمہاری حفاظت کریں گے"

نجاشی نے لکھا ہے کہ جناب ابوعبیداللہ ابن محمد ابن علی ابن حمزہ ابن حسن ابن عبیداللہ ابن عباس علمدا ر (علیہم السلام) نے جناب نرجس خاتون کو اپنے گھر میں چھپا دیا تاکہ وہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہیں

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جس گھر میں نرجس خاتون تشریف فرما ہوں گی اس گھر میں بطر حال حضرت امام عصر عجل اللہ تعالی فرجہ کی آمدورفت ہو گی، وہ گھر عزت و شرف کا حامل ہو گا

آپ نے ائمہ طاہرین (علیہم السلام) سے روایات نقل فرمائی ہیں جلیل القدر عالم وشاعر اور عوام میں قابل احترام شخصیت کہ مالک تھے کتب اِنسا ب میں آپ کا ذکر موجود ہے

عبداللہ ابن حسن ابن عبیداللہ ابن عباس علمدار (علیهم السلام)

آپ حرمین شریفین کے قاضی القضاہ تھے مکہ و مدینہ کے امیر و رئیس بھی تھے آپ سے زیادہ بارعب اور با مروت انسان دیکھنے میں نہیں آیا یہ مامون کے دور میں حرمین شریفین کے متولی اور شہر کے قاضی تھے((۱))

اسی زمانہ میں حکومت وقت کے ظلم کا نشانہ بن کر بغداد میں شہادت پائی اور وہیں مدفون ہوئے((۲))

آپ کے دو بیٹے علم و فضل میں بہت معروف ہوئے ہیں آپ کی نسل سے جناب سید قاسم بن عبداللہ بن حسن بن عبیداللہ بن عبّاس علمدار علیه السلام ، حضرت امام حسن عسکری علیه السلام کے خاص اصحاب میں شمار ہوتے تھے کتبِ انسا ب میں ان کا ذکر موجود ہے

السیّد ابراہیم جردقہ بن حسن بن عبیداللہ بن عبّاس علمدار

یہ اپنے وقت کے زاہد، فقیہ، سخی اور ادیب تھے، ان کاشمار مشہور ادیبوں میں ہوتا تھا ان کے تین فرزند بنام سید حسن، سید محمد اور سیدعلی تھے جو مشہور شاعر تھے

صاف گو اور بہادر تھے، ہارون الرشید کے دور میں مدینہ سے بغداد آئے اور وہیں آباد ہو گئے حضرت امام رضا علیه السلام کی ولیعہدی کے موقع پر دربار مامون رشید میں سب سے پہلے آپ نے قصیدہ تہنیت پڑھے کر سنایا پھرعرب و عجم کے شعراء نے اپنے اپنے قصیدہ پیش کیے

۱- ۔ تاریخ طبری ، ج ۱ ،ص ۳۵۵ ۲ ۔ تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۳۱۳

۲-

امامزاد شاہ سیّد علی ابن ابراہیم ابن حسن ابن عبیداللہ ابن عباس علمدارر (علیهم السلام)

آپ بنی ہاشم کی سخاوت مندو میں سے تھے اور صاحب عزّت ووقار تھے بڑے فیاض اور جاہ و حشمت کے مالک تھے، نہایت نرم دل اور سخی تھے ان کا انتقال ۲۶۴ میں ہوا، قم مقدس میں آپ کا روضہ مبارک دنیا بھرسے آنے والے زائرین کی توجہ کا مرکز ہے ہر منگل کو آش نذری (ہر قسم کی سبزیاں، سوپ سویّاں اور دالیں ملا کر پکائی جاتی ہے یہ ایران کی مخصوص ڈش ہے) کی دیگیں پکا کر زائرین میں تقسیم کی جاتی ہیں اور ان کی ملکوتی بارگاہ لوگوں کے لیے باب المراد سمجھی جاتی ہیں

آپ کے ۱۹ فرزند تھے، آپ کی اولاد ایران، عراق اور مصر میں آباد ہیں آپ کے ایک فرزند سیدمحمدجوبصرہ چلے گئے تھے، وہ جیّد عالم تھے، حضرت امام رضا علیه السلام سے روایت نقل کرتے تھے، بڑے فقیہ، زاہد اورشا عربھی تھے

امامزادہ سیّد ابوالعبّاس محمد بن عبیداللہ بن حسن بن عبیداللہ بن حضرت عبّاس بن امیر المؤمنین (علیهم السلام) ، جد سادات علوی اصفہان، ایران

امامزادہ سیّد عبیداللہ بن حسن بن عبیداللہ بن حسن بن عبیداللہ بن حضرت عبّاس علمدار (علیهم السلام) ، جد سادات علوی ابو الفضلی، زنجان، ایران

مزار مقدس جناب سیّد ابو الطیّب العلوی محمد الشہید شہادت ۲۹۱ جد سادات بنی شہیدالعلوی، اردن

سیّد ابو جعفر محمد العلوی الشہید شہادت ۲۹۷ جد سادات علوی، یمن

عراق، بغداد میں السیّد محمد بن علی بن حمزہ بن حسن بن عبیداللہ بن حضرت عبّاس بن امیر المؤمنین علیه السلام اور علامہ السید ابو الحسن بن حسن بن علی بن محمد اکبر بن احمد بن عبداللہ بن عباس بن حسن بن عبیداللہ بن عبّاس بن امیر المؤمنین علیه السلام ۔

یمن میں علوی سادات کے جد علامہ السیّدحسن بن الحسین بن الہادی المطاع الیمانی یمن متوفی ۱۲۲۳ھ، آپ کی اولاد "بنو المطاع" کے لقب سے معروف ہیں

السیّدعباس ابن حسن ا بن عبیداللہ ابن عباس علمدار علیه السلام

آپ کی کنیت ابوالفضل ہے اپنے وقت کے بڑے ادیب تھے اُن کے کارنامے تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں، فصاحت بیان ا ورشعر اء میں بنی ہاشم کے نمایاں اور بے نظیر فرد تھے، وہ اپنے زمانے کےفصیح و بلیغ خطیب اورمشہور شاعر تھے

اولاد: آپ کے چار بیٹوں سید احمد، سید عبیداللہ، سید علی، اور سید عبداللہ سے نسل باقی ہے جن کا کتب انساب میں ذکر موجود ہے (۱)

حضرت ابی یعلیٰ حمزہ بن قاسم علوی

آپ کے والد کا نام السیّدقاسم تھا اور ان کا لقب" طیار" بیان کیا جاتا ہے اور والدہ کا نام سیّدہ فاطمہ تھا، آپ کے دادا عماد الدین ابو محمد علی بن حمزہ بن حسن بن عبیداللہ بن عبّاس بن امیر المؤمنین (علیهم السلام) تھے جن کا شمار مشہور علمائے امامیہ، فقہاء اور راویان احادیث میں ہوتاتھا ان کا مرقد شریف کربلائے معلی میں طوریج روڈ پر واقع ہے، جس پر شاندار گنبد اور ضریح نصب ہے اور زیارت گاہ خاص و عام ہے

۱- ۔ المعقبون من آل أبی طالب، ج۳، الفصل الرابع،ص۳۹۶ ۔

آپ ثقہ، محدث اور سیّد جلیل القدر ہیں کہ جن کا شیخ نجاشی اور دوسرے علمائے رجال نے خاص طور پر ذکر کیا ہے آپ اپنے زمانے کے عظیم ترین علماء میں شمار ہوتے تھے تیسری صدی کے اواخراورچوتھی صدی ہجری کے اوائل میں آپ کا دور حیات تھا، جس کی وجہ سے آپ علامہ کلینی کے ہم عصر تھے

شیخ نجاشی نے نجم الثاقب میں بیان کیاہے کہ غیبت کبریٰ میں حضرت امام صاحب العصر عجل اللہ تعالی فرجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے

ابو یعلیٰ حمزہ سیّد جلیل القدر ہیں، چھ واسطوں سے آپ کا نسب حضرت اباالفضل العبّاس بن امیر المومنین تک پہنچتا ہے

نسب

السیّدابو یعلیٰ حمزہ بن قاسم علوی بن علی بن حمزہ بن حسن بن عبیداللہ بن ابوالفضل العبّاس بن امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب (علیہم السلام)

علمی مقام

میرزا محمد علی اردوبادی نے آپ کی حیات و کارنامہ پر ایک کتاب تالیف فرمائی ہے، وہ رقم طراز ہیں:

"ابو یعلیٰ حمزہ، علمائے اہل بیت (علیہم السلام) میں سے ہیں، خاندانِ وحی اور بوستانِ علوی و ہاشمی کی نمایاں شخصیّت ہیں آپ کا شمار مشائخ روایت میں ہوتا ہے آپ علمائے اعلام کہ لیے علوم آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کا مرجع تھے جن علمی شخصیتوں نے آپ سے استفادہ کیا ان میں سے کچھ حسب ذیل ہیں

(۱) ابو ہارون بن موسیٰ تلعکبی، آپ کا شمار بزرگ علمائ شیعہ میں ہوتا ہے آپ نے ۳۸۵ ھ میں رحلت فرمائی۔(۲) حسین بن ہاشم مودّب (۳) علی بن محمد۔(۴) حسین بن ہاشم یہ دونوں شیخ صدوق ابن بابویہ قمی کے مشایخ میں ہیں۔

(۵) علی بن محمد قلانسی، عبداللہ غضائری جو علم رجال کے ماہر تھے، ان کے مشائخ میں ہیں۔

(۶)ابو عبداللہ حسین بن علی خرّاز قمی۔

آغا بزرگ تہرانی نے اپنی کتاب "نابغہ الرواہ فی رابعہ المئات" میں جناب حمزہ کی بہت تعریف کی ہے اور اپنی کتاب میں جناب حمزہ کو علمائ رجال میں شمار کرتے ہوئے خاص طور پر ذکر کیا ہے (۱)

جناب حمزہ کے علمی آثار میں کتاب التوحید، کتاب الزیارات، المناسک، کتاب الرد علی محمد بن جعفر اسدی اور من روی عن جعفر بن محمد' ہیں۔

نجاشی اور علامہ

نے ان کی کتابوں کی بہت تعریف کی ہے نجاشی کی اسناد ابن غضائری کے ذریعہ قلانسی تک اور ان سے جناب حمزہ تک منتہی ہوتی ہیں۔

تمام علماء متقدمین و متاخرین نے جناب ابی یعلیٰ حمزہ کو موثق اور معتبر قرار دیا ہے اگرچہ جناب حمزہ علماء اہل بیت (علیہم السلام) میں سے نمایاں ہستی ہیں اور ساری خصوصیات ان کی ذاتی ہیں وہ ایک طرف شجرہ ٔطیّبہ رسالت و امامت کی شاخ ہیں تو دوسری طرف احادیث ائمہ طاہرین (علیہم السلام) کے مستند راوی بھی ہیں۔

۱- ۔ مصفیٰ المقال فی مصنفی علماء الرجال۔

کتب رجال مثل کتاب کمال الدین شیخ صدوق سے لے کر شیخ نجاشی تک، آپ کے معروف مشائخ روایت یہ ہیں

(۱) عالم جلیل القدر سعد بن عبداللہ اشعری(۲) حسن بن میثل

(۳) محمد بن اسمٰعیل بن زارویہ قمی(۴) علی بن عبداللہ بن یحییٰ

(۵) جعفر بن مالک فزاری کوفی(۶) ابو الحسن علی بن جنید رازی

(۷) آپ کے چچا زاد بھائی ابو عبیداللہ ہیں

یہ وہ عظیم ہستی ہیں کہ جن کے پاس حضرت امام زمان عجل اللہ تعالی فرجہ کی والدہ نے پناہ لی تھی، اس سے آپ کی حضرت امام عصر عجل اللہ تعالی فرجہ سے گہرے ارتباط کی تائید ہوتی ہے

ابن عنبہ نے اپنی کتاب عمدہ الطالب میں لکھا ہے کہ ابو عبیداللہ نے بصرہ میں سکونت اختیار کی اور ائمہ اہل بیت (علیہم السلام) سے روایات نقل کی ہیں آپ عالم، شاعر اور قابل احترام شخصیّت کے مالک تھے

شہادت: ۷ محرم ۳۹۰ میں دشمنان اہل بیت (علیہم السلام) کے ہاتھوں ایک جنگ میں شہادت پائی اوردریائے فرات اوردریائے دجلہ کے درمیان عراق کے شہر حلّہ کے قریب سپرد خاک ہوئے، جہاں آپ کے وجود بابرکت سے اب ایک شہر "الحمزہ" آباد ہو گیا ہے جو آپ کے نام سے ہی موسوم ہے شہر "الحمزہ" میں جناب ابا یعلیٰ حمزہ کا روضہ زیارت گاہ خاص و عام ہے، آپ کے حرم مطہر سے بہت سی کرامات بھی ظاہر ہوئی ہیں اور درد مندوں کی مرادیں بھی پوری ہوتی رہتی ہیں

حضرت أبی یعلیٰ حمزہ کا روضہ مبارکہ

آپ کہ حسب و نسب اور ملکوتی بارگاہ کی عظمت کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ عالم ربّانی، فقیہ بزرگ سیّدمہدی قزوینی مرحوم جس وقت تبلیغ کہ سلسلہ میں حلّہ میں مقیم تھے جب آپ

اس مرقد مطہرکہ قریب سے گزرے تو اہل قریہ نے آپ سے زیارت جناب حمزہ کی درخواست کی لیکن فقیہ قزوینی یہ کہتے ہوئے گزر گئے کہ جس کو میں پہچانتا نہیں، اس کی زیارت کو جاتا نہیں!!

ایک شب سیّد قزوینی نے اس قریہ میں گزاری، نماز شب پڑھنے کے انتظارمیں جا نماز پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی بستی کہ ایک سیّد علوی جو متقی و پرہیزگار تھے جنہیں سید قزوینی پہلے سے جانتے تھے وارد ہوئے سلام کیا اور کہا : سید قزوینی آپ نے مرقد حضرت حمزہ کی زیارت نہیں کی اور نہ اس کو اہمیت دی، سید قزوینی نے فرمایا: ہاں زیارت نہیں کی، چونکہ میں ان کو نہیں جانتا!

سیّد علوی نے علامہ قزوینی کہ جواب میں کہا: عوام میں مشہورہے کہ وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کہ فرزند جناب حمزہ کی قبر ہے لیکن در حقیقت یہ قبر حمزہ بن قاسم علوی کی ہے جن کی علماء رجال نے بہت مدح کی ہے، صاحب اجازہ حدیث ہیں لیکن سید قزوینی نے ایک عام مؤمن تصور کرتے ہوئے کوئی توجہ نہیں دی، صبح صادق کی تشخیص کہ لیے مصلہ سے اٹھے تووہ سیّد علوی بلی خدا حافظ کہتے کر روانہ ہو گئے نماز کہ بعد سید قزوینی کہ ہمراہ جو علم رجال کی کتابیں تھی ان کو دیکھا تو جناب حمزہ کہ لیے حرف بہ حرف ولی پایا جس کی خبر سحر کہ وقت سید علوی نے دی تھی

صبح کہ وقت جب مؤمنین آپ کی ملاقات کہ لیے جمع ہوئے تو وہ سید بلی دکھائی دیے جو نماز صبح سے قبل سید قزوینی سے ملے تھے سید نے انہیں بلایا اور دریافت کیا کہ: آپ

نہ جو باتیں سحر کے وقت کہی تھیں ان کو کس کتاب میں دیکھا تھا، اس سید نے قسم کھا بعد کہا کہ: وہ رات کو اس بستی میں بالکل نہیں تھے

اس وقت سید قزوینی متوجہ ہوئے کہ وہ سید علوی حضرت بقیۃ اللہ الاعظم عجل اللہ تعالی فرجہ تھے اس واقعہ کے بعد سید قزوینی جناب حمزہ کی زیارت کو لیے گئے اور کہا کہ: اب مجھے کوئی شک نہیں رہا، اب مجھ پر ان کی زیارت کرنا واجب ہو گیا ہے، ان کے اس عمل کے بعد مومنین کی توجہ بھی ان کی زیارت کو لیے زیادہ ہو گئی

پھربعدمیں سیدقزوینی نے "فلک النجاہ" میں اس کی تصدیق کی اس کے بعد علماء نے بھی اپنی کتب مثلاًمحدث علامہ نوری نے "تحیّہ الزائر" میں، علامہ مامقانی نے کتاب "تنقیح المقال" میں اور محدث قمی نے کتاب "کنی و القاب" میں اس انتساب کی مکمل تائید کی

روضہ کی عمارت ۱۳۳۹ میں از سر نو تعمیر کی گئی اور مؤمنین کے تعاون سے قبہ کی تزئین کی گئی پھر ۱۹۸۴ء بمطابق ۱۳۹۴ میں عراق کے صدر حسن البکر نے اپنی آنکھوں سے کرامات مشاہدہ کیے تو حرم کی توسیع کی آج سبز گنبد اور سفید مناروں سے مزین آپ کا روضہ مبارک مرجع خلائق ہے

شرفِ زیارت

راقم (سیّد ابو الحسنین وزیر حسین علوی) کو جب عراق میں زیارات مقدسات کی سعادت حاصل ہوئی تو نجف اشرف میں اپنے جدِّ پاک مولائے کائنات حضرت امام علی ابن ابی طالب ؑاور کربلا ئے معلیٰ میں سیّد الشّہداء حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے وزیر اور علمدار حضرت ابوالفضل العبّاس علیہ السلام کے روضہ اقدس میں حاضری دینے کے بعدرمضان المبارک ۱۴۲۴ کے آخر میں بمطابق ۲۴ نومبر۲۰۰۳ء

کو حلّہ کہ جنوب واقع شہرالحمزہ میں حضرت أبی یعلیٰ حمزہ الثانی علیہ السلام کہ روضہ مبارکہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

میرے ہمراہ ہندوستان کہ ایک عالم حجةالاسلام جناب مہدی حیدری صاحب فاضل حوزہ علمیہ قم المقدسہ بھی تھے، بارش کا سماں تھا اور بہت زیادہ تعداد میں عرب زائرین بہت عقیدت سے روضہ پر حاضری دے رہے تھے اور اپنی اپنی مرادیں مانگ رہے تھے، بہ شک مالک ِکائنات، حضرت اُمُّ البنین کہ فرزند حضرت عبّاس علمدار علیہ السلام کی نسل سے اس جلیل القدر سیّدِ بزرگوار کہ طفیل زائرین کی مرادیں پوری کرتا ہے اور وہ دامن تمنّا کو گوہر مراد سے بھر کر جاتے ہیں۔

ہم حرم پاک کہ دفتر میں گئے، جب ان سے تعارف ہوا اور ان کو معلوم ہوا کہ بندہ حقیرجناب حضرت ابا یعلیٰ حمزہ کہ ایک پوتے السیّد عون بن یعلیٰ المعروف عون قطب شاہ کی ذرّیت سے ہے جنہوں نے برصغیر ہند میں ہجرت کی تھی اور وہاں ان کی کثیر اولاد موجود ہے تو انہوں نے بہت پر تپاک استقبال کیا۔

متولی محترم سے مل کر تمام ذمہ داران سے مفید اورمفصل گفتگو رہی، انہوں نے بتایا کہ "قوّام قبیلہ "اور" انجمن ابناء الحمزہ" کہ تعاون سے اس حرم پاک کا انتظام چل رہا ہے، یہاں زائرین ِمحترم کی خدمت میں اسّی سے زائد خادمین کرام ہر وقت مصروف ہیں، اور حرم کمیٹی کی طرف سے ایک ادبی، علمی اورتاریخی پندرہ روزہ مجلہ بنام "أبی یعلیٰ" بھی شائع ہوتا ہے پہلے مجلہ "ابی یعلیٰ حمزہ"کہ ایڈیٹر اور عملہ سے گفتگو ہوئی، انہوں نے حالات بہتر ہونے پر پاکستان کا دورہ کرنے کا بھی ارادہ ظاہر کیا تھا۔

نماز مغربین حرم مبارک

میں نے با جماعت ادا کی، تمام نمازیوں کوافطاری میں کھجور اوردودھ پیش کیا گیا، حرم مطہر کہ متولی محترم کی پر خلوص دعوت پر ہم نے افطار ان کہ

ساتھ کیا، اس کے بعد رات کی مجلس میں مجھے منبرپر حاضرین سے خطاب کرنے کی دعوت دی گئی، میں نے اپنے مختصر خطاب میں حرم پاک کے انتظام اور زائرین محترم کی پر خلوص خدمات پر ان سب کاشکریہ ادا کیا۔

دوسرے دن عید الفطر تھی، ہم نے عید کی نماز السیّدعون قطب شاہ کے جد امجد حضرت ابی یعلیٰ حمزہ علیہ السلام کے حرم میں ہی ادا کی، اس دن حرم میں زائرین کا بہت ہی ہجوم تھا۔ ہم نے سلامِ وداع کیا اور کربلائے معلی کی طرف عازم ہوئے۔

اولاد

آپ کے چار بیٹے ذکر کیے جاتے ہیں، سیّد یعلیٰ، سیّد حسن، سیّد محمداور سید احمد۔ آپ کی نسل جناب یعلیٰ اباالقاسم سے باقی ہے، سیّد یعلیٰ کے دو بیٹے تھے:

۱) سید صدر الدین ۲) سیّد عون المعروف قطب شاہ جنہوں نے بغداد سے پاک و ہند کی سرزمین پر ہجرت کی تھی۔

السیّد عون قطب شاہ ابن یعلیٰ ا بن ابی یعلیٰ حمزہ الثانی

اشارہ

آپ کا نام سیّد عون اور معروف لقب قطب شاہ تھا۔ آپ کے والد جناب یعلیٰ ابوالقاسم اور آپ کے دادا نام حضرت ابی یعلیٰ حمزہ بن قاسم علوی ہیں۔

والد کی طرف سےنسب: عون بن یعلیٰ بن ابی یعلیٰ حمزہ بن قاسم بن علی بن حمزہ الاکبر بن حسن بن عبیداللہ بن ابوالفضل العبّاس بن امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب (علیہم السلام)

آپ کی والدہ بھی سادات علویہ سے تھیں والدہ کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے: سیّدہ فاطمہ بنت سیّد محمد بن سید علی بن سید داؤد بن سیّد عبداللہ بن سید محمد بن سیّدعلی بن

سید حمزہ الاکبر بن سید حسن بن سید عبیداللہ بن حضرت عبّاس بن علی ابن ابی طالب (علیهم السلام) ہ(۱)

آپ نجیب الطرفین علوی تھے، آپ کی کنیت ابو عبداللہ تھی اور شہرت قطب شاہ تھی۔ عجمی معاشرہ میں سادات کے نام کے ساتھ "میر اور شاہ" لکھنے کا عام رواج تھا اس لیے بعض کتب میں آپ کو میر قطب شاہ بھی لکھا گیا ہے

قطب سے کیا مراد ہے؟

عرفا اور صوفیاء کی اصطلاح میں قطب اس ولی خدا کو کہتے ہیں جو کسی خطہ کے لوگوں کی معنوی اور روحانی تربیت کرے

لیکن دینی اصطلاح میں قطب عالم ِکون ومکان اس ولی خدا کو کہتے ہیں جو پیغمبر اِسلام صلی اللہ علیہ و آلہ کا حقیقی جانشین اور زمین پرخلیفہ اللہ اور حجہ اللہ علی النّاس ہوتا ہے وہ غیر معصوم کی بیعت اور خلافت سے مبرا و منزہ ہوتا ہے اورتمام انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی اطاعت اور بیعت واجب ہوتی ہے وہ ہر زمانہ میں ایک ہی ہوتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے اپنے بارہ خلفاء، جو اپنے اپنے زمانہ کے کامل قطب ہیں اُن کے بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا:

"اَلخُلَفَائُ مَن بَعدِی اثنَاعَشَرَ بِعَددَ نُقَبَا ئِ بنی اسرائیل و کُلّھُم مِن قُریش"(۲)

میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے نقباء بنی اسرائیل کی تعداد کے برابر اوروں سب کے سب قریش سے ہوں گے

۱- ہ تاریخ عباسی، ص ۳۳۲،۳۳۱ہ

۲- ہ صحیح بخاری ، ج۴،ص۴۴؛ صحیح مسلم ج ۲، ص۷۹؛ کنزالعمال ج ۶،ص۱۶۰؛مسند احمد بن حنبل، ج۱، ص۳۹۸ہ ۴۰۶ہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ : انا سیّدالنّبیّین وعَلی سیّد الوصیین وانّ اوصیائی بعدی اِثنَاعَشَرَ، اوّلہم عَلِی وآخرُ ہم القائم المہدی۔(۱)

"آپ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا: میرے سیّد الانبیاء ہوں اور علی سیّد الاوصیاء ہیں اور میرے بعد میرے بارہ وصّی ہوں گے ان میں سے پہلے علی علیہ السلام اور آخری قائم مہدی علیہ السلام ہوں گے" اس وقت اس اصول نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ پرفقط شیعہ امامیّہ اثنا عشری ہی ا عتقاد کامل رکھتے ہیں باقی تمام فرقہ اورمذاہب انحراف رکھتے ہیں

شیخ محی الدین عربی رقم طراز ہیں: "اقطاب کامل ترین انسان ہیں بعثت حضرت محمّد صلی اللہ علیہ و آلہ سے پہلے پیامبران اِلٰہی تھے لیکن اس کے بعد خود پیغمبراسلا م صلی اللہ علیہ و آلہ تھے اور اُنکے بعد تا روز قیامت بارہ قطب ہوں گے یہ اقطاب سابقہ تمام امتوں سے بہتر ہیں حدیث میں آیا ہے کہ تمام عرب قبائل سے قبیلہ قریش مقدم اور بہتر ہے اور یہ بارہ قطب اس قبیلہ سے قرار پائے ہیں ہر عصر و زمانہ میں ایک قطب سے زیادہ نہیں ہوا کرتا ہیں وہ مصلح اور امّت کی اصلاح کرنے والا ہوتا ہے ایسا خلیفہ جو ظاہر تلوار اور باطن میں ہمّت سے آراستہ ہوتا ہے'(۲)

پس مذکورہ احادیث سےثابت ہو گیا کہ یہ خلفاء یا اوصیاء اور قطب حضرت امام علی علیہ السلام کی نسل سے آج تک قائم ہیں، حضرت علی علیہ السلام سیّدالاوصیاء اور سیّد الاقطاب ہیں، اُن کی پیروی اور محبّت ہم پر واجب ہے مگر افسوس لوگ اُن کو چھوڑ کر کسی اور طرف چلے گئے جس کی وجہ سے آج فرقہ واریت کے عذاب میں مبتلا ہیں اورسکون و امنیت اور عدل و انصاف جیسی نعمتوں سے محروم ہیں

۱- ۔ ینابیع المودۃ،ص ۴۴۵۔

۲- ۔ فتوحات مکیّہ، ج ۴،

تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جب بھی کوئی ولی یا قطب اصلاح امّت کا فریضہ کو ادا کرنے کا لیے ظاہر ہوا تو لوگوں نے زہر یا تلوار سے شہید کردیا۔

برادرِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ سیّد الاقطاب حضرت امام علی علیہ السلام سے لے کر حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان سے لے کر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام تک ان فرزندانِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے ساتھ امّت نے جوظلم روا رکھا جس کی بنا پر موجودہ زمانے کا قطب یاخلیفہ رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ پردہ غیبت میں رہ کر امّت کی ہدایت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

اسی بنا پر حقیقی مشایخ اور اولیاء کرام بھی اپنے نام و نسب کو ظاہر نہیں کرتے تھے بلکہ انسانی معاشرہ میں بے نام و نشان رہ کر اپنے الٰہی فریضہ کو انجام دیتے رہے جس کی بنا پر ان کی زندگیوں کے بہت سے پہلو ہم سے پوشیدہ رہ گئے۔

حضرت سید عون بن یعلیٰ العلوی چونکہ دین اِسلام کی تبلیغ اور لوگوں کی معنوی اور روحانی تربیت کے لیے عراق سے ہجرت کرکے اس سر زمین پر جلوہ فگن ہوئے تھے اس لیے جناب السیّد عون بن یعلیٰ العلوی کو قطب الہند لکھا دیا جاتا ہے، علاوہ ازیں پاک و ہند میں ہر قبیلہ اپنے مورث اعلیٰ اور ہر سلسلہ معنوی، اپنے مربی اوّل کو قطب کے عنوان سے یاد کرتا ہے اور اسی طرح صوفیاء بھی اپنے اپنے سلسلہ کے مؤسس کو قطب کا عنوان دے دیتے ہیں یہ سب معانی مجازی ہیں۔

حضرت سید عون قطب شاہ نے اپنے جد پاک کی سیرت طیبہ پر چلتے ہوئے اس سر زمین پر کچھ اس انداز سے کلمہ حق کی تبلیغ کی کہ جس کی برکات و فیضان باطنی سے بہت لوگ فیضیاب ہوئے۔

سید شریف احمد رقم طراز ہیں کہ "آپ کے ہاتھ پر قوم منج ، قوم بھٹی، قوم وینس، قوم جنجوعہ، قوم بھاؤچہ، قوم چوہان راجپوت، قوم کھوکھر راجپوت وغیرہ نے اسلام قبول کیا"(۱)

ازدواج

سیّد عون قطب شاہ

نے چار شادیاں کیں، آپ کی پہلی بیوی بغداد کے حسینی ساداتسے تھیں: جناب سیّدہ عائشہ بنت سیّد عبداللہ الصومعی بن سید محمد بن سیّد طاہر بن سیّد عبداللہ بن سیّد عیسیٰ بن سید محمد الجواد بن سید ابو الحسن علی العریضی بن حضرت امام جعفر صادق علیه السلام بن حضرت امام محمدباقر علیه السلام بن حضرت امام علی زین العابدین علیه السلام بن حضرت امام حسین علیه السلام بن امیر المؤمنین حضرت امام علی علیه السلام ۔ ان کے بطن سے دو بیٹے سیّدعبداللہ اورسیّد محمد پیدا ہوئے۔

یہاں برصغیر پاک و ہند ہجرت کرنے کے بعد آپ نے مسلمان ہونے والے راجپوت سرداروں کی بیٹیوں سے شادیاں کیں، چنانچہ منشی ہنومان پرشادتحریر کرتے ہیں:

"گویند قطب شاہ نام شخصی از بغداد به هند آمد، سه زنانِ درعقد درآورده بود و ازایشان نسل بسیارشد"(۲)

"کتھا ہیں کہ سیّد قطب نام کا ایک شخص بغداد سے ہند میں آیا، اور تین ہندوستانی عورتوں سے نکاح کیا، ان سے اس کی کثیر نسل ہوئی"

۱- ۔ تاریخ عبّاسی، ص ۳۳۵۔

۲- ۔ تاریخ مخزن ہند، فصل پنجم۔

دوسری شریک ِحیات

زینب بنت عبّاس قبیلہ کلوکلر سے تھیں، ان کے بطن سے تین بیٹے سیّد مزمل علی کلغن شاہ، سیّد زمان علی محسن شاہ، سیّد درّ یتیم جہان شاہ اور ایک بیٹی سیّدہ رقیہ تھی۔

تیسری بیوی جناب خدیجہ بنت عبداللہ قبیلہ چوہان، ان کے بطن سے بھی تین بیٹے سید محمد علی، سید فتح علی، سید نجف علی اور ایک بیٹی سیّدہ فاطمہ تھی۔

چوتھی زوجہ جناب اُمُّ کلثوم بنت عبدالرحمن قبیلہ راجپوت سے تھیں، ان کے بطن سے بھی تین بیٹے بنام سید کرم علی، سید بہادرعلی، سید نادر علی اور ایک بیٹی سیّدہ ہاجرہ تھی۔

ملا محمد نجف کرمانی "خلاصھالانساب" میں رقم طراز ہیں:

"سیّد عون قطب شاہ بن یعلیٰ بن ابی یعلیٰ حمزہ ثانی در ہند اعقاب بسیار داشت آثار بسیاری از خودش باقی گذاشت و بعد از نصف قرن جھت بازدید خویشاوندان و زیارات عتبات عالیات به عراق تشریف برد که همان جا به رحمت حق شتافت و در مقبره القریش (کاظمین شریفین) بغداد به خاک سپرده شد"۔

ترجمہ: سیدعون قطب شاہ بن یعلیٰ بن ابی یعلیٰ حمزہ ثانی کی ہندوستان میں کثیر اولاد تھی اور وہ بہت سے اپنے آثار چھوڑ کراپنے عزیز و اقارب کو ملنے اور زیارات مقدسہ کے لیے عراق تشریف لے گئے جہاں دارالفناء کو وداع کرکے عالم اعلیٰ سے جا ملے اور مقبرہ القریش (کاظمین شریفین) بغداد میں سپرد خاک کر دیے گئے۔(۱)

۱- ۔ چہرہ درخشان قمر بنی ہاشم ابو الفضل العبّاس علیه السلام ، ج ۵، ص ۲۶۸۔

سید عون قطب شا کی اولاد

مورّخین نے آپ کے گیارہ بیٹوں ذکر کیے لیکن سلسلہ نسل پانچ بیٹوں: سیّد عبداللہ گورا شاہ، سیدّ محمدکندان شاہ، سیّد زمان علی محسن شاہ، سیّد مزمل علی کلغن شاہ اور سیّد درّ یتیم جہان شاہ سے اب تک باقی ہیں دوسرے چھ بیٹوں سید نجف علی، سید فتح علی، سید محمد علی، سید نادر علی، سید بہادر علی اور سید کرم علی شاہ کی اولاد تحقیق طلب ہیں

آپ کی اولاد علمائے اسلام اور عرف عقلاء کی نظرمیں "سادات علوی" ہیں جو کہ سرزمین پاک و ہند کے بعض مقامات پرعلوی ہاشمی، علوی اعوان اور قطب شاہی اعوان کے القاب سے بھی معروف ہیں

سیّد عون قطب شا کی نسل آل عون یا اعوان قطب شاہی

"اعوان" اصل میں "آل عون" (عون کی نسل) تھا جیسا کہ کتاب "معجم البلدان و القبائل" صفحہ ۱۱۴۵ پر " آل عِون قبیله من آل مِحمد صلی الله علیه و آله و آلِ علی" "آل عِون" آلِ محمد صلی الله علیه و آله اور آلِ علی کا ایک قبیلہ ہے جو غالباً مرورِ زمانہ کے ساتھ آل عون سے "اعوان" کی صورت میں کثرت سے استعمال ہونے لگا ہے ۔

اس لیے کہ پاک و ہند میں حضرت عبّاس علمدار علیہ السلام کی نسل سے آلِ علی علیہ السلام کے مورث اعلیٰ سید عون علوی تھے گویا بر صغیر میں آپ اپنے زمانہ میں خاندان علوی کے قطب تھے نیز صوفیا نے بھی آپ کو معنوی اور باطنی مربی تسلیم کرتے ہوئے اپنا قطب مانا جس کی بنا پر آپ کو قطب شاہ کے نام سے بھی یاد کیا اور لکھا جانے لگا جس کی بنا پر آپ کی نسل کو سرکاری محکمہ مال و ثبت احوال اورنسابہ حضرات عون آل کی بجائے عون قطب شاہی یا اعوان قطب شاہی کے عنوان سے لکھنے لگے

بلکہ تحقیق اور تاریخی شواہد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سادات پر ایک زمانہ اتنا سخت گزرا کہ وہ اپنے دین اور جان و مال کی حفاظت کے لیے اصلی القاب اور نسبت کی بجائے مستعار نام اور نسبت کو استعمال کرتے تھےلیکن اب جب اپنی اصلی نسبی عنوان و القاب کا استعمال کرنے لگے تو دشمنوں کے ساتھ دوستوں کوبھی تعجب ہونے لگا

یہ بھی واضح رہے کہ عجمی معاشرہ میں "میر" اور "شاہ" سادات یا خاندان کے بزرگ کے اسماء کے ساتھ لکھا جاتا تھا ، اس لیے بعض تذکروں میں آپ کے نام کے ساتھ میر اور شاہ کے القاب بھی نظر آتے ہیںبلکہ بعض مقام پر" ملک "بھی لکھاجاتا ہے جو سراسر غلط ہے ، یہ بدعت ظالم سلاطین کے دور میں شروع ہوئی اس لیے کہ جب وہ کسی گاؤں اور ریاست کو فتح کرتے تھے تو پھروہاں اپنی طرف سے جو حاکم معیّن کرتے تھے اس کو "ملک "کا عنوان دیتے تھے

کسی شخص کو"مَلِک "کہنا جائز نہیں

اشارہ

قرآن نے "ملک "اللہ تعالیٰ کے خاص اسماء حسنیٰ میں بیان کیاہے (هُوَاللّٰهُ الَّذِی لَآاِلٰهَ اِلَّاهُوَالمَلِکُ)(۱)"ولی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ولی ملک ہے"پس یہ اسم ذات اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے کسی انسان کو اس عنوان سے پکارنا اور لکھنا جائز نہیں ہے

امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور میں ایک صحابی نے کسی شخص کو ملک کہا تو امام نے سختی سے منع کیا اور فرمایا :"یہ بندہ ہے اسے عبدالملک کہو"، ملک کا مطلب ہے مالکِ کل اور وہ فقط ذات باری تعالیٰ ہےلہٰذا آسمانی کتابوں کے ساتھ عبد کے اضافہ مثلاً عبد الرحمن، عبد

۱- ۔ سورہ مبارکہ حشر ،آیت ۲۳۔

الملک کہنا میں حرج نہیں، لیکن عبد کی اضافہ کے بغیر کسی شخص کو "ملک" کہنا جائز نہیں ہے۔

بعض دانشور وں نے مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کا اس تمنّا کے ساتھ جناب امّ البنین علیہا السلام سے نکاح کرنا" لا تزوجہا فتلدنی غلاماً فارساً یکون عوناً لولدی الحسین فی کربلا"(۱) تاکہ اس سے شادی کرو جس سے بہادر بیٹا پیدا ہو اور وہ میرے بیٹے حسین کا عون و مددگار ہو" نیز کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کاحضرت عبّاس علیہ السلام کوبھی مخاطب ہونا "یا قَمراً مُنِیراً کُنتَ عَونی"(۲) اے نورافشاں چاند تو ہر مشکل میں میرا عون و مددگار و یاور ہو "کے پیش نظرکہا ہے کہ شاید اسی بنا پر پاک و ہند میں موجود حضرت عبّاس علیہ السلام کی اولاد، علوی سادات کا ایک لقب "اعوان"(مددگار) معروف ہو گیا لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ چونکہ خاندان کے بزرگ مورث اعلیٰ کا نام "عون "اور مشہور لقب" قطب شاہ" تھا اس لیے آپ کی اولاد کو اعوان قطب شاہی کے لقب سے یادکیا جانے لگا البتہ ضرورت اس بات کی ہے کہ سادات علویہ اپنے عظیم الشّان جد کی نسبت سے "علوی" لکھا کریں۔

پاک و ہند میں آپ کی نسل سے بہت سے اولیائے خدا اور علماء ہوئے ہیں جن میں سے بعض مرجع خواص و عام قرار پائے ہیں:

۱- عمدہ الطالب، ص ۳۵۷۔

۲- بطل العلقمی، ج ۲، ص ۱۵۱۔

۱)سیّد عبداللہ ابن سیّد عون قطب شاہ

ان کے آبا بیس بنام سید عالم دین، سید احمد علی، سید زمان علی، سید غلام علی، سید محمد، سید علی، سید عمر اور سید زید ذکر کیے جاتے ہیں

آپ کی سب سے زیادہ اولاد وادی سون سکیسر میں آباد ہے جو تقریباً ساٹھ قصبوں پر مشتمل ہے اس کے علاوہ یہ راولپنڈی، جہلم، چکوال، خوشاب، جھنگ، ملتان، مظفر گڑھ، میانوالی، اٹک، مانسہرہ، ایبٹ آباد، مری پور، آزادکشمیر اور ہندوستان کی بعض ریاستوں میں بھی موجود ہے

آپ کی نسل سے کچھ مشہور اولیاء، زعماء اور علمائے کرام:

۱ حضرت سید سلطان مہدی علوی ۱ مرقد وادی سون، آ پ صاحب کرامت اور عظیم روحانی شخصیّت کے مالک تھے، بیان کیا جاتا ہے کہ مغلیہ بادشاہ اکبر کے دور میں دریائے سندھ پر پل بنانے کا منصوبہ بنایا گیا مگر پانی کو مہار کرنے کی ساری تدبیریں ناکام ہوگئیں تو ان کو ایک مجذوب نے بتایا کہ وہ وادی سون کے ایک بزرگ سلطان مہدی علوی کی مدد سے یہ کام کر سکتے ہیں، کافی اصرار کے بعد انہیں وہاں آنے پر راضی کیاگیا تو انہوں نے آ کر دریا کو کہا "اٹک" یعنی رک جا چنانچہ دریا رک گیا حکومت کے اہل کار نے پل تعمیر کرلیا تو پھر پانی رواں ہو گیا۔ آپ کی اس کرامت اور زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کی بنا پر اس پل اور قریب ہی ایک قلعہ اور شہر کا نا م ہی "اٹک" پڑ گیا۔((۱))

۱ حضرت سخی محمد خوش حال

مرقدموضع دھدھ، وادی سون سکیسر

۱ حضرت شاہ سیّد محمد غوث علوی مرقدیوپی، ہندوستان

۱- ۱ استفادہ ازکتاب وادی سون سکیسر، ص۱۳۸

□ سیّد قدرت اللہ بن سیّد رزاق علی علوی مرحوم چارکان مری□

□ حضرت سیّد سلطان ابراہیم ساکنی والہ، مرقد انب شریف، وادی سون□

□ جناب محمد سرور بن غلام علی صاحب مرحوم، مولف کتاب وادی سون سکیسر□

□ حضرت علامہ فیض محمد مکھیالوی مرحوم مکتب امامیہ کے معروف مبلغ و مناظر□

□ مؤلف و محقق محترم جناب السید آفتاب حسین جوادی، اسلام آباد□

□حضرت علامہ محمد یوسف جبریل متوفی ۲۰۰۶ ،مرقد نواب آباد والہ کینہ□

□ جناب السید شوکت محمود صاحب مدیر ادارہ افکارِ جبریل نواب آباد□

□ حضرت شاہ سیّد محمدنور علوی تاج بادشاہ بن حضرت سالار قلندر غازی،جوشالہان کی کی اولاد سے ہاکمر السیّد محمدرفیق عالم علوی ، نواب آباد کے□□(۱)

۲) سید محمد شاہ ابن سیّد عون قطب شاہ

آپ کی نسل سیدسکن شاہ سے چلی ان کا ایک بیٹا بدیع شاہ ہوا اور اس کے دو بیٹوں شاہ فیروز اور مالک شاہ سے اولادخوشاب، چکوال، اٹک، حضرو اور جالندھر (ہندوستان) میں آباد ہیں

مسلم لیگ ومسلم اسٹوڈنٹس کے رہنما اورسادات علوی کونسل کے سیکریٹری جنرل السیّدجناب ممتاز اعوان علوی صاحب بھی سیّدبدیع الدین بن محمد شاہ کی اولاد سے ہیں(۲)□

۱- □ ہاکمرسیّد محمدرفیق عالم علوی ابن حضرت امیر عالم علوی ابن حضرت غلام رسول علوی ابن حضرت محمد نور علوی تاج بادشاہ □ ابن محمد ظریف علوی ابن اللہ داد ابن کرم الہی ابن محمد صالح ابن محمد اعظم ابن دریاخان ابن طیب ابن محمدعلی ابن کمال الدین ابن حیدر علی ابن بصیر الحسن ابن بدیع الزمان ابن مراد شاہ ابن پہلوان شاہ ابن حسن علی ابن غلام علی ابن شاہ جہان ابن بھادر علی ابن رحیم اللہ ابن عطا ابن امان اللہ ابن داؤد علی ابن تراب علی ابن طاہر علی ابن محمد علی ابن عبداللہ گولہ ابن سیّدعون قطب شاہ بغدادی (مراسلہ ہاکمرسیّد محمدرفیق عالم علوی)

۲- □ السیّد ممتاز محمّد اعوان العلوی ابن السیّد تاج محمد علوی ابن السیّد فقیر محمد علوی ابن سیّد علی احمد علوی ابن سیّد طور باز علوی ابن ذوالفقار علوی ابن سردار خان علوی ابن سلطان علی علوی ابن بھادر علی علوی ابن شیرعلی علوی ابن محمد حسین علوی ابن محمد طالب علوی ابن حیدر علی علوی ابن مزمل علی علوی ابن احمد علی علوی ابن رجب علی ابن مرتضی علوی ابن سلطان حسن ابن ذوالفقار علوی ابن اسد اللہ ابن عبداللہ علوی ابن نجف علی ابن قائم علی ابن سلطان

عبّاس ابن طا□ر علی ابن نادر علی ابن قاسم علی ابن اسـماعیل علوی ابن اکبر علی ابن سـلطان ابرا□یم ابن ابو حمز□ جعفر ابن السـیّد □اشم علوی ابن السـیّد بدیع الدین ابن السـیّد سـکن العلوی ابن السیّد محمد شا□ ابن السیّد عون قطب شا□ العلوی □ابن السـیّد یعلی□ ابوالقاسم علوی ابن السـیّد ابو یعلی□ حمز□ الثانی ابن السـیّد القاسم ابن السیّد علی ابن السیّد حمز□ الاکبر ابن السیّد حسن ابن السیّد عبیدالل□ المدنی ابن حضرت السیّد غازی ابوالفضل العبّاس علمدار ابن حضرت امیر المؤمنین حضرت امام علی ابن ابیطالب □(انساب الابرار فی آل عباس علمدار،ص ۲۳۹)□

۳) سیّد مزمل علی شاہ ابن سیّدعون قطب شاہ

آپ کے ۱۴ بیٹے ذکر کیے گئے ہیں، جناب سید نذیر علی، سیّد امیر علی، سیّدنصیر علی، سیّدبشیرعلی، سیّد غلام علی، سیّد کرم علی، سید خیر علی، سیّد بہادر علی، سیدقاسم علی، سیّد ابراہیم، زمان علی شاہ، نواب علی، سیّدمحمد مبین اور سیّد محمد آمین۔

آپ کی اولاد ضلع سیالکوٹ، مانسہرہ، جموں و کشمیر اور لدیانہ (ہندوستان) میں آباد ہوئی نقل کیا جاتا ہے کہ سیّد مزمل علی شاہ کا مزار لدیانہ (ہندوستان) میں ہے اور ہرسال ان کے مزار پر ایک عظیم الشّان عرس منعقد ہوتا ہے۔

آپ کی ہی نسل سے حضرت میاں غلام حسین علوی مرقد پونچھ کشمیر، حضرت صاحب زادہ سیّد قطب شاہ مرقد سری نگر کشمیر، حضرت سید فتح الدین علوی مرقد نیریان شریف، پلندری کشمیر، مولوی السّید حسام الدّین علوی مؤلف کتاب "نسب الاعوان"، بساہی کشمیر، مولوی سیّد زین العابدین علوی مؤلف کتاب "تاریخ سادات علوی اور اعوان مشائخ کرام"۔

۴)السیّد درّ یتیم جہان شاہ ابن سیّد عون قطب شاہ

ان کے تین فرزند سید محمود علی، سیّد محسن علی، سیّد نور علی تھے جن میں سے سید محمود علی علوی کے دو بیٹے محمد مقبول اور محمد عثمان تھے سید محمد عثمان شاہ کا ایک بیٹا سید محمد بشیر تھا جس کی نسل سید محمد پیر سے چلی۔

سیّد نور علی کا ایک ہی بیٹا سید امیر علی تھا اور سیّد محسن علی کے تین بیٹے، سید ضیا الدین، سید سکندر اور سید محمد علی شاہ تھے

۵)سیّد زمان علی شاہ محسن ابن سیّد عون قطب شاہ

اشارہ

آپ بھی اپنے والد کی طرح اپنے علم و عمل سے اسلام کی تبلیغ کرتے رہے اور معنوی وباطنی اعتبار سے آپ اپنے والد گرامی حضرت سید عون قطب شاہ کے جانشین تسلیم کیے تھے

صاحب شریف التواریخ نے لکھا ہے کہ آپ کو کرانہ بار ریاست پرحکمرانی کرتے رہے ہیں، آپ کی نسل ضلع سرگودھا، جھنگ، جہلم، گجرات، پاک پتن، لاہور، راولپنڈی، پشاور اور مظفر آبادکشمیر وغیرہ میں موجود تھے

وفات: آپ کی تاریخ وفات تقریباً ۵۷۶ھ مطابق ۱۱۸۰ئ بیان کی گئی ہے، آپ کامزار قُری شریف کوہ کرانہ ضلع سرگودھا میں ہے تھے

اولاد: آپ کے بیٹوں کے اسما یہ ہیں: سید عبدالحق سجن شاہ، سیّد عبد العزیز اجن شاہ، سیّد ادریس وگرا شاہ، سید محسن جگرا شاہ اور سید عبّاس شاہ علوی، ان میں سے سید عبد الحق سجن شاہ اور سید ادریس وگر اشاہ کی کثیراولاد باقی تھے(۱)

۱- ۔ باغ سادات قلمی؛ تاریخ عباسی ص۳۸۳۔

آپ کی نسل سے کچھ مشہور اولیاء، زعماء اور علمائے کرام

آپ کی اولاد میں بہت بہت اولیائے کرام پائے جاتے ہیں جن کے مزارات آج بھی زیارت گاہِ خاص و عام ہیں

حضرت سیّدعبد الحق سجن شاہ

آپ حضرت سیّد زمان علی شاہ محسن بن سیّد عون قطب شاہ کے فرزند ارجمند اور ان کے روحانی سلسلے کے وارث وجانشین تھے، عرصہ دراز تک ریاست کرانہ سرگودھا پرآپ اور آپکی اولاد حاکم رہی ہے

آپ کی وفات جمعرات ۲ ۱ربیع الاوّل۵۹۶ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۲۰۰ ء اور مرقدکوہ کرانہ سرگودھا میں ہے

اولاد: آپ کا ایک ہی بیٹا سیّد اسحاق المعروف سلطان کوٹ تھا، کوٹ وہ قصبہ ہے جس کو آپ نے آباد کیا تھا

آپ کا ایک ہی فرزند سیّد عزّ الدین عزّت المعروف سلطان عزّت تھا، ان کی کثیر اولاد تھی جن میں سے سید برہان الدینؒ کبیر زیادہ مشہور تھے آپ کو ریاست جموں پر بھی سلطنت حاصل تھی او ر دہلی تک آپ کا اثر و رسوخ تھا آپ نے بہرت پور کے نام سے ایک نئی آبادی کی بنیاد رکھی اور اس کو اپنی سکونت اور دار الامارت بنایا، جس کی بنا پر آپ کوسلطان بہرت کے عنوان سے بھی یاد کیا جاتا ہے

آپ کی وفات تقریباً ۶۷۵ھ مطابق ۱۲۷۷ء بمقام بہرت ضلع سرگودھا میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے آپ کے دو بیٹے سیدّ سلطان سکندر شاہ اور سیدّ سلطان نصرت شاہ تھے

حضرت سیّدسلطان سکندرشاہ منوّر کا ایک بیٹا بنام سیّد سلطان جلال الدّین علوی المعروف بابا شاہ سلطان علوی تھا جو بہت معنوی و روحانی شخصیت کے مالک تھے

سیّد سلطان جلال الدّین علوی المعروف بابا شا سلطان

آپ اپنا والد کی وفات کا بعد ۱۲۷۷ء میں مسندِ امارت پر بیٹھے، آپ کو علاقا کرانا بار سرگودھا کی ظاہری و باطنی سلطنت حاصل تھی، آپ نا بہت سی بستیاں آبادکیں اور عوام کی رفاہ و آسائش کا لیا بہت سا امور انجام دیا

جناب سیّدشریف احمدشرافت لکھتا ہیں کا :علاقا کرانا بار موضع رام دیانا کا قریب ایک ٹیلا ہا جو آپ کا نام سا مشہور ہا، ممکن ہا وہا آپکی سکونت رہی ہو اور وہ آبادی گردش زمانا سا ویران ہو گئی ہو((۱))

آپ کو فقاہت و روحانیّت اپنا آبائی سلسلا علویا سا وراثت میں ملیں، اس مقام پر بہی آپ صاحب ِقدرت و تصرّف رہا ہیں

وفات و مدفن

حضرت سید سلطان شاہ علوی کی وفات ۱۲ ربیع الثّانی۷۳۵ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۳۳۴ ء بروز ہفتا ہوئی اور رام دیانا ضلع سرگودھا میں دفن ہوئے ایک عارف نا آپ کا مادا تاریخ (و قُومُوا لِلّٰہِ قَانِتِین)((۲)) سا اخذ کرتا ہوئا سخی ِ دین، شریف الاقطاب، پیرِعاشقان، کبیر العشاق لکھا ہے((۳))

اولاد: تما علمائا انساب کا اتفاق ہا کا سیّد سلطان شاہ علوی کا بارہ بیٹا تها اور سب ہی بہت لائق فائق تها کسی پنجابی شاعر نا اپنا شعر میں بہی اس کا ذکر کیا ہا:

بارا پت سلطان دا سبہو چنگا (۴)

۱- ا تاریخ عبّاسی ص ۴۰۶ا

۲- ا آیا مجید۲۳۸ا، سورا بقره ا

۳- ا تاریخ عبّاسی، ص ۴۰۸ا

۴- ا حوالا ایضاً

خاندانی تذکرو

کو مطابق و سب کو سب اولیائ خدا میں سے تھے اسی لیے بابا جی نے انہیں ایک جگہ پر رہنے سے منع کیا اور سب کو مختلف مقامات پر چلے جانے کا حکم دیا تاکہ سلسلہ علویہ کو رونق اور مکتبِ امامیہ کو فروغ ملے اور اس طرح دشمنو اور حاسدو کے شر

سے بھی محفوظ رہیں

معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ فرصت نہ ہونے کی بنا پر ہم تما م شجرہ نگارو اور تذکرہ نویسو سے رابطہ نہ کر سکے اس لیے میں تین بیٹو کے نا م ہی فراہم ہو سکے ہیں: سید علی سلطان ، سید احمد سلطان اور سید سنگین سلطان

ان میں سے سیدعلی

سلطان المعروف باباسلطان کی اولاد ضلع راولپنڈی کےموضع ہوک اعوان، نئی آبادی سلطان آباد، چک امرال،گگن ، کہبہ بالا اور وادی سوا کےمتعدد مقامات میں آباد ہے اورسید احمد سلطان کی اولاد گجرات،منڈی بہاؤالدین اور جہلم کے مختلف مقامات میں آباد ہے لیکن ان کے دوسرے دس بیٹو کی اولاد کے بارے میں معلومات فراہم نہیں ہو سکیں، محترم قارئین اگر مطلع ہو تو ہمیں آگاہ فرما کر ممنون کرم فرمائیں، انشاء اللہ اگرممکن ہوسکا تو ہم آئندہ ایڈیشن میں اسے بھی ذکر دیں گے

حضرت بابا سیّد سلطان

نام و کنیت: آپ کا معروف نام سلطان ،کنیت ابو امر اور یہ کہ اصلی نام سید علی سلطان تھا بابا سلطان کے نام سے شہرت رکھتے تھے چونکہ آپ ریاست اعوان کے حاکم رہے نیز آپ کے والد کی شہرت بھی اپنے امرائی اور ریاستی لقب "سلطان" کے نام سے تھی، اس لیے آپ بھی اپنے امرائی اورآبائی لقب "سلطان" کے نام سے معروف ہو گئے

خاندان کے تذکرو کے مطابق آپ کے والد گرامی حضرت سید جلال الدین سلطان شاہ علوی علاقہ کرانہ بار موضع رام دیانہ، ضلع سرگودہا کے بہت بڑے ولیِ خدا تھے، ان کے

بار بی تی اور وہ سب کہ سب اولیائے خدا میں شمار ہوتے تھے،انہوں نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ وہ ایک مقام پر نہ رہیں بلکہ مختلف علاقوں میں سکونت اختیار کریں تاکہ اپنے آبا و اجداد کی سیرت پر چلتے ہوئے مختلف علاقوں میں جا کر لوگوں کو شرک و بت پرستی کی وادی سے نکال کر راہ توحید کی طرف دعوت دیں

کہا جاتا ہے کہ اس مشن کو لے کر حضرت بابا سلطان وادیٔ سوات میں آئے، اس توحید کی منادی کی معنوی اور روحانی شخصیّت سے متاثر ہو کر لوگ حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے تو یہ بات اس ریاست کہ ایک سکہ سردار کو پسند نہ آئی تو اس نے آپ کوقتل کرنے کی ناکام سازش کی

صدری روایت کہ مطابق اس نے آپ کو اپنے دربار میں بلوایا اور ایک خونخوار گھوڑے پر سوار ہونے کہ لیے اصرار کیا اور کہا: جناب سلطان ! میری ریاست کی حدود میں جہاں تک آپ کو یہ گھوڑا لے جائے وہ آپ کہ سپرد کر دوں گا، چونکہ وہ جانتا تھا کہ جو بلی اس وحشی گھوڑے پر سوار ہوتا ہے وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے

باباسیّد سلطان نے کہا: تو ولیٔ خدا حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی اولاد کو آزماتا ہے؟ تو پھر دیکھ! چنانچہ آپ اس خونخوار گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس کی پوری ریاست کہ گرد گھوم کر آگئے

سکہ سردار اس بات کو برداشت نہ کر سکا تو اس نے اپنے اہلکاروں کوحکم دیا کہ ان کہ ہاتھ اور پاؤں باندھ کر ایک کمرے میں ڈال دیا جائے اور پھر اس میں خونخوار گھوڑے کو چھوڑ دیا جائے

مگر جب صبح جا کر دیکھا! توبابا سلطان عبادت میں مشغول تھے اور گھوڑا ان کی حفاظت کہ لیے ایک طرف مستعد و چوکس کھڑا تھا

سکی سردار وحشت زدی ہو کر اپنی خاندان کو لی کر فرار ہوگیا ((۱)) تاریخ میں ایسی کئی مثالیں ذکر ہیں کہ حیوانوں اور غیر مسلموں نے بھی اولاد علی کا احترام کیا، مگر وہ لوگ کس قدر پست ہیں جو ظاہر میں مسلمان ہیں لیکن آل علی علیہ السلام کی توہین اور قتل کرنے میں جری ہیں۔

بعض لوگ ناقل ہیں کہ وہ گھوڑا دراز مدت تک آپ کی خدمت میں رہا اور جب یہ گھوڑا راہی اجل ہوا تو دریائے سوات کے کنارے اس کو دفن کردیا گیا۔

آپ کے حالات زندگی، کرامات نیز آپ کی اولاد کا تذکرہ اور آپ کے معزّز ترین اور طاہرین آبا و اجداد کا تفصیلی ذکر راقم کی کتاب "ولیٔ فیض رسان بابا سیدّ سلطان " میں ملاحظہ فرمائیے۔

وفات ومدفن: آپ کی وفات تقریبا ۷۵۴ھ مطابق ۱۳۵۳ء کے حدود میں ہوئی۔ دار فانی سے عروج کے بعد آپ کو دریائے سوات کے کنارے اڑانہ قلعہ کے قریب ہی دفن کیا گیا۔ جہاں پر اس ولی فیض رسان کا مزار شریف زیارت گاہ خواص و عام ہے۔

حضرت بابا سیّد سلطان کا نسب بیس واسطوں سے مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام سے ملتا ہے، آپ کے اجداد پاک اور طیّب و طاہر تھے جیسا کہ ہم زیارت نامہ میں پڑھتے ہیں:"اشہد انک طہر طاہر من طہر مطہر و اشہد انک کنت نوراً فی الاصلاب الشامِخَہِ و الارحام المطہرہ"(۲)

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ پاک و پاکیزہ ہیں اور پاک ہستیوں کی اولاد ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نور تھے بلند مرتبہ صلبوں میں اور پاکیزہ ارحام میں رہے"۔

۱- ۔ چترال درخشان قمر بنی ہاشم ابوالفضل العباس، ج۵، ص۲۷۷، طبع ایران۔

۲- ۔ مفاتیح الجنان، باب زیارات، شیخ عبّاس قمی۔

شجر ٔ نسب

حضرت باباالسّیدسلطان علوی (مرقدشریف سلطان آباد، وطن اصلی چکری رود، راولپنڈی) بن السیّدجلال الدّین المعروف باباشاہ سلطان علوی(مرقدمطہرارام دیانہ، سرگودہا) بن سیّدمحمدشاہ منّور علوی بن السیّد سکندر شاہ علوی بن السیّد برہان الدین عرف ببیر شاہ علوی بن السیّدگوہر علی علوی عرف گوراشاہ (مدفن کوہ کرانہ، سرگودہا) بن السیّدعزّالدین عرف سلطان عزّت علوی بن السیّداسحاق علوی بن السیّد عبدالحق سجن علوی بن السیّدزمان علی محسن علوی بن السیّد عون قطب شاہ علوی(مرقد مطہر مقبره القریش، کاظمین شریفین، بغداد، عراق) بن السیّد یعلیٰ ابوالقاسم علوی بن السیّد ابویعلیٰ حمزهالثانی علوی (مرقد مطہر حلّہ الحمزہ، عراق) بن السیّدالقاسم علوی بن السیّد علی علوی (مرقد باب طوریج کربلا) بن السیّد حمزّهالاکبرعلوی بن السیّد حسن العلوی بن السیّدعبیداللہ الر ئیس المدنی (مدفن جنت البقیع مدینہ منوّرہ) بن السیّدابوالفضل العبّاس الشہید (روضہ مبارکہ کربلائہ معلیٰ عراق) بن السیّد ابوالحسن حضرت امام علی بن ابی طالب (علیهم السلام) (روضہ مبارکہ نجف اشرف)(۱)

ص: ۱۸۷

۱- ۔ (۱) چہرہ درخشان قمر بنی ہاشم علیه السلام ، ص ۲۷۷؛ تاریخ عباسی علوی،سید شریف احمد شرافت؛ جمہرہ النسب،ص۳۱؛ عمدہ الطالب فی آل علی ابن ابیطالب،ص۳۵۶، جمال الدین احمد بن علی،متوفی ۸۲۸؛ خلاصه الاقوال لعلامه الحلّی؛ خلاصه الانساب، علامہ محمد نجف کرمانی؛المجدی فی انساب الطالبین،نجم الدین ابی الحسن علی بن محمد العلوی العمری؛ شجرہ الطیّبہ،ص۱۳۔۱۴؛ معجم الرجال، آیت اللہ العظمیٰ الخوئی؛ اعقاب وزراره ابوالفضل العبّاس مقدّمہ آیت اللہ العظمیٰ مرعشی قدّس سرّہ فی تاریخ زندگانی قمر بنی ہاشم، حسین عماد زادہ اصفہانی؛ منتہی الامال، شیخ عباس قمی؛ العبّاس، سیّد عبد الرّزاق موسوی المقّرم؛ ذکرالعبّاس، مولانا نجم الحسن کراروی؛ منتخب التواریخ،محمد ہاشم خراسانی؛ رجال النجاشی؛ انوار السیادت فی آثار السعادت، سید شریف احمدشرافت نوشاہی؛ حقیقه الاعوان، صوبیدار محمد رفیق علوی ہاشمی؛ ستارہ درخشان، ج۱۵،ص۵، علامہ محمد جواد نجفی؛ سرالسلسلهالعلویه، لابی نصر البخاری علق علیہ علامه السیّد صادق،بحرالعلوم المطبعه الحیدر یه فی النجف الاشرف؛ اولاد امیرالمؤمنین علیه السلام کیا علوی سادات ہیں؟،سید وزیر حسین علوی؛ قلمی شجرہ خاندان علوی و نسابہ حضرات شجرہ مؤلف :

راقم کا نسب بائیس واسطو سے حضرت بابا سیّد سلطان اور ان سے بیس واسطو سے سیّد الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی الله علیه و آله کے بھائی مولائے کائنات ابوالائمه والسّادات حضرت امام علی مرتضیٰ علیه السلام سے ملتا ہے۔(۱)

بابا سیدسلطان کی نسل سے صاحب کرامات حضرت السیّدشمس شاہ الشہید، علوی سادات کے جدِّمحترم، مرقد مطہر، قدیمی قبرستان کہوٹہ پر ہے۔

 جناب حجه الاسلام السیّد محمد زمان العلوی بن مولوی سید مصری جان کربلائی علوی، خطیب جمعه و جماعت پشاوریونیورسٹی صوبه سرحد، مرقد شریف نزدبقعه مبارکه حضرت سیّد صادق حسین مع شاہ کاظمی ،موضع کہوٹہ ، راولپنڈی

۱- .[۱] السیّدوزیر حسین العلوی ابن السیّددل باغ علوی الشہید ابن السیّد مقرّب علوی ابن السیّدشہباز علوی ابن السیّدغلام علی علوی بن السیّدعمیر علوی بن السیّد شمس شاہ الشہید (مرقد شریف کہوٹہ راولپنڈی) بن السیّدمیاں محمد علوی بن سید سلطان علی جنداعلوی بن السیّد سلطان سجاول علوی (مرقدشریف گگن) بن السیّدسلطان یوسف علوی بن السیّد سلطان بوطیّار علوی بن السیّد میاں راجا شاہ الشہید علوی(مرقد شریف ٹوک اعوان) بن السیّد سلطان عباس علوی بن السیّد سلطان جودی علوی بن السیّدعین الدین علوی بن السیّد سلطان عبادی علوی بن السیّد بدیع الدین علوی بن السیّد بدرالدین علوی بن السیّدغیاث الدّین علوی بن السیّد امرالدین علوی بن حضرت باباالسّیدسلطان علوی (مزارشریف سلطان آباد، ٹوک اعوان راولپنڈی) بن السیّدابوالمنصور جلال الدّین المعروف بابا سلطان شاہ علوی(متوفی ۷۳۴ھ؛ ۱۳۳۴ء مرقد مطہررام دیانہ، سرگودہا) بن سیّدمحمدشاہ منّور بن السیّد سکندر شاہ علوی بن السیّد برہان الدین علوی عرف کبیر شاہ بن السیّد گوہر علی علوی عرف گورا شاہ (متوفی ۱۲۵۷ء مدفن کوہ کرانہ، سرگودہا) بن السیّد عزّالدین علوی عرف سلطان عزّت شاہ بن السیّدعلی اسحاق علوی (مرقدسلطان کوہ) بن السیّد عبدالحق سجن شاہ علوی بن السیّد زمان علی محسن شاہ علوی بن السیّد عون قطب شاہ (مرقد مطہر مقبره القریش، کاظمین شریفین، بغداد، عراق) بن السیّد یعلیٰ ابوالقاسم بن السیّد ابویعلیٰ حمزهالثانی علوی (مرقد مطہر حلّه الحمزه، عراق) بن السیّدالقاسم علوی بن السیّد علی علوی(مرقد باب طوریج کربلا) بن السیّد حمزه الاکبر علوی بن السیّد حسن العلوی بن السیّدعبیداللہ الرئیس المدنی (م ۲۷ شوال ۱۲۰ مدفن جنت البقیع مدینه منوّره) بن السیّدابوالفضل العبّاس الشہید (روضه مبارکه کربلا معلیٰ عراق) بن السیّد ابوالحسن حضرت امام علی علیه السلام (روضه مبارکه نجف اشرف) بن سیّد البطحاء جناب ابی طالب ابن عبدالمطلب ابن السیّد ہاشم (علیهم السلام)

مرحوم جناب السیّدنادر علی عرف نذرا، بانی مجلس ۲۱ رمضان بسلسلہ شہادتِ اول المظلوم حضرت امیر المومنین علیہ السلام ، مدفن قدیمی قبر ستان کھیڑہ والا

مرحوم کے پوتے محترم جناب ابرار حسین صاحب اپنے والد مرحوم غلام حیدر بن نادر علی نذرا سے ایک دلچسپ کرامت نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں: کہ انگریز کے دورِ حکومت میں آپ عراق کے شہر نجف اشرف میں مولائے کائنات امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے روضہ مبارکہ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو وہاں آپ نے ایک عظیم الشّان کرامت دیکھی جس سے آپ نے حق و حقیقت کو پالیا۔روضہ مبارکہ پر حاضری دینے کے بعدجب آپ نماز پڑھنے کے لیے ہاتھ باندھتے تو کوئی غیبی قوت آپ کے ہاتھ کھول دیتی یہاں تک کہ آپ نے کئی بارہاتھ باندھنے کی کوشش کی مگر ہر بار کسی غیبی قوّت نے ہاتھ کھول دیے ، جب ایسا ہوا توآپ ایک عالم دین کے پاس گئے اور پیش آنے والے واقعہ کو بیان کیا !کہ اس عالم دین نے پوچھا؟ آپ کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟جواب میں آپ نے کہا جی میں ہندوستان سے آیا ہوں ، حضرت علی کی نسل سے ہوں اور سنی مذہب سے تعلق رکھتا ہوں۔اس وقت اس عالم دین نے کہا کہ حضرت علی بن ابی طالب کی اولاد ہو کر غیروں کا مذہب رکھتے ہواور ان کی بارگاہ میں آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کے طریقہ کے خلاف نماز میں ہاتھ باندھنے کی جسارت کرتے ہو۔سنو !اس کے بعد ہاتھ کھول کر نماز پڑھو اور اس کرامت اور عطا پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار رہو۔پھر آپ نے علماء کے مشورہ کے مطابق اس عظیم عنایت پرشکرانہ کے طور پر ہر سال ۲۱ ماہ رمضان بسلسلہ شہادت مولائے مظلوم امام علی علیہ السلام ایک مجلس عزا اور ختم قرآن مجید کا سلسلہ شروع کیا جو الحمد للہ آج تک برقرار ہے

معروف ادیب، خطاط اور سماجی خیر خواہ جناب السیّد خان زمان العلوی، اسلام آباد

 قرآنی فونٹ اور علوی نستعلیق سوفٹ ویئرز کے بانی محترم برادرالسیّد امجد حسین العلوی، پشاور

حضرت السیّدمیاں راجا الشہیدمرقد شریف، قدیمی قبرستان ٹوک الرانہ

 علامہ السیّدمحمد عوض علوی جونپوری متوفی ۱۱۸۰ھ، ہندوستان

 مولوی السیّد فتح محمد علوی متوفی ۱۸۲۴ء جونپور ہندوستان

 حضرت حاجی سیّدشاہ محمد نوشہ گنج بخش جن کا مزار رنمل شریف گجرات((۱))، پاکستان میں زیارت گاہ خاص وعام ہے، اس بزرگ کے عقیدت مند دنیا بھر میں موجود ہیں، ان کی اولادنوشاہی سادات کہلاتی ہے جن میں اکثرصاحبانِ علم ہیں اور بعض باطنی علوم پر بھی دسترس رکھتے ہیں،صوفی منش ہونے کے باوجودصوفیوں کی طرح رہبانیّت اختیار نہیں کرتے، خانقاہوں کے بجائے مساجد کو آباد کرتے ہیں اور تعلیماتِ حضرات محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ سے اپنی کتب اور نشرو اشاعت میں استفادہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سب کوقرآن اور اہل بیت (علیہم السلام) سے کما حقہٗ متمسک فرمائے تاریخ عبّاسی، سیادت علویہ،تاریخ نوشاہی ، انوار السیادت فی آثار السعادت اور دوسری متعدد تالیفات کے مؤلف جناب سیّد شریف احمد شرافت کا سلسلہ نسب حضرت حاجی سیّد محمد شاہ نوشہ گنج بخش سے ملتا ہے

۱- حضرت حاجی سیّدشاہ محمد نوشہ گنج بخش بن سیّد علاؤالدین حسین غازی شاہ بن سیّد شمس الدین الشہید بن سید جلال محمد بن سیدعبداللہ ذاکر ہو بن سید شاہ محمد بن سید گل محمد بن سید معزّالدین بن سید عبد الصمد بن سید عطاء اللہ بن سید عبد الاوّل بن سید محمود شاہ العرف پیر جالب شاہ بن سیّد احمد شاہ بن سید سلطان شاہ بن سید محمد شاہ منوّر بن سیّد سکندر شاہ بن سید کبیر شاہ بن سید گوہر علی گورا شاہ بن سید عزّ الدین عزّت شاہ بن سیدعلی اسحاق علوی (مرقد سلطان کوٹ) بن سید عبدالحق سجن شاہ بن سید زمان علی محسن شاہ بن السیّد عون قطب شاہ (مرقد مطہر مقبرہ القریش، کاظمین شریفین، بغداد، عراق) بن السیّد یعلیٰ قاسم بن السیّد ابویعلیٰ حمزہ الثانی (مرقدمطہر حلّہ الحمزہ، عراق) بن السیّدالقاسم بن السیّد علی (مرقد باب طوریج کربلا) بن السیّدحمزہ الاکبر بن السیّد حسن العلوی بن السیّدعبیداللہ بن السیّدابوالفضل العبّاس علمدار الشہید (روضہ مبارکہ کربلا معلیٰ عراق) بن سیّد الا ئمہ ابوالحسن امام علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (کتاب شجرہ شریف نوشاہی، ص۱۴۔۱۵، پیر سید ابو کمال برق نوشاہی)

 السیّد پیرمعروف حسین شا عارف نوشا ی العلوی((۱))، آپ اسی سلسلہ جلیلہ سے تعلق رکھتے ہیں ہیں ر دلعزیز معنوی شخصیت کے مالک ہیں، علوم ظاہری و باطنی کے ساتھ جہلم پاکستان اور بریڈ فورڈ برطانیہ میں مسندِ ارشاد رکھتے ہیں، انتہائی متواضع، خوش اخلاق اور علم دوست ہیں، آپ نے سلسلہ جلیلہ علویہ سے متعلق بہت سی مفید کتب شائع کی ہیں، زیارات مقدسہ عراق و حجاز اور حج بیت اللہ سے کئی بار مشرف ہو چکے ہیں((۲))

 معروف محقق پروفیسر السید محمد عارف نوشاہی، گارڈن کالج راولپنڈی

 حضرت پیرطریقت شمس العارفین السید شمس الدین العلوی متوفی ۱۲۱۴ مرقد سیال شریف ضلع سرگودہا آپ کاشجر نسب بتیس واسطوں سے حضرت سید زمان علی محسن شاہ ابن حضرت سیّد عون قطب شاہ سے ملتا ہے

 حضرت پیر سیّد فیض رسول داد علوی ، مہار شریف ضلع گوجرانوالہ، پاکستان

 حضرت پیر سید عبدالرحمان علوی ، مرقد محمدی شریف، ضلع سرگودہا

 پیرسیدّ فضل الدین قلندر علوی ، مزار چاچراں شریف، سرگودہا

 حضرت سید عبد الرحمن علوی، مرقد محمد ی شریف ضلع جھنگ ،پاکستان

 حضرت پیرشاہ غازی قلندر ، مرقدکھڈی شریف ضلع گجرات ،پاکستان

 السیدحافظ اسماعیل عرف میاں وڈا ، مرقد درس میاں وڈا، لاہور

 السید پیر مخدوم عبدالکریم، مرقد، لنگر مخدوم نزد چینوٹ پاکستان ((۳))

۱- السیّد پیرمعروف حسین شاہ عارف نوشاہی العلوی ابن سیّد چراغ محمد شاہ ابن شاہ اللہ دتہ بحرالعلوم ابن سید غلام محمد شاہ ابن سید حسن شاہ عارف ابن حافظ سید خان محمد شاہ ابن حافظ سید ابراہیم شاہ ابن سید سلطان محمد سعیدشاہ دلا ثانی ابن سید محمد ہاشم شاہ دریا دل ابن حضرت حاجی سیّد محمد شاہ نوشہ گنج بخش (شجرہ شریف نوشاہی ص ۱۱۵)

۲- چہلم درخشان قمر بنی ہاشم علیه السلام ، ج ۵ ، ص۲۸۳

۳- استفادہ از کتاب تاریخ سادات علوی اعوان مشائخ، زین العابدین

نواں باب

جناب اُمُّ البنین سے توسل و کرامات

عالم مجاہد آیہ اللہ العظمیٰ سید محمد حسین شیرازی، جناب عباس علیہ السلام کی عظمت وشخصیت کے موضوع پر گفتگو کر رہے تھے، آپ نے کہا: ایک شخص نے مکہ شہر کے عالم سے جناب عباس علیہ السلام کو دیکھا، اس نے آن جناب سے عرض کیا: مولا ایک ضرورت پیش آگئی ہے کس سے توسّل کروں تاکہ میری حاجت پوری ہو جائے، آنجناب نے جواب میں فرمایا، میری مادر گرامی جناب اُمُّ البنین سے توسّل اختیار کرو۔

توسّل کا معنی ہے تقرب الٰہی کے لیے کسی مقدس ہستی مثلاً انبیاء (علیہم السلام) اور اولیائے کرام کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ قرار دینا اورپروردگار ان کے واسطہ سے دعا کرنا اوراپنی مراد پانا۔

قرآن مجیدمیں ارشاد ربّ العزّت ہے:(یَاَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَابتَغُوا اِلَیهِ الوَسِیلَهَ وَجَاهِدُوا فِی سَبِیلِهِ لَعَلَّکُم تُفلِحُونَ)((۱))

۱- سورہ مائدہ، آیت ۳۵۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جد و جہد کرتے رہو شاید اس طرح تم کامیاب ہو جاؤ

صاحبان لِسان العرب اور صحاح اللغہ وغیرہ نے لکھا ہے: الوسیلہ ما یتقرّب بہ الیہ یعنی جس کے ذریعہ کسی دوسرے کا قرب حاصل کیا جائے اب یہ توسّل وتقرب عبادات، صدقات اور مقربان الٰہی کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے جیسے ارشاد ہے:(وَاستَعِینُوا بِالصَّبرِ وَالصَّلَاہ)(۱) روزہ اور نماز سے مدد مانگو

قرآن کہتا ہے: (قَالُوا یَاَبَانَا استَغفِر لَنَا ذُنُوبَنَا اِنَّا کُنَّا خَاطِئِینَ) ((۲))

ترجمہ: حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیٹوں نے کہا: اے ہمارے بابا! ہمارے گناہوں کی مغفرت کے لیے دعا کیجیے ، یقیناً ہم ہی خطا کار تھے"(قَالَ سَوفَ سَتَغفِرُ لَکُم رَبِّی)(۳)

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا: عنقریب میں تمہارے لیے اپنے ربّ سے مغفرت کی دعا کروں گا

عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ علی ابن ابی طالب ؑ کے واسطے سے یوں دعا مانگ رہے تھے:

"اَللّٰھُمَّ بِحَقِ عَلِی ٍ عَبدِ کَ اِغفِر لِلخَاطِئِینَ مِن اُمَّتِی"(۴)

اے اللہ تجھے اپنے بندے علی کا واسطہ میری امت کی خطاؤں کو بخش دے

اس طرح صحابۂ کرام یوں دعا کیا کرتے تھے:

۱- سورہ بقرہ، آیت ۴۵

۲- سورہ بقرہ ،آیت ۴۵

۳- سورہ یوسف، آیت۹۸

۴- مسند احمد بن حنبل،ج۴، ص۱۳۸

"اَللّٰھُمَّ اِنّی اَسئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیکَ بِنَبِیّکَ مُحَمَّد نَبِیِ الرَّحمَہِ"

" ا اللہ! تحقیق میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طر ف متوجہ ہوں تیرے پیغمبر نبی رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو وسیلہ سے"

امام شافعی بڑی آل نبی صلی اللہ علیہ و آلہ کو وسیلہ قرار دیتے تھے انہوں نے اپنے اشعار میں اس حقیقت کا بیان یوں کیا ہے:

آل النّبی ذریعتی

ھم الیہ وسیلتی

ارجوبھم غدا اعطی بیدی الیمین صحیفتی

پروردگار تک پہنچنے کے لیے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ کی آل میرے لیے وسیلہ ہیں میں ان کی وجہ سے امیدوار ہوں کہ میرا نامہ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں دیا جائے

الغرض آیات، روایات اور سیرۃ صحابہ اور علماء سے یہ بات ثابت ہے کہ توسّل جائز ہے اس کو شرک و بدعت کہنے والے جاہل اوربے شعور ہیں

حضرت اُمُّ البنین ولیّہ کامل تھیں، سیّد الاولیا حضرت علی مرتضی علیہ السلام کے عقد میں آنے سے پہلے اللہ کی طرف سے ان کو اس شادی کی بشارت مل چکی تھی، سیّداولیاء کا آپ کے احترام کا اہتمام کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ عظیم منزلت کی مالک تھیں

کوئی اندازہ کر سکتا ہے کہ جس کے بیٹے کہ دو کہکشاں ہوئے بازوؤں سے مادر حسنین شریفین، ملکہ کونین حضرت حضرت فاطمہ زہرا علیھا السلام روز محشر بابا کی امّت کی شفاعت کریں گی، خد ا کی بارگاہ میں اس کی عظمت کیا ہو گی

اس لیے آج عرب و عجم میں آپ کے فرزند حضرت عباس علمدار علیہ السلام کے علاوہ لوگ آپ کے توسّل سے مرادیں پا رہے ہیں یہ خاتون مسلمانوں کے نزدیک

ایک خاص عظمت و منزلت کی حامل ہے اور ان میں سے بہت سے معتقد ہیں کہ خداوند عالم کے نزدیک آپ کا بلند مرتبہ ہے اور اگر کوئی بیمار بارگاہ خدامیں آپ کو شفیع وواسطہ قرارد ے تو اس کا غم و اندوہ بر طرف ہو جائے گا، لہٰذا سختی اور عاجزی کے وقت اس عظیم المرتبت خاتون کو شفیع قرار دیتے ہیں اور سچ ہے کہ جناب اُمُّ البنین علیها السلام مقرب بارگاہ پروردگار ہیں کیونکہ آپ نے اپنے فرزندا ور جگر پاروں کو مخلصانہ طور پر خدا کی راہ میں دین حق کی سر بلندی کے لیے قربان کر دیا۔

سو ۱۰۰ صلوات ہدیہ

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ آقای سید محمود حسینی شاہرودی (متوفی ۱۷ شعبان ۱۲۹۴ ق) سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: جب میں مشکلات سے دوچار ہو تا ہوں تو جناب عباس علیه السلام کی مادرگرامی جناب ام البنین علیها السلام کے لیے سو مرتبہ درود پڑھتا ہوں تو میری مشکل آسان ہو جاتی ہے۔

یہ مجرب عمل ہے کہ جناب اُمُّ البنین علیها السلام کے لیے نذرکر نا اور آپ کے نام سے غریب و مسکین کو کھانا کھلا نا، دعا کی قبولیت کے لیے بہت مؤثر ہے۔(۱)

صلوات اور سورہ فاتحہ ہدیہ کرکے گمشدہ کو پانا

جناب اُمُّ البنین علیها السلام کی عظمت ومنزلت سے معرفت رکھنے والوں میں مشہور ہے کہ جب بھی کسی گمشدہ شئ کی تلاش ہو تو سورہ فاتحہ اور درود پڑھ کر آپ کو ہدیہ کریں تو خدا کے فضل و کرم سے گم شدہ چیز یاجس کی ضرورت ہے حاصل ہو جائے گی اور یہ عمل مجرب ہے۔

۱- ہفتہ درخشان قمر بنی ہاشم ابو الفضل العباس علیه السلام ، ج ۱، ص ۴۶۴۔

ختم سورۂ یٰسین

چار شب جمعہ دس مرتبہ سورۂ یٰسین کواس طرح پڑھاجائے تو انشاء اللہ دعا پوری ہوگی، پہلی شب جمعہ تین مرتبہ، دوسری شب جمعہ تین مرتبہ تیسری شب جمعہ تین مرتبہ اور چوتھی شب جمعہ ایک مر تبہ جناب عباس علیہ السلام کی طرف سے پڑھے اور اس کا ثواب آپ کی مادرگرامی جناب ام البنین علیہا السلام کو ہدیہ کر دے، انشاء اللہ دعا قبول اور حاجت پوری ہو گی۔((۱))

جناب اُمُّ البنین کی نیابت میں سفر کربلا

حضرت آیہاللہ العظمیٰ سید محمد روحانی ؒ (متوفی جمعہ ۱۹ ربیع الاوّل ۱۴۱۸ ہجری قمری) کا جناب اُمُّ البنین سے توسل کا طریقہ!

جناب حجہالاسلام والمسلمین شیخ محمد خلیلی نے ماہ شوال ۱۴۱۸ہجری قمری میں آیۃ اللہ العظمیٰ سید شہاب الدّین مرعشی نجفی کے گھر مجھ سے بیان کیا کہ مرحوم آیت اللہ سید محمد روحانی سخت مشکلات سے دو چار ہوتے تو جناب حضرت عباس علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت اُمُّ البنین علیہا السلام سے توسل کر تے تھے

جناب اُمُّ البنین علیہا السلام سے توسل کا طریقہ یہ تھا کہ نذر کر تے تھے پھر مشکلات بر طرف ہونے کے بعد کربلا جانے کے لیے کسی کو زادِ راہ دیتے تھے تاکہ وہ آپ کی نیابت میں زیارت کر ے

۱- ۔ حیاۃ العبّاس علیہ السلام ، ص ۴۶، شیخ جعفر

مجھ خوب یاد ہے کہ ۱۳۸۳ھجری قمری میں یہ افتخار یعنی جناب اُمُّ البنین کی طرف سے کربلا کی نیابتی زیارت کی لیے زادِ راہ مجھے نصیب ہوا، نصف دینار برابر دس درہم مجھے دیئے اور یہ اس زمانے میں تھا کہ جب کربلاے آنے جانے کا کرایہ چار درہم یا تین درہم ہوتا تھا۔

نیز بیان کرتے ہیں کہ حضرت آیۃ اللہ رو حانی نے فرمایا: ایک بار میرے دانتوں میں سخت درد ہوا، میں دانتوں کے ڈاکٹر کے پاس گیا، اتفاق سے ڈاکٹر نہیں تھا بس جب درد زیادہ ہوا تو میں نے فوراً نذر کی کہ اگر مجھے اس شدید درد سے نجات مل گئی تو آئندہ شب جمعہ کو جناب اُمُّ البنین علیھا السلام کی طرف سے نیابتاً کسی کو زیارت کے لیے بھیجوں گا، ابھی زیادہ دیر بھی نہ گزری تھی کہ درد بالکل ختم ہوگیا دوسرے دن عصر کے وقت گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک دو بارہ درد شروع ہوگیا، میرے ذہن میں آیا کہ ڈاکٹر آگیا ہو گا اب اس کے پاس جاؤں فوراً ڈاکٹر کی کلینک پر گیا، دیکھا کہ ڈاکٹر موجود ہے، جس دانت میں شدید دردتھا اور اس مدت میں اس عظیم المرتبت خاتون کی برکت سے آرام تھا اسے نکلوایا، خلیلی کہتے ہیں کہ جو افراد مشکلات سے دو چار تھے میں نے انہیں اس طریقہ کے ساتھ اس توسل کی تعلیم دی، انھو ں نے بھی عمل کیا اور مشکلات سے نجات حاصل کی۔

ہزار صلوات کا ختم

ہمارے معاشرے میں صرف حضرت عباس علیہ السلام ہی سے توسّل نہیں کیا جا تا بلکہ آن جنا ب کی مادرگرامی جناب اُمُّ البنین سے بھی توسل کیاجاتاہے۔

بہت نیک اور متدین افراد اپنی مشکلات بر طرف کرنے کے لیے جناب اُمُّ البنین سے توسل کر تے ہیں اور بہت جلدان کی حاجت پوری ہوجاتی ہے، اس سے معلوم ہو تا ہے کہ

خداوندعالم کی بارگا میں جناب اُمُّ البنین علیها السلام باعظمت اور بلند مرتبہ ہیں اس لیے چودہ معصوم (علیهم السلام) کے بعد جناب اُمُّ البنین کو بارگاہ خداوندی میں تقرّب کا وسیلہ قرار دیتے ہیں اور بارگاہ خداوندی سے اپنی مرادیں اور دعائیں مقبول پاتے ہیں اس کا طریقہ کتاب "مجموعہ علم جفر" میں اس طرح ذکر ہوا ہے

اس کا وقت نماز صبح یا نماز عشاء کے بعد ہے اور اگر اوّل ماہ شروع کریں تو بہتر ہے پہلے دن خاتم الانبیاء حضرت محمد بن عبداللہ صلی الله علیه و آله کی نیت سے، دوسرے دن حضرت امیر المؤمنین علیه السلام کی نیت سے، تیسرے دن حضرت فاطمہ زہرا علیها السلام کی نیت سے، چوتھے دن حضرت امام حسن مجتبی علیه السلام کی نیت سے پانچویں تا چودہویں دن چودہویں معصوم حضرت امام مہدی عجل الله تعالی فرجه کی نیت سے ہر روز ایک ہزار مرتبہ ذکر صلوات مع عجل اللہ فرجہم یوں پڑھے :

(اللہم صلی علی محمد وآل محمد و عجل فرجہم)

اور پندرہویں دن جناب حضرت عباس علیه السلام کی نیت سے، اور سولہویں دن جناب اُمُّ البنین کی نیت سے، سترویں دن جناب زینب کبری کی نیت سے ہزار مرتبہ درود پڑھے آخری دن درود پڑھنے کے بعد دعائیہ توسّل جو کہ معروف ہے اور مفاتیح الجنان میں ذکر ہے جس کا پہلا جملہ، "اللّٰہمّ انّی اسئلک و اتوجہ الیک بنبیک نبی الرحمہ"ہے پڑھے، مذکورہ کتاب میں ایک موثق و معتمد آدمی سے نقل ہوا ہے کہ چند لوگوں نے مل کر اس عمل کو انجام دیا اور آخری عمل میں حضرت ابوالفضل العباس علیه السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آنجناب نے ان سے فرمایا "حاجتکم مقضیه" یعنی تمہاری دعا قبول ہو گئی

اس شخص نے قسم کھائی ہے کہ ہم چند افراد تھے کہ ہم میں سے ہر ایک کی دعا پوری ہوئی (از حجه الاسلام آقای سید مرتضی مجتہدی سیستانی)

اُمُّ البنین کودس مرتبہ زیاراتِ عاشورا کا ہدیہ

جناب محمد حسین رقم طراز ہیں: جمہوری اسلامی ایران کی فوج میں ۳۰ سال خدمت کے بعد جب میں ریٹائر ہوا تو پہلے ادارہ تبلیغات اسلامی اور اس کے بعد کرج کے ایک مرکزی ادارہ کی طرف سے جلسہ نوحہ ومرثیہ خوانی کی تعلیم دی جاتی ہے حقیر کو دعوت دی گئی کہ میں طلباء کومقتل خوانی اور نوحہ ومرثیہ پڑھنے کی تعلیم دوں بات قابل ذکر ہے کہ میں اب تک چار کتابیں "پیام خون" کے عنوان سے لکھ کر نوحہ ومر ثیہ پڑھنے والوں کو ہدیہ کرچکا ہوں

ایک بارمیں جمعہ کے دن عصرکے وقت جب کہ کلاس کا وقت تھا، میں کرسی کے پیچھے کھڑا ہو کرقرآن ونوحہ ومرثیہ کا درس دے رہا تھا کہ ایک طالب علم آیا اور اس نے کہا: میرے بابا موت کے کنار ہیں، یہاں تک کہ میں نے انہیں قبلہ رخ کردیا ہے، میں اس لیے آیا ہوں تاکہ آپ کو خبردے کر واپس چلاجاؤں، میں نے اس سے کہا: میں تمہیں حضرت فاطمہ زہرا

علیہا السلام کی ایک حدیث سناتاہوں، آپ نے کہا: "ایک دن میں نے اپنے بابارسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے دریافت کیا: باباجان! دعا کی قبولیت کا وقت کون سا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا: یہ روز جمعہ غروب کا وقت ہے"، لہٰذا تم دعا کرتے ہیں، البتہ بہتر ہے کہ تم بھی نذر مان لو، اس نے کہا: میں اس قدر پریشان ہوں کہ نہیں معلوم کہ کیا کروں؟ آپ خود میری راہنمائی کیجئے

میں نے کہا: ابھی نذر مان لو کہ بابا کی نجات کے لیے دس بار زیارت عاشورا پڑھ کر اس کاثواب جناب ام البنین علیہا السلام کو ہدیہ کروں گا

ص: ۲۰۰

اس نے کہا: ایک دن، میں ایسا ہی کروں گا اور پھر گھر واپس چلا گیا، گھر پہنچ کر تعجب سے دیکھا کہ اس کے باباجان صحن میں وضو کر کے مغرب کی نماز کے لیے تیاری کر رہے تھے! جب اس نے حال پوچھا؟ تو بابا نے جواب دیا کہ:

تقریبا آدھا گھنٹہ پہلے ایک دم بخار اتر گیا، اور بیماری کے اثرات جاتے رہے چونکہ خود اس مرثیہ خوان اور اس کے باباسے اجازت نہیں لی تھی، لہٰذا شاید راضی نہ ہوں کہ ان کا نام لوں البتہ اس کا باپ ابھی تک صحیح وسالم اور معماری کے کام میں مشغول ہیں

جناب ام البنین کے توسّل سے شفاء

۲۴رمضان المبارک ۱۴۲۰ میری بیوی نے مجھ سے کہا: میری بغل میں انتہائی کہ برابر ایک غدود نکل آیا ہے، ہم ان کو چیک اَپ کے لیے ڈاکٹر کے پاس لے گئے، رپورٹ دیکھنے سے پتہ چلا مجھے معلوم ہوگیا تھا کہ غدود ہے اور اس کا اندازہ مجھے ڈاکٹر کے اشارے اور دیگر ذمہ دار افراد کی نگاہوں سے ہی ہوگیا تھا لہٰذا آئمہ (علیہم السلام) سے توسّل کیا خاص کر حضرت علی علیہ السلام ، حضرت فاطمہ زہرا اور حضرت اُمُّ البنین سے

جب کہ ابھی چیک اَپ کی رپورٹ نہیں آئی تھی، کہ ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھے آواز دے رہا ہے مگر اس کا چہرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا وہ فرمارہے تھے! اے فرزند جعفر ! تمہیں مبارک ہو کہ تمہاری زوجہ کو ہم نے شفا دے دی ہے، میں نیند سے بیدار ہو گیا، بہت خوش تھا، میں نے نماز شب پڑھی اور پھر سو گیا، دوبارہ خواب میں دیکھا کہ حضرت علی علیہ السلام ، جناب اُمُّ البنین علیہا السلام کہ ساتھ تشریف لائے ہیں، میں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوااور جناب اُمُّ البنین بھی میری اہلیہ کے پاس

بی گئی اور آپ نے اپنا ہاتھ غدود کی جگہ رکھا اچانک میں بیدار ہوا اور دوبارہ خدا کا شکرادا کیا پھرحضرت علی علیه السلام ، جناب فاطمہ زہرا علیها السلام اورحضرت اُمُّ البنین علیها السلام کا شکریہ اداکیا

مجھے یقین ہوگیا تھا کہ انشاء شفا مل گئی، اس سے پہلے کہ چیک اَپ کی رپورٹ آئے میں نے ایک انجمن کو گھر پر مدعو کیااور اہل بیت کے کہ لطف وکرم کا شکریہ ادا کرنے کے لیے مجلس عزا برپا کی، نیز جب رپورٹ مل گئی اور ڈاکٹر کو دکھائی تو ڈاکٹر مسکرا دیا، جب کہ اصلی ڈاکٹر (حضرت ابو الفضل العباس علیه السلام) اس سے پہلے بتا چکے تھے

جناب اُمُّ البنین کا دستر خوان

حجتہ الاسلام والمسلمین آقا صادق واعظ جو خاندان عصمت وطہارت اہل بیت (علیهم السلام) کے چاہنے والے ہیں اور حوزہ علمیہ قم میں رہتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سال میں تہران مجلس پڑھنے گیا، نومحرم کو ٹیکسی میں سوار ہوا تاکہ مسجد آیت اللہ زادہ سید احمد برو جردی کی طرف جاؤں، راستہ میدان شہداء کی طرف سے تھا، جہاں ماتمی انجمنوں کی آمد ورفت کہ سبب بہت بھیڑ تھی، ڈرائیور نے کہا: کیا خبر ہے؟ آج تو بہت ہجوم ہے!! میں نے کہا: کیاتم مسلمان نہیں ہو؟ آج ۹محرم ہے، عزاداری اہل بیت (علیهم السلام) کا دن ہے، اس نے کہا: میں عیسائی ہوں، میں نے کہا: آج جناب عباس علمدار علیه السلام کا دن ہے

اس نے کہا: میں حضرت ابو الفضل العباس علیه السلام کو بخوبی جانتا ہوں، اس کے بعد اس نے بیان کیا کہ: میری کوئی اولاد نہیں تھی، کچھ عرصہ کے بعد جب بچہ ہوا تواس کے دونوں پاؤں پر فالج پڑ گیا جو کچھ مال ودولت تھی سب خرچ کردی، گھر اور گاڑی بھی فروخت دیے، مگر کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا ایک شب جب گھر آیا تو دیکھا کہ بیوی رورہی تھی، میں نے کہا: کیا ہوا؟ کہنے لگی:

آج مکان کی مالکہ نے مجھے جناب اُمُّ البنین کے دسترخوان پر دعوت دی اس نے مجھ سے کہا کہ: میں اپنی مفلوج بچی کی شفا کے لیے جناب اُمُّ البنین علیها السلام کے فرزند جناب ابوالفضل العباس علیه السلام سے متوسل ہوں تاکہ وہ شفا پائے میں نے دریافت کیا! یہ اُمُّ البنین کون ہیں؟

میری بیگم نے کہا: آئیے آج ہم دونوں بچی کو لے کر چلتے ہیں اور اُن سے توسّل کرتے ہیں، ہم نے اسی طرح توسّل کیا، اورجب رات کے وقت ہم برآمدے (دالان) میں سوئے ہوئے تھے کہ آدھی رات کومیں نے دیکھا کہ بچی اٹھا اور دوڑنے لگا! میں نے کہا: بیٹی کیا ہوا؟ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا، کہنے لگا: یہ آقا جو گھوڑے پرسوار ہیں انہوں نے مجھے شفا دی ہے یہ حضرت ابو الفضل العباس علیه السلام کا معجزہ تھا

میں آج ہی کربلا کا ویزا چاہتا ہوں

حضرت آیۃ اللہ سیّد طیّب جزائری تحریر کرتے ہیں:

تقریباً ۱۳۴۱ ہ ش بمطابق ۱۳۸۲ ہ کا واقعہ ہے کہ جب میں نجف اشرف میں رہتا تھا تو سال میں ایک دفعہ تبلیغ کے لیے پاکستان جاتاتھا

اس سفر میں ایک بار مشہد مقدس میں ایک پاکستانی عالم دین سے کہ جن کا نام اس وقت مجھے یاد نہیں ہے ان سے ملاقا ت کی، میں نے ان سے دریافت کیا: مشہد کی زیارت کے بعد آپ کا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: پاکستان واپس جاؤں گا! میں نے کہا: مولانا صاحب! کیا یہ افسوس کی بات نہیں کہ انسان اتنی دور سے سفر کرکے مشہد تک آئے اور یہاں سے واپس چلاجائے اور کربلا ونجف زیارت کے لیے نہ جائے؟ جب کہ یہاں سے کربلا تک نصف راستے ہے

میری یہ بات موثر واقع ہوئی اور انہوں نے قبول کیا کہ کربلا چلیں گے، لہٰذا ہم ایک ساتھ مشہد سے تہران آئے اور عراقی سفارت خانہ گئے، وہاں دیکھا کہ سفارت خانہ کا دروازہ بند ہے اور زائر فٹ پاتھ (سڑک کے اطراف کا وہ حصہ جہاں لوگ پا پیادہ چلتے ہیں) پر بستر بچھا کر لیٹے ہوئے ہیں، ان میں سے ایک شخص نے کہا: میں دودن سے یہاں ہوں دوسرے نے کہا میں تین دن پہلے سے یہاں ہوں ویزہ دینے میں بہت سختی کررہے ہیں یہاں تک کہ سفارت خانہ کا دروازہ بھی بہت کم کھلتا ہے

میں نے اس شخص سے کہاجو میرے ساتھ تھا، آپ کربلاجانا چاہتے ہیں؟

اس نے کہا، مشہد سے تہران کس لیے آیاہوں؟

میں نے کہا، عراقی ویزا کی حالت تو ایسی ہے، لہٰذا کیسے کربلا جاؤ گے؟

اس نے کہا: نہیں معلوم!میں نے کہا: اس کاراہ حل مجھے معلوم ہے

اس نے کہا، وہ کیا ہے؟

میں نے کہا، جناب اُمُّ البنین علیھا السلام کے لیے ایک ہزار مرتبہ درود پڑھنے کی نذرکرو، میں بھی ایسی ہی نذر کرتاہوں، انشااللہ ویزا مل جائے گا

ہم دونوں نے نذر کی کہ ہزار ہزار مرتبہ درود پڑھ کر جناب اُمُّ البنین کوہدیہ کریں گے اس کے بعدبہت دیر سفارت خانہ کے دروازہ پر کھڑے رہے، دیکھا کہ وہاں آمد و رفت کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہیں

امید کا درکھلا

اچانک میرے دوست نے کہا، جناب میرے پاس سفیرپاکستان کے نام ایک خط ہے، بہر حال جب یہاں تک آگئے ہیں تو

آیئے ساتھ چلتے ہیں اور یہ خط انہیں دے دیتے ہیں پھر دوبارہ واپس آجائیے دیکھتے ہیں اس وقت تک کیاہوتاہے

ہم ٹیکسی میں سوار ہوکر سفارت خانہ پاکستان گئے وہاں پہنچ کر اس شخص کودیکھا اور اسے خط دیا، اس شخص نے ہمارا کافی احترام کیااور کہا: آپ تہران کے بعد کہاں جائیں گے؟ ہم نے کہا، ہم دونوں عراق جانا چاہتے ہیں اگرویزے مل جائے

اس نے کہا، اتفاق سے میرابھی عراق جانے کا ارادہ ہے آپ تھوڑا انتظار کیجئے تاکہ میں ضروری کاغذات و اسناد جمع کر لوں پھر ساتھ چلتے ہیں، میں آپ کے لیے بھی ویزے لے لوں گا

وہ یہ کہہ کر ایک دوسرے کمرے میں چلاگیااور اپنے مدارک ٹائپ کرنے لگا،

امید کادرپھر بندہوگیا کچھ دیر بعد کمرے سے باہر آیا اور کہا: میری ٹائپ مشین خراب ہوگئی ہے، تھوڑی دیر اور انتظار کیجیے تاکہ لیٹر ٹائپ کر کے آپ کے ساتھ چلوں یہ کہہ کردوبارہ گیااور ٹائپ کرنے لگا اس وقت میں ویزا کے لیے پریشان ہوا کیونکہ ویزا دینے کا وقت جو سفارت خانہ کے دروازے پر لکھا ہوا تھا وہ ایک بجے تک تھا اور اس وقت تقریبا گیارہ بج چکے تھے اور ان کے آنے کی کوئی خبر نہیں تھی اور وقت ختم ہورہاتھا اسی اثنامیں وہ شخص دوبارہ کمرے سے باہر آیا اس کے ہاتھ میں ایک نامہ تھا اس نے کہا، نہیں معلوم کہ کیا مصلحت ہے! مشین خراب ہو گئی ہے اورمیرے اسناد لکھے نہیں گئے لیکن اتنا کام کردیا ہے کہ میں نے آپ دونوں کے لیے عراقی قونسلیے کے نام خط لکھ دیا ہے امید ہے کہ آپ کا کام ہوجائے گا

ہم نے جلدی سے اس کے ہاتھ سے نامہ لیا اور تیزی کے ساتھ سفارت خانہ سے باہر نکل گئے ا ور ٹیکسی میں سوار ہوکر ہم سفارت خانہ کے لیے روانہ ہوگئے، گھڑی دیکھی تو بارہ سے زیادہ بج چکے تھے

ہماری ٹیکسی تیزی سے عراقی سفارت خانہ کی طرف چل رہی تھی میں نے دل میں کہا: کہ ہماری ایک دو مشکل نہیں ہے

بلکہ کئی مشکلات ہیں، پہلی مشکل یہ کہ نام کس دینا ہے؟ چونکہ وہ سفارت خانہ کا دروازہ کسی کے لیے نہیں کھولتے، دوسری مشکل یہ کہ وہ ہمیں کونسلیٹ سے ملنے نہیں دیں گے، تیسری مشکل یہ کہ معلوم نہیں اس خط میں کوئی اثر بھی ہے یا نہیں، کیونکہ ہم پاکستانی سفارت خانہ کے آدمی تو نہیں ہیں بلکہ عام آدمی ہیں، اس وقت میں نے کہا: اے شہزادی اُمُّ البنین مجھے کربلا جانے کے لیے عراق کا ویزا چاہیے اور آج ہی چاہیے ، کل نہیں، اس لیے کہ اگر کل ویزا ملے گا تو یہ ایک عادی چیز ہو جائے گی اور میں چاہتا ہوں کہ غیر عادی طریقے سے ملے، کیونکہ میں جانتا ہوں آج اس کم وقت میں ویزا ملنا محال ہے لہٰذا اگر آج ویزا مل گیاتو مجھے سو فیصد یقین ہوجائے گا کہ یہ کام آپ کے لطف وکرم سے ہوا ہے

خلاصہ یہ کہ گاڑی نے ہمیں سفارت خانہ کے سامنے اتاردیا، وہاں پہنچ کر عجیب چیز یہ نظر آئی کہ جب ہم سفارت خانہ پر پہنچے تو سفارت خانہ کا دروازہ کھل گیا اور وہاں سے ایک انگریز باہر آیا، میں فوراًاس دوست کے ساتھ اندر داخل ہوگیا، گیٹ کیپر نے پوچھا، کیوں آئے ہو؟ میں نے بغیر کچھ کہے وہ نامہ اس کے ہاتھ میں دے دیا، اس نے در وازہ بند کر کے کہا: یہیں کھڑے ہوجائیے، جب تک کہ میں واپس نہ آجاؤں یہ کہہ کر چلاگیا

ہم دونوں وہیں کھڑے ہوگئے، میں دل میں کہنے لگا: احتما ل قوی یہ ہے کہ یہ شخص ابھی واپس آئے گا اور اگر اس نے منفی جواب بھی نہیں دیا، تو حتماً یہی کہے گا کہ جایئے کل آنا، اس کے علاوہ ممکن نہیں ہے، سوائے اس کے کہ کوئی معجزہ ہوجائے اسی اثنا میں وہ واپس آیا اور اس نے پوچھا، فولہٰ کر آئے ہو، ہم نے کہا جی ہاں! اس نے کہا: ان فارموں کوپر کرو

ہم چاہتے ہیں کہ فارموں کواطمینان سے بھریں کیونکہ اس میں کافی مختلف پیچیدہ سوالات ہیں احتمال تھا کہ اگر جواب میں غلطی ہوگئی تو ویزا ردہو جائے گا، لہٰذا فارم پُر کرنے کے لیے کافی وقت درکار تھا، لیکن دربان نے ہمیں زیادہ مہلت نہیں دی اور کہا، جلدی کیجیے،

کونسلیٹ جا رہا ہوں، ہم نے بڑی تیزی سے الٹا سیدھا، باپ کے نام کی جگہ ماں کا نام اور ماں کے نام کی جگہ باپ کا نام لکھ کر، جیسا بڑی ہوا بڑ دیا اور فوٹو و پاسپورٹ کے ساتھ اس شخص کو دے دیا اس نے فارم اور پاسپورٹ لیکر کہا: آپ جائیے اور ایک ہفتے کے بعد کے سامنے آ کر کے ہوجائیے گا

ہم باہر آگئے، گھنٹے ی دیکھی اور ایک بجنے میں ۲۰منٹ تھے پہلے ہی کے سامنے آکر کھڑے ہوگئے ،حالانکہ دل دھک رہا تھا، کیونکہ معلوم نہیں تھا کہ آخر کار کیا ہوگا؟

ٹھیک ایک بجے کے کی کھلی، سب سے پہلے نام جوپکارا گیاوہ میرا تھا اور دوسرا میرے دوست کا تھا! پاسپورٹ ہمیں دے دئیے، البتہ ابھی تک یقین نہیں ہورہا تھا، کہ کام صحیح طور پر ہوگیا ہے، میں نے جلدی سے پاسپورٹ کھولا تو دیکھا کہ تین مہینے کا ویزا لگ گیا ہے، اس قدر خوش ہوا کہ بس خدا ہی جانتا ہے، یہاں تک کہ خوشی سے میری آنکھوں میں آنسو آگئے

اس کے بعد ہم فوراً تہران میں حضرت عبدالعظیم علیہ السلام کی زیارت کے لیے گئے اور زیارت ونماز کے بعد ہم دونوں نے ایک ہزار کے بجائے دو دو ہزار درود پڑھ کر حضرت اُمُّ البنین علیہ السلام کو ہدیہ کیا خدا وند عالم سب کی دعاؤں کو حضرت باب الحوائج جناب قمر بنی ہاشم ابوالفضل العباس علیہ السلام کی مادر گرامی کی برکت سے قبول فرمائے، آمین

خدا نے ہم پر بڑا رحم کیا

حامی دین اور مروج مکتب اہل بیت عصمت وطہارت (علیہم السلام) جناب شیخ علی میرخلف زادہ ایک متدین آدمی ہیں وہ بیان کر تے ہیں!

میں نے ۱۳۶۵ شمسی میں ایک گھر خریدا، میں نے اپنے اختیار میں مکان لینے کے بعد ارادہ کیا کہ اس میں ہاتھ منہ دھو نے کے لیے بیسن بناؤں، میں نے جیسے ہی پتھاؤ مارا

فو راً کمر نیچے آگیا خدا نے ہم پر بڑا رحم وکرم کیا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا، اس کے بعد ہم کہنے لگے اب کیا کیا جائے؟

چونکہ گھر بنانے کے لیے پیسے نہیں تھے، لہٰذا رہنے کا انتظام کہاں ہو؟ یہاں تک کہ ضرورت کے مطابق پیسے کہاں سے آئے؟

اس بات کو کئی مہینے ہوگئے اور پھر حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ کی طرف سے لطف کرم ہوا، اور مجھے گھربنانے کی استطاعت نصیب ہوئی، جب شہر کے بلدیے کا آدمی اس گھر کودیکھنے آیا تو اس نے کافی نقص بتائے اور ہمارے کام کو روک دیا، میں نے جناب ام البنین علیہا السلام کی طرف سے سلامتی حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ کے لیے ۱۰۰مرتبہ درود پڑھنے کی نذرکی تاکہ میراکام جلدی حل ہوجا ئے، جیسے ہی درود پڑھ کرفارغ ہوا تو بلدیے کا انجنیئرآیا اوراس نے مجھے آواز دے کر کہا تمہاراکام ٹھیک ہوگیا ہے کوئی مشکل نہیں ہے لہٰذا جس کام کوکئی مہینے لگنے تھے وہ دود ن میں حل ہوگیا، اور یہ مشکل اسی درود کی برکت سے حل ہوئی اللھم صلی علی محمد وآل محمد و عجل فرجھم

میری مادر گرامی کی زیارت کے لیے کیوں نہیں گئے؟

اشارہ

عبد الرسول علی الصفار بہت مشہور تاجر ہیں وہ ناقل ہے کہ میں تقریباً ۱۳۱۹ میں خانہ کعبہ، حضرت رسول اکر م صلی اللہ علیہ و آلہ اور اہل بیت (علیہم السلام) کی زیارت سے مشرف ہوا اس میں ہمارے ایک دوست سیدہادی جو کہ قبیلہ فرات کے رئیسوں میں سے تھے نیز انقلابی آدمی تھے اور دوسرے شیخ عبد العباس جو قبیلہ آل فتلہ کے رئیس تھے، ہم قبرِ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ اورقبور ائمہ (علیہم السلام) کی زیارت کے لیے مدینہ میں داخل ہوئے اور چند روز وہیں قیام کیا

ایک دن عصر کے وقت حسب عادت قبورِ اہل بیت (علیہم السلام) کی زیارت کا ارادہ کیا، زیارت کے بعد اہل بیت (علیہم السلام) سے منسوب افراد اور دیگر بعض اصحابِ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ کی زیارت کو گئے یہاں جناب عباس علمدار علیہ السلام کی مادر گرامی حضرت اُمُّ البنین علیہا السلام کی قبر مبارک ہے، میں نے عبدالعبّاس سے کہا: آیئے! جناب اُمُّ البنین علیہا السلام کی قبر بھی زیارت کرتے ہیں لیکن اس نے بے اعتنائی سے کہا: آئیے چلو یئے! واپس چلتے ہیں

چاہتے ہو کہ ہم ان خواتین کی قبور کی بھی زیارت کریں؟ !یہ کہہ کر وہ ہمیں چھوڑکر بقیع سے نکل گیا، پھر میں نے اور سید ہادی نے مرقدِاُمُّ البنین علیہا السلام کی زیارت کی، زیارت کے بعد ہم گھر آئے، رات میں ہم اور عبد العبّاس ایک ساتھ کمرے میں سوئے دوسرے دن جب صبح سویرے نیند سے بیدار ہوئے تو میں نے دیکھاکہ عبدالعباس بستر پر نہیں ہیں، کچھ دیر ان کا انتظار کیا کہ شاید حمام گئے ہوں لیکن مجھے انتظار کرتے ہوئے کافی دیر ہو گئی مگروہ واپس نہیں آئے میں ان کی فکر کرنے لگا دوسرے دوست سید ہادی کو نیند سے بیدارکیا اور کہاکہ عبدالعبّاس کا بستر اور سامان تو یہاں ہے مگر وہ خود نہیں ہے، کسی کو ان کی کوئی خبر نہیں تھی، ہم ان کے بارے میں بہت پریشان ہوگئے، آخر کارہم نے یہ سوچا کہ چل کر انہیں تلاش کریں مگرخود سے کہنے لگے کہ انہیں کہاں تلاش کریں؟ انہیں کس طرح تلاش کیاجائے اور کس سے معلوم کریں؟

بہر حال کچھ دیر بعد اچانک دروازے کھلا اور عبدالعبّاس اس کمرے میں داخل ہوئے درحالانکہ بہت متاثر نظر آرہے تھے اور ان کی آنکھیں گریے سے سرخ تھیں ہم نے ان سے کہا: انشاء اللہ خیریت ہے نا؟

کہاں تھے؟ تمہیں کیاہوگیاہے؟ جو یہ حالت بنا رکھی ہے!

اس نے کہاچھوڑئیے! کچھ دیر آرام کرلوں بعد میں بتاؤں گا

تو ی دیر آرام کرنے کے بعد کہا: تمہیں یاد ہو گا کہ کل میں تکبّر کرتے ہوئے بے اعتنائی کے ساتھ جناب ام البنین علیها السلام کی زیارت کیے بغیر بقیع سے نکل آیا

میں نے کہا: ہاں!

اس نے کہا: صبح صادق سے پہلے میں نے خود کو خواب میں حضرت عباس علیه السلام

کے صحن میں پایا، لوگ اندر حرم میں داخل ہو رہے تھے، میں نے حضرت ابو الفضل العباس علیه السلام کی زیارت کے لیے کافی کو شش کی کہ لوگوں کے ساتھ حرم مبارک میں داخل ہو جاؤں لیکن داخل ہونے سے نگہبان نے مجھے روک دیا تھا، مجھے بڑا تعجب ہوا، میں نے پوچھا:مجھے کیوں روک رہے ہو؟ اور مجھے کیوں اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے؟

نگہبان نے کہا: درحقیقت مجھے مو لا عباس علیه السلام نے حکم دیا ہے کہ تمہیں اندر داخل نہ ہونے دوں میں نے نگہبان سے پوچھا: آخر کیوں؟ اس نے جواب دیا: مجھے نہیں معلوم

خلاصہ یہ ہے کہ میں نے لاکھ سعی وکوشش کی مگر مجھے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی باوجود یکہ میں نے گریہ اور مجبوراً توسّل کیا، یہاں تک کہ تھک گیا، جب میں نے دیکھا کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے، تو میں نے نگہبان سے جاکر گزارش کی کہ آپ مولا عباس علیه السلام کے پاس جاکر حضرت سے حرم مطہر میں داخل نہ ہونے کی وجہ پوچھئے، نگہبان گیا اور اس نے آکر کہا: مولا وآقا نے فرمایا: کہ تم نے میری مادر گرامی کی قبر زیارت سے کیوں گریز کیا؟ چونکہ تم نے ان سے بے اعتنائی کی؟ !اس بناپر میں تمہیں اپنے حرم میں بھی داخل ہو نے کی اجازت نہیں دوں گا جب تک کہ ان کی زیارت کو نہ جاؤ گے

یہ دیکھ کر میں بہت پریشان ہوا اور نیند سے بیدار ہوا اور جلدی سے حضرت اُمُّ البنین علیہا السلام کی قبر مطہر کی زیارت کی لیے بقیع گیا تاکہ ان سے گستاخی کی معذرت کروں تاکہ آپ اپنے فرزند سے میری شفاعت کریں، لہٰذا میں بقیع گیا تھا اور اب انہیں کے پاس سے واپس آیا ہوں

ڈاکٹر حیران رہ گئے!

قدس ہاؤن کے امام جمعہ حجۃ الاسلام جناب سید جواد موسوی زنجانی نے جناب اُمُّ البنین علیہا السلام کی ایک کرامت تحریر کی ہے کہ:

میری بیٹی بیمار ایک دن اسکول سے واپس آئی تو اس کے سر میں شدید درد ہو رہا تھا نیز اس کے چہرے سے پریشانی اور بیماری کے آثار ظاہر تھے وہ معدے کی بیماری میں مبتلا رہتی تھی، اس کی یہ حالت دیکھ کر میں بہت پریشان ہوا اوراسے ڈاکٹر شمس صاحب کے پاس لے گیا لیکن افسوس کہ ڈاکٹر نے بیماری کو تشخیص دینے میں غلطی کی اس نے کہا: کوئی خاص بات نہیں ہے اسے کچھ سردی لگ گئی ہے اورپٹر اس نے اس کے لیے دوا کا نسخہ لکھا اور ساتھ کہا :کہ آج رات میری سینا ہسپتال میں ڈیوٹی ہے، اگر بیمارکی حالت اچھی نہ ہو تو مجھ سے فوراً رابطہ قائم کرنا

بیمار نے دواکھائی مگرکوئی فائدہ نہیں ہوا بلکہ اس کے برخلاف طبیعت سخت ناساز ہوتی گئی، پس نصف شب کے بعد ہم نے ڈاکٹر صاحب سے جو سینا ہسپتال میں تھا رابطہ کیا اور کہا: آپ کی دواء نے کوئی فائدہ نہیں دیا اور بچی اس وقت بے ہوشی کی حالت میں ہے ڈاکٹر نے کہا، بیمارکو فوراًٹر ہسپتال میں لے جائیے، لہٰذا ہم ہسپتال میں لے گئے اور معائنہ کیاگیا تو اسپیشلسٹ ڈاکٹر وں میں سے ایک نے بیان کیا کہ آپ کی بیٹی کے پورے دماغ میں انفیکشن ہو گیا ہے اور اب اس کے علاج کا وقت نہیں رہا، اور اب کچھ نہیں کیا جا سکتا، ڈاکٹر کی اس بات کا اظہار کرنے سے بیمار کی والدہ اور رشتہ دار بہت پریشان ہوئے یہاں تک کہ

ان میں سے بعض چیخ و پکار کرتے ہوئے زمین پر گر گئے۔ آخر کار ڈاکٹروں نے میڈنگ کی اور بیمار کا معائنہ کرنے کے لیے باری سے کچھ ڈاکٹر صاحبان کو بلایا گیا، معائنہ کے بعد انہوں نے علاج میں بہت دقّت کی، مگر افسو س کہ علاج کا کوئی فائدہ نہیں ہوا اور بیمار کی حالت روز بروز خراب تر ہوتی گئی اور میری بیوی ایک ہفتہ بے ہوش پڑی رہی یہاں تک کہ نو محرم ہو گئی، میں نے دیکھا کہ ایک طرف تو بیمار ی کہ علاج سے مایوسی ہے اور دوسری طرف گھر میں لڑکی کی ماں، بہنوں اورعزیز و آقارب کی گریہ و زاری ہے میں نے دورکعت نماز پڑھی اور سومرتبہ درود پڑھ کر اس کا ثواب جناب عباس علمدار علیہ السلام کی والدہ گرامی حضرت اُمُّ البنین علیہا السلام کو ہدیہ کیا اور میں نے شہزادی سے عرض کیا! اے شہزادی ہر فرزند اپنی ماں کا فرمانبردار ہوتا ہے لہٰذا میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اپنے فرزند جناب ابوالفضل العبّاس علیہ السلام سے کہیے کہ وہ خدا سے میری بیوی کوشفاء بخشیے، تقریباً صبح ہوچکی تھی کہ بیمار کے ساتھ رہنے والے ایک شخص نے ہسپتال سے ٹیلیفون کیاکہ بیماربیوی بے ہوشی سے ہوش میں آگئی ہے اور اسے مکمل شفاء مل گئی ہے اور اس طرح سے کہ جیسے وہ بیمارہی نہیں تھی ہیں جلدی سے ہسپتال گیا اورو ہاں میں نے بچی کو نارمل حالت میں دیکھا، جب کہ ڈاکٹر یہ کہہ چکے تھے کہ اگر بالفرض بچی شفایاب ہوبھی گئی تو آنکھ اور کان سے توا سے ہاتھ دھونا ہی پڑے گا یافالج پڑ جائے گا لیکن مولاو آقا حضرت ابوالفضل العبّاس علیہ السلام کی بر کت سے میری بیوی جو کسی سے منسوب ہو چکی تھی، اس کو شادی کے بعد اللہ تعالیٰ نے دو خوبصورت بیٹے بھی دیئے ہیں اور وہ صحیح و سالم ہیں

ضمناً یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اسی شب جب حضرت ابوالفضل العبّاس علیہ السلام نے میری بیوی کو شفادی تھی اس وقت ایک نیک خاتون نے جناب عبّاس علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ آن جناب نے اس سے فرمایا: موسوی نے اپنی صاحبزادی کی شفا میری مادر گرامی کے وسیلے سے مجھ سے مانگی تھی تو میں نے خداسے دعاکی اسے شفامل گئی، ان سے کہا جائے کہ

ہمیشہ ہمارے عزاداروں کا خیال رکھیے لہٰذا جناب کے حکم کے مطابق ہر سال ۹ نو محرم کو عَلَم غازی عبّاس علیه السلام کے ہمراہ ماتمی دستے جات ہمارے گھر آتے ہیے اور ہم ان کے لیے دوبکرے ذبح کر تے ہیے اور کھانے کا اہتمام کرتے ہیے

۱۔ اُمُّ البنین علیها السلام

اشاره

آپ سے متمسک و متوسل ہیے

ماہ ذی الحجہ سن ۱۴۱۵ ہیے ایک شخص بنام عبد الحسین اپنے اہل وعیال کے ساتھ بغداد سے باہر سیرو تفریح کے لیے گیا ہوا تھا کے واپسی پر اچانک راستے میے گاڑی خراب ہو گئی، عبد الحسین نے لاکھ سعی و کوشش کی مگر اس کی خرابی کاپتہ نے لگا سکے کے کیا ہوا ہوا افسوس یے کے آمد و رفت سے سڑک بلی خالی تھی اور کسی سے مدد کا کوئی امکان نہیے تھا ہم حیرا ن وپریشان کھڑے تھے ان کی اللیے رات کی تاریکی اور گھٹیوں کے نے آنے جانے کی وجے سے خوف زدے تھیے، اسی دوران اس کی زوجے نے خدا وند عالم سے دعا کی کے اے اللہ بحق جناب اُمُّ البنین علیها السلام ہماری مشکل کشائی فرما تا کے گاڑی چلنے لگھے عبد الحسین کی زوجے نے حزن وملال اور بڑی امید کے ساتھ فریاد کی اے اُمُّ البنین ہمارے ہاتھ میے آپ کا دامن ِتوسّل ہے، ہمیے اس بلا سے نجات دیجیے؟

عبد الحسین دوبارے گاڑی صحیح کرنے میے لگ گئے، اور اس بار گاڑی جناب اُمُّ البنین علیها السلام کی برکت سے اسٹارٹ ہوگئی پھر گاڑی بڑی تیزی کے ساتھ چلی یہاں تک کے گھر پھنچ گئے، اور راستے بھرا ن کی اللیے اس جملے کی تکرار کر رہی تھیے کے:

"یااُمُّ البنین دخیلکِ" اے اُمُّ البنین علیها السلام ! ہماری امید آپ سے وابستے ہے

جناب اُمُّ البنین کا شکریہ!

توفیق افندی موصل شہر کے رہنے والے تھے لیکن کربلا میں سرکاری نوکری کرتے تھے، جولائی ۱۹۶۱ء ساتویں مہینے کے شروع میں انہوں نے اپنے مثانے میں درد محسوس کیا تو وہ بغداد میں علاج کے لیے ایک اسپیشلسٹ ڈاکٹر کے پاس گئے۔

چیک اپ کرنے کے بعد ڈاکٹر نے کہا کہ آپ کے مثانے میں ایک بڑی پتھری ہے اور اسے نکالنے کے لیے آپریشن کے علاوہ کوئی علاج نہیں ہے آپریشن کے لیے ڈاکٹر سے ایک دن معین کیا اور واپس کربلا آ گئے، کربلا پہنچ کر وہ کافی پریشان حال تھے، زیارت کے لیے حضرت امام حسین علیہ السلام اور جناب عباس علیہ السلام کے روضۂ مبارک پر حاضری دی۔

اہل وعیال کے پاس پہنچنے سے پہلے ایک جوان سے ملاقات ہوئی جو حضرت عباس علیہ السلام کے حرم مطہر میں اپنی مراد پانے کے بعد مٹھائی تقسیم کر رہا تھا، جوان نے اس کو کچھ مٹھائی پیش کی تاکہ وہ کھائے اور وہ بڑی اس طرح جناب اُمُّ البنین علیہا السلام کی نذر دلائے، توفیق افندی نے اس میں سے کچھ مٹھائی کھائی اور پھر نذر کی کہ ایک کلو مٹھائی قربةً الی اللہ لوگوں میں تقسیم کروں گا، اگر جناب اُمُّ البنین علیہا السلام میری مشکل حل کرنے کے لیے خداوند عالم کی بارگاہ میں میری شفاعت کریں تاکہ اس مصیبت سے مجھے نجات مل جائے۔

اس کے بعد دوسرے دن صبح کے وقت انہوں نے محسوس کیا کہ مثانے کی پتھری ایک شدید درد کے بعد مثانے سے باہر آگئی، اسے دیکھ کر وحشت ہو رہی تھی۔

اس وقت خوشی خوشی سڑک کی طرف گیا مٹھائی لی، لوگوں میں تقسیم بڑی کر رہا تھا اور بلند آواز میں کہہ رہا تھا: الحمدللہ، اللہ اکبر، شکراً شکراً ام اُمُّ البنین علیها السلام ! پسر حضرت عباس علیه السلام کہ حرم مطہر میں حاضری دی ہے ((۱))۔

ترک فیملی کو اولاد کی تمنّا

جو واقعہ یہاں نقل کر رہا ہوں یہ تیس ۳۰ سال پہلے رونما ہوا ہے، میں اس قصہ کو ان بیماروں کہ لیے نقل کرنا چاہتا ہوں کہ جن کی بیماری کہ علاج سے ڈاکٹر بڑی عاجز رہ گئے ہوں، اس کی شفایابی وعلاج کیسے حاصل ہو گا، جب آپ خاندان عصمت وطہارت اہل بیت (علیهم السلام) کی معرفت حاصل کریں اور فکری ومعنوی لحاظ سے مکتب ِ حسینی سے وابستہ ہوں اور سیّده النساء العرب جناب اُمُّ البنین علیها السلام اور ان کہ شہید فرزندوں کہ وسیلہ سے خداوندعالم سے اپنی شفایابی کا سوال کریں تو ہر گز مایوسی نہ ہو گی۔

ایک ترک فیملی جو سنّی مذہب کی ماننے والی تھی، ہمارے محلہ میں آباد ہوئی مگراس مجالسِ حسین علیه السلام اور پرچم ِغازی عبّاس علیه السلام برپا لگ رہے تھے اس فیملی میں ایک خاتون جس کانام وزیرہ تھا اوردس سال اس کی شادی کہ گذر چکے تھے مگر ابھی تک اس کہ یہاں کوئی اولا د نہیں تھی، محلہ کہ کچھ لوگوں نے اس سے کہا: آپ جناب اُمُّ البنین علیها السلام سے توسّل کیوں نہیں کر تیں؟

اس خاتون نے کہا: اس کام میں کوئی فائدہ نہیں ہے کیوں کہ ڈاکٹر بڑی علاج نہیں کر سکے، یہاں تک کہ میں نے دوائیں کھائیں اور جناب زکریا علیه السلام کی ولادت کہ دن روزہ

۱- ہ از کتاب اُمُّ البنین ، ص۴۳، تالیف سلمان ہادی ہ

رکھا مگرنتیجہ حاصل نہیں ہوا، لوگوں نے کہا، یہ عمل مجرب ہے کہ جو بھی جناب اُمُّ البنین علیہا السلام کی دستر خوان سے کھاتا ہے اورخداکی بارگاہ میں انہیں وسیلہ قرار دیتا ہے تو خداوند عالم اس کی دعا قبول کر لیتا ہے، کیا حرج ہے اگر آپ بھی ایسا کریں، ہو سکتا ہے خداوند عالم آپ کو بیٹی عطاکر ے اور آپ جناب ام البنین کی برکت سے اس کانام فاطمہ رکھیں، لہٰذا آپ کاکیاخیال ہے؟

وزیر جو اُن کی طرف خاموشی کے عالم میں دیکھ رہی تھی، اس نے کپکپا تے لہجہ میں کہا: کہ یہ بات صرف میرے اور آپ کے درمیان رہے اور میرے شوہر اور گھر کے افراد کواس کی خبر نہ ہوانہوں نے کہا بہتر ہے کل یا پرسوں آپ حاجیہ خانم کے گھر تشریف لائیں وہاں مجلس عزا ہوگی، جس میں جناب اُمُّ البنین علیہا السلام کے مصائب بیان کیے جائیں گے۔

اس نے ان سے خداحافظ کیا: اور پھر فکر کرنے لگی کہ کیا کرے وہ اس حالت کہ ساتھ گھرمیں داخل ہوئی تو اس پر غم و غصہ غالب تھا اور وہ کانپ رہی تھی۔

وزیر اور مجلس عزا

وزیر نے خوف وہراس کے عالم میں اپنے چہرے کو مقنعہ سے پہچان رکھا تھا، گھر سے باہر آئی اور حاجیہ خانم کے گھر کی طرف روانہ ہوگئی، وہ شرم و حیاسے پسینہ میں شرابور تھی اور ذہن پریشان تھا وہ جتنا جتنا مجلس کے مکان سے قریب ہو رہی تھیں، ذاکر کی آواز اس کے کانوں کو سکون پہنچا رہی تھی رنج وغم سے نجات اور امیدوں سے ہم کنار ہو رہی تھی۔

وزیر جب گھر میں داخل ہو ئی تو ذاکر مصائب اُ مُّ البنین علیہا السلام کے پہلے مرحلہ کو ختم کر چکاتھا اور خواتین اس قدر گریہ کر رہی تھیں کہ اس کا دل غم میں ڈوب چکا تھا لیکن ابھی اس کی

آنکھوں سے آنسو جاری نہیں ہوئے تھے، ذاکر نے کچھ دیر بیان میں وقفہ کیا، اس کے بعداس نے جناب ام البنین علیھا السلام کے خاندان کی شخصیت اور آپ کے آباو اجداد کے فضائل وکمالات بیان کرنے کے بعد شاعر مکرم شیخ احمد دوجیلی کے کچھ اشعار پڑھے:

اُمُّ البنین وما اسمی مزایاک خلدت بالعبر والایمان ذکراکِ

ابنائک الغرّفی یوم الطفوف قضوا وضمّخوافی ثراھابا لدم الزّاکِ

ا ُمُّ البنین

آپ کی شخصیت کتنی بلند مرتبہ ہے، صبر و حوصلہ اور ایما ن کی خاطر آپ کا ذکر جاوداں ہے

آپ کے چاند جیسے فرزند واقعہ طف میں شہید ہو گئے اور اس سر زمین کواپنے پاک خون سے رنگین کر گئے

لما أتی بشیر ینعاھم ویند بھم الیکِ لم تنفجربالدمع عیناکِ

جب بشیر آیا اور ان کی شہادت کی آپ کو خبر دی تو آپ نے آنسو نہیں بہائے

و قلت قولتک العظمٰی التی خلّدت الی القیامه باقٍ عطر ھا الزاک

اور آپ نے اپنی زبان پر وہ عظیم کلام جاری کیاکہ جس کی خوشبو قیامت تک باقی رہے گی

افدی بروحی وابنا ئی الحسین اذا عاش قریر العین مولاک

میں اور میرے فرزندحسین پر قربان، اگر میری آنکھوں کا نور مولا حسین زندہ ہوں (ان اشعار کو سیدعلی میلانی نے جناب اُمُّ البنین کے سلسلے میں مجلس پڑھتے وقت بیان کیا) شیخ

محمد علی یعقوبی کہتا ہے:

تنوح علیھم بوادی البقیع قیذری الطرید لھا الا دمعا

انہوں نے بقیع میں اپنے فرزندوں کے لیے اس طرح نوحہ و گریہ کیا کہ دشمن (مروان) کی آنکھوں میں بھی ان کی مظلومیت پر آنسو آجاتے

ولم تسلّ من فقدت واحدا فما حال من فقدت اربعاً

جس خاتون کا ایک بیٹا مارا جائے وہ صبر نہیں کر سکتی، تو پھر اس خاتون کی کیا حالت ہوگی، جس کے چار بیٹے مارے گئے ہوں

وزیر اور جناب اُمُّ البنین علیها السلام کادستر خوان

جب ذاکر مصائب پڑھ چکا تو اس نے بیمار وں کی شفایابی کے لیے دعا کی، اس کے بعد جناب اُمُّ البنین علیها السلام کا دستر خوا ن بچھایاگیا، محترم خواتین دسترخوان کی غذا کوبطور تبرک انتظار کی تلیں، انھوں نے دسترخوان پر بیماروں کی شفا اور اپنی دیگر ضرورتوں کے پورا ہونے کی درخواست کی، وزیر نے جب کہ اس کا ہاتھ لرز رہا تھا دستر خوان سے مختصر ساکھانا یا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر مجلس سے نکل گئی اس وقت اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، اس نے اور اس کے شوہر نے اس غذاکوکھایا

تقریبا ایک ماہ یا اس سے کچھ زیادہ وقت گزر نے کے بعد وزیر کے چہرے کارنگ زرد پڑ گیا، ا سے چکر آنے لگے اور سینے میں درد ہونے لگا، کھانا کھانا کم کردیا اور شوہر سے دوری اختیار کرنے لگی، نیند زیادہ آنے لگی اور اس کے لیے لوگوں کی بڑی میں آنا مشکل ہو گیا، جو کام بڑی اس کے ذمہ ہوتے بمشکل انجا م دیتی تھی اور دل میں اضطراب سا پیدا ہوا، اس کے شوہرنے کہا: اے وزیر تمھیں کیاہوگیاہے، کیاتم بیمار ہو؟ اس نے جواب دیا! نہیں معلوم! انہیں ڈاکٹر کے پاس لے گئے، ڈاکٹر نے معاینہ کرنے کے بعد کہا، کوئی خاص بات نہیں ہے انہیں حاملہ ہو نے کی وجہ سے تھوڑی پریشانی ہورہی ہے اور ہاں یہ کہ آپ مطمئن ہوجائیے، کل آپ چیک اپ کے لیے آجائیے، اس وقت وزیر کے شوہر نے خوش ہوتے ہوئے کہا، ڈاکٹر صاحب کیا آپ کو یقین ہے، ڈاکٹر صاحب نے بڑے اطمینان سے جواب دیا: جی ہاں!

دوسرے دن وہ چیک اَپ کے لیے ہسپتال گئے، دریافت کیا کہ کیا رپورٹ ہے؟ نرس نے رپورٹ دیکھ کر کہا، مبارک ہو! یہ امید سے ہیں، یہ سنکر ان کا شوہر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا، الحمدللہ خدا کا شکر ہے، اس نے وزیر سے کہا، مجھے یقین نہیں آتا وزیر یہ خبر سن کر مسکرائے اور ا ن کی امید بر آئی اور تمام سختی و پریشانی دور ہوگئی۔

وزیر اپنے شوہر کے ساتھ گھرمیں داخل ہوئی اور دونوں نے سجدہ شکر کیا، یہ خبر سن کر پھوسی بہی خوش ہو گئی اور انہوں نے جو جناب اُمُّ البنین علیها السلام کی نذر کی تہی اسے سینے میں چھپائے رکھا۔

حمل کے تیسرے مہینے میں ایک دن انہوں نے شکم میں اور کمر میں شدید درد کا احساس کیااور کافی غمگین ہوگئیں۔

وزیر نے پہر جناب ام البنین علیها السلام سے توسّل کیاکہ شہزادی آپ مدد فرمائیں، اس کے بعد درد کم ہوگیا اورپہر اس کے شوہر کے چہرے پرخوش کے آثارنظر آنے لگے، مہینے گزرتے گئے یہاں تک کہ موسم بہار میں اذان صبح سے کچھ دیر پہلے دردِزہ ہوا اور رشتے داروں اور پھوسیوں نے وزیر اوراُن کے بچے کی سلامتی کے لیے دعا کی اور جس وقت موذن نے کہا (اَشہَدُاَنَّ عَلیاً وَّلِیُ اللّٰہِ) وزیر کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی، لڑکی پیدا ہوئی اور سب خوش ہوگئے، وزیر نے کہا، جناب اُمُّ البنین علیها السلام سے خیر و برکت کی خاطر بچی کانام فاطمہ رکہیں، لیکن رشتے داروں اور اس کے شوہر نے مخالفت کی اور کہا :کہ اس کا نام عائشہ رکہیں گے، آخر کار اختلاف ختم کرنے کے لیے بچی کا نام بشریٰ رکہا گیااور وزیر نے جو قسم کہائی تہی اس کے بدلے میں کفارہ دیا۔(۱)

۱- ۔ اُمُّ البنین علیها السلام نماد از خود گزشتگی، ص ۴۲۔

شفاء ازحضرت عبّاس علمدار علیه السلام

اشاره

حجه الاسلا م جناب شیخ علی برخان ایک خط میں درج ذیل کرامت لکھتے ہیں اس حقیر کی فیملی ۱۳۴۵ش میں سات مہینہ پہلے ایک بیماری میں مبتلاتھی، جدید وقدیم طبیبوں کی علا ج کرایا مگر کو ئی فائدہ نہ ہوا بلکہ بیماری میں مزید اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ ایک شب میں نے خود اپنی بیمار زوجہ کو خبر دیے بغیر حضرت ابوالفضل العباس علیه السلام کی لیے ایک عریضہ لکھا اور چشمہ کی پانی میں ڈال دیا جو کہ امام زادہ سے منسوب تھا اور میں نے آن جناب سے اس کی شفاء کی درخواست کی، میں بہت پریشان تھا، کیوں کہ دو چھوٹے بچے بچی تھے، بہر حال خود بیمار ہونے نہ بچی مکرر عرض کیا، اے مولاابوالفضل العبّاس علیه السلام : آپ کی مجھے شفا دیجیے

یہاں تک کہ ایک دن صبح کہ وقت جب نماز پڑھنے کہ لیے بیدار ہوا تو دیکھا کہ وہ سکون سے سوئی ہوئی ہے اور پچھلی راتوں کی طرح اس کہ نالہ وبکا کی آواز سنائی نہیں دے رہی ہے، کچھ دیر بعد بیمار اٹھیے بیدار ہوگئی اور وہ درودشریف پڑھتی جاتی او ر کہتی تھی اے مولا ابوالفضل العبّاس علیه السلام میں آپ پرقربان کہ آپ نے مجھے شفادی ہے یہاں کہ آثار اس کہ جسم سے پوری طرح ختم ہوچکہ تھے پس وہ مکمل صحت و سلامتی کہ ساتھ کھڑی ہوئی اور گھر کہ کام کاج اور بچوں کی دیکھ بھال میں لگ گئی، اور دلچسپی کہ ساتھ کھانا کھا یا

میں نے اس سے پوچھا: کس طرح تمہیں شفاء ملی؟ اس نے جواب دیا کل رات بے حد پریشانی کہ عالم میں، میں نے پے درپے فریاد کی اے مولا ابوالفضل العبّاس علیه السلام : میری مدد کیجئے، یہاں تک کہ مجھے نیند آگئی، میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع جنگل میں ہوں جس کہ آخر میں نہر ہے وہ وسیع و عریض اورطولانی نہر پانی سے بھر ی تھی اور اس کہ

کنار کجور کی درخت بڑی تھی نیز ایک بہت بڑی عمارت دکھائی دے رہی تھی جو دومنزلہ تھی اور ہر منز ل میں چند کمرے تھے اور کافی تعداد میں لوگ ایک دوسرے کے پیچھے یا ابوالفضل العبّا س علیہ السلام کہتے ہوئے اس قصر کی طرف دوڑ رہے ہیں، میں نے ان سے پوچھا: آپ لوگ کو ن ہیں او رکہا ں جارہے ہیں اور یہ محل کس کا ہے؟

وہ کہنے لگے: ہم سب بیمار اور حاجت مند ہیں اور مشکلات میں گرفتار ہیں اوریہ محل جناب عبّاس علیہ السلام کا شفاخانہ ہے، اس وقت آن جناب خود اس محل میں تشریف لائے ہیں اورہم ان سے تمسّک کے لیے جارہے ہیں

میں بڑی ان کے ساتھ اس محل کی طر ف چل پڑی، جب میں محل کے پاس پہنچی تو بہت متحیر اور خستہ تھی اور شدید بیمار ی کے باوجود میں نے پوچھا، مولا ابوالفضل العبّاس علیہ السلام کہاں ہیں؟

بتایا گیا وہ دوسری منزل میں ہیں؟ پس میں زینے کے پاس پہنچ گئی، اچانک میں نے دیکھا کہ اوپروالے برآمدے سے ایک صاحب نے جس کا چہرہ نورانی اور سرپر سبز عمامہ تھا، خم ہوکر مجھ سے کہا: میں ابوالفضل العبّاس علیہ السلام ہوں، زینے سے اوپر آجاؤ اور دائیں طرف والے پہلے کمرے میں چلی جاؤ اور وہاں ایک معظم خاتون ہیں تم ان کے پاس پہنچ جاؤ تاکہ میں آکر تمہارے لیے بڑی خدا سے شفایابی کی دعا کروں

میں زینے کے ذریعے اوپر گئی اور اوپر والی منزل پر پہنچ کرمیں نے اس کمرے میں دیکھا کہ وہاں ایک جلیل القدر نورانی چہرے والی با وقارخاتون تشریف فرما ہیں، انہوں نے مجھ سے فرمایا: آیئے کمرے میں آکر بیٹھ جایئے، میں نے معزّز خاتون کوسلام کیا اور بیٹھ گئی، میں نے عرض کیا! اے بی بی! آپ کون ہیں؟

فرمایا: میں عبّاس

کی ماں اُمُّ البنین علیها السلام ہوں گئی کئی دن ہو گئے کہ اپنے فرزند کو نہیں دیکھا ہیں بیمار اور پریشان حال لوگ ان کے پاس آتے ہیں، تم پریشان نہ ہو، ابھی میرے فرزند عبّاس علیه السلام آئیں گے اور وہ اذ ن خدا سے تمہیں بھی شفا دیں گے

ابھی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ مولا و آقا حضرت ابوالفضل العبّاس علیه السلام آگئے اوراپنی مادر گرامی کو سلا م کرنے کے بعد کہا، مادرگرامی آپ پریشان نہ ہوں کہ میں کئی دن سے کیوں نہیں

آیا ہوں، ہمارے شیعے مشکلات میں ہیں، اوروں مجھ سے بارگاہ خداوندی میں توسّل کرتے ہیں، میں جد بزرگوار حضرت رسول اکرم صلی الله علیه و آله ، والد مکرم حضرت علی علیه السلام ، مادر گرامی جناب فاطمہ زہر ا علیها السلام ، بھائی جناب حسن علیه السلام اور جناب حسین علیه السلام کو دعوت دیتا ہوں وہ تشریف لاتے ہیں اوربیماروں کی شفایابی اور حاجت مند وں کی حاجت روائی کے لیے دعا کرتے ہیں، خداوندِ عالم بھی ہماری دعا کو ہم سے توسّل کرنے والوں کے حق میںقبول کر لیتا ہے، اور ان کی پریشانیاں بر طرف ہو جاتی ہیں اور بیماروں کوشفا مل جاتی ہے پھر انہوں نے میری طرف رخ کر کے فرمایا: آج کی نشست میں تمہا رے لیے بھی دعا کی گئی ہے اور خدا وند عالم نے تمہیں بھی شفاء د ی ہے، پریشان ا ور فکر مند نہ ہوں

نیز میں نے دیکھا جس جلیل القدر خاتون نے فرمایا تھا کہ میں اُمُّ البنین ہوں انہوں نے ان کاطواف کیا اور وہ اپنے فرزند سے ملاقات کے بعد بہت خوش ہوئیں اورفرمایا: ہاں، خداوندکریم میرے فرزند کی بر کت سے تمام ان بیماروں کو جو خلوص نیت کے ساتھ ان سے توسّل کر تے ہیں شفادیتا ہے اس وقت وہ اچانک غائب ہوگئے اور میں نیند سے بیدا ر ہو گئی، تو میں نے حضرت ابوالفضل العبّاس علیه السلام کی برکت سے خود کو صحیح وسالم اور شفا یافتہ پایا (۱)

۱- چہرہ درخشان قمر بنی ہاشم ابوالفضل العبّاس علیه السلام ، ج ۱، ص ۳۷۲

مولا عباس علیه السلام سے مدد

شیخ احمد صابری ہمدانی، شیخ ملاعلی معصوم ہمدانی کے حوالے سے بیان کر تے ہیے کے آپ نے فرمایا:

ہمدان کے گاؤں میے ایک عورت رہتی تھی کے جسے کئی سال شادی کیے ہوئے ہوگئے تھے مگر اس کے یہاں کو ئی اولاد نہیے ہوئی تھی یہاں تک کے ایک دوسری عورت نے اس سے کہا، تم منت مان لو کے اگر خداوند کریم نے تمہیے لڑکا عنایت کیا تو اس کا نام ابوالفضل العبّاس رکھو گی، پھر خداوند عالم نے اسے لڑکا عنایت کیا اور اس کا نام اس نے ابو الفضل العبّاس رکھا، جب وہ لڑکا ۱۴یا ۱۵ سال کا ہو گیا تو سخت بیمار ی میے مبتلاہوگیا، اس طرح کے سب اس کی زندگی سے مایوس ہوگئے پس جس نے اس سے کہا تھا کے اپنے بچے کا نام ابوالفضل العباس کے نام پر رکھو اس نے دوبارہ اس بچے کی ماں سے کہا کے آپ توسل میے کو شاں رہیے اورمولا حضرت عباس علیه السلام سے توسل کیجیے، اس بچے کی ماں نے پوری توجہات اور سعی و کو شش کے ساتھ جناب ابوالفضل العباس علیه السلام سے توسّل کیا

جب صبح ہوئی تو دیکھا کے کوئی دقّ الباب کر رہا ہے نوجوان کی ماں نے جاکر صحن کا دروازہ کھولا تو دیکھا کے وہی عورت ہے جس نے کہا تھاکے بچے کا نام ابوالفضل رکھو اس عورت نے بچے کی ماں سے کہا، زہرا بیگم خدانے تمہارے بچے کو شفادے دی ہے اب پریشان وفکر مند ہونے کی ضرورت نہیے ہے اس نے پوچھا؟ کے یے بات تم کیسے کہہ رہی ہو؟ اس نے جواب دیا: میے نے خواب میے دیکھا کے چند عورتیے تمہارے گھر کی طرف آرہی ہیے جس

کہ درمیان اُمُّ البنین تھی، جو فرما رہی تھیں کہ میں اس بچہ کی شفا کو لیے جارہی ہوں پس جب صبح ہوئی تو سب نے دیکھا کہ بچہ کو حضرت ابو الفضل العبّاس علیہ السلام کی برکت سے شفا مل گئی ہے (۱)

فرزندِحضرت اُمُّ البنین کے نام کی برکت

کتاب ضلع راولپنڈی سے محترمہ زوجہ شیرباز علوی بیان کرتی ہیں کہ: میرے یہاں جب بیٹی فرزند کی ولادت ہوتی تھی تو وہ زندہ نہ رہتا تھا، ہم لوگ اس وقت نواب شاہ، سندھ میں رہتے تھے، ایک دن وہاں ایک مؤمنہ نے کہا:

اب جب تمہارے یہاں بیٹا پیدا ہو تو اس کا نام "غلام عبّاس" رکھنا، انشاء اللہ وہ حضرت اُمّ البنین علیہا السلام کے بیٹے حضرت عبّاس علمدار علیہ السلام کے نام کی برکت سے زندہ و سلامت رہے گا، اگر ہو سکے تو آپ لوگ حضرت عبّاس علمدار علیہ السلام کی حاضری نیاز (مخصوص حلوا) پکا کرمؤمنین کو ضرور کھلائیے

پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیٹا دیا اس کا نام ہم نے "غلام عبّاس " رکھا جو اس عظیم الشّان نام کی برکت سے اب صحیح و سالم ہے جب ہماری مرادپوری ہوئی تو ہم نے کعبہ گاؤں میں منعقد دو روزہ مجالس عزاء حضرت امام حسین علیہ السلام کے موقع پر حاضری نیاز پکا کرجلوسِ عَلَم حضرت غازی عبّاس علیہ السلام کے ہمراہ آنے والے تمام مؤمنین عزاداروں کو کھلائی ہے(۲)

۱- ۔ چھپی درخشان قمر بنی ہاشم ابوالفضل العبّاس، ج ۱، ص۴۱۴۔

۲- ۔ فیملی ڈائری ۱۹۹۶۔

اُمُّ البنین کی بیٹی غازی عباس سے منسوب عَلَم کی برکت و کرامت

پاکستان میں ۲۰۱۰ء کی قیامت خیز سیلاب کا ریلا جب موچھ کی نزدیک موضع شمی والا کی طرف بڑھا تو پورا گاؤں کہ لوگ عَلَم مبارک لے کر شہر سے باہر آگئے اس موقع پر فخرِ ملت امام خمینی ٹرسٹ کے سربراہ علامہ سید افتخار حسین نقوی دامت برکاتہ نے اپنے ساتھیوں سے ایک عَلم پاک نصب کرکے دُعا کی جس کے بعد موضع شمی والا کی طرف بڑھتے ہوئے سیلابی ریلے نے اپنا رُخ موڑ لیا اس طرح یہ گاؤں بڑی آفت سے بچ گیا حضرت غازی عباس علمدار علیہ السلام کی اس کرامت کو سننے کے بعد جوق در جوق لوگ حضرت غازی عباس علیہ السلام کے عَلم پاک کی زیارت کے لیے اس گاؤں میں جانے لگے

ایک مقامی عالم مولانا قنبر عمرانی صاحب نے بتایا کہ جب بڑی دریا کا کٹاؤ شروع ہوتا ہے اور سیلاب کا خطرہ منڈلانے لگتا ہے تو لوگ دریا کے سامنے ایک لکیر لگا کراُس پر علم مبارک گاڑ دیتے ہیں جس سے یہ کٹاؤ رُک جاتا ہے اسی طرح اگر کوئی دریا میں ڈوب جائے تو لوگ دریا کے کنارے غازی عباس علمدار علیہ السلام کا عَلم مبارک نصب کر دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ ڈوبا ہوا شخص خودبخود کنارے تک آجاتا ہے(۱)

ثوابِ سورہ فاتحہ اُمُّ البنین کو ہدیہ

محرر کابیان ہے کہ:

ایک دن میں مکتب محمد وآل محمد (علیہم السلام) کے مبلغ جناب حجہالاسلا م والمسلمین سید احمد حکیم کے پاس گیا تو انہوں نے جناب اُمُّ البنین علیہا السلام کی ایک کرامت اس طرح بیان کی

۱- ہفت روزہ "ایوان صداقت" شمارہ نمبر ۲۸

۱۴۱۶ھجری قمری آخرذی الحجہ میں مجھے بعض لبنانیوں نے جو افریقہ کے مغرب میں رہتے تھے، دعوت دی، میری پرواز کا راستہ تہران سے جدّہ اور جدّہ سے غرب افریقہ تھا

جدّہ ایر پورٹ پر چھ گھنٹے قیام کے بعدجو ہی ہوائی جہاز اڑنے میں ۱۵منٹ باقی رہ گئے تو اچانک ایر پورٹ کے ایک ملازم نے آکر مجھ سے کہاکہ چونکہ تمہارے پاس مراکش کا ویزہ نہیں ہے لہٰذا آگے سفر نہیں کرسکتے اس آدمی کی بات ناقابل قبول تھی کیونکہ مراکش کے ویزا کی ضرورت نہیں تھی، مغربی افریقہ کا ویزا میرے پاس تھا اور مجھے مراکش سے صرف عبور کر نا تھا اور اس کے لیے صرف عبور ی ٹرانزٹ ویزا کی ضرورت تھی

میں نے سعودی عر ب کے عملے سے کہا: آپ مجھے مراکش کے دفتر لے کر چلیے تاکہ میں اس سے میں گفتگو کروں، پس ہم ایک ساتھ اس دفتر میں گئے جہاں مراکش کا نمائندہ تھا اور اس سے کہا: آپ مجھے سفر کی اجازت کیوں نہیں دیتے؟

اس نے کہا: کیونکہ کہ آپ کے پاس عبوری ٹرانزیٹ ویز ا نہیں ہے

میں نے کہا، ویزا کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ کہ مراکش میں صرف کچھ دیر توقف کرنا ہے اور مجھے داخل شہر نہیں جانا ہے، لیکن وہ کہنے لگا کہ یہ کام خلاف قانون ہے میں نے اس سے کہا: میں نے ماہ مبارک رمضان یعنی تین مہینے پہلے اسی دارالبیضاء ایر پورٹ سے بغیر ویزا کے عبور کیا ہے، اس نے پرکہا: یہ خلاف قانون ہے

میں نے کہا: اب کیا کیاجائے؟ محرم میں صرف دودن رہ گئے ہیں! اس نے کہا: یہ آپ کی اپنی مشکل ہے

یہ با ت بھی قابل ذکر ہے کہ یہ شخص بہت عناد اور تعصّب رکھتا تھا، میں مایوس اور پریشان تھا اس وقت مجھے الہام سا ہوا کہ ایک مرتبہ سورہ حمد پڑھ کر اس کا ثواب جناب اُمُّ البنین علیھا السلام کی روح پاک کو ہدیہ کرو ں، کیونکہ یہ خاتون خدا تک پہنچنے کا وسیلہ تھیں اوریہ عمل متدین افراد کے درمیان مرسوم تھا، لہٰذا جب لو گ ہوائی جہاز میں سوار ہونے والے تھے

کہ میں نے سورۂ حمد پڑھنا شروع کردیا، پس جیسے ہی میں "ولاالضّالین" تک پہنچا تو مراکش کا وہ آفیسر جو میرے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا اس نے ایک دم میری طرف رخ کر کے کہا: تمہارا بیگ کہاں ہے؟ میں نے کہا تہران ایر پورٹ پر جمع کرادیا تھا کیونکہ میرا ارادہ مغربی افریقہ کا سفر تھا۔

لہٰذا جب میں نے کہا: ہوائی جہاز میں ہی تو اس نے کہا: جایئے ہوائی جہاز میں سوار ہوجایئے، پس میں گیا اور لباس پہن کر آگیا، میرا کہنا کلاس میں تھا مگر فرسٹ کلاس میں جگہ ملی وہ یہ سب کچھ جناب اُمُّ البنین علیھا السلام سے خلوص کے ساتھ توسّل کرنے کا نتیجہ تھا۔

کیا کربلا میں حضرت اُمُّ البنین موجود تھیں؟

خطیب اعظم حجه الا سلام و المسلمین جناب سید احمد حکیم مامؐ صفر ۱۴۱۹قمری میں امام بارگاہ نجفیہ قم میں انجمن حضرت ابوالفضل العباس علیه السلام کی دعوت پر مجلس پڑھنے منبرپر گئے، چونکہ انجمن جناب عباس علیه السلام کے نام سے منسوب تھی اوردوسری شب، شب جمعہ تھی پس انہوں نے جناب عباس علیه السلام سے توسّل کیا اور حضرت کے مصائب ذکر کیے، مجلس ختم ہونے کے بعد اہل مجلس میں سے ایک شخص نے آکر کہا: کچھ دیر رک جایئے چائے پی لیجیے، تو انہوں نے قبول کرلیا، اس دوران ایک جوان آیا اور اس نے سوال جواب کرنا شروع کر دیے لیکن معلوم ہوا رہا تھا کہ کوئی دشمن اہل بیت (علیهم السلام) ہے

اس نے پوچھا: آپ نے مصائب میں جناب عباس علیه السلام کے بازو کا ذکر کیا ہے، آخر یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟

کیا آپ عراق میں تھے؟ کیاآپ کو یاد ہے کہ بدن کہا ہے اور بازو کہا تھے؟ کہ مولاحضرت امام حسین علیه السلام نے آکر بازو اٹھائے اور بوسے دیا؟

دوسرا سوال یہ تھا کہ جناب لیلیٰ کربلا میں تھیں یا نہیں؟ انہوں نے اس کج فہم یامنحرف فکر جوان کے سوالات کے مناسب جواب دیئے۔

اس کے بعد جوان نے دریافت کیا : کیا حضرت اُمُّ البنین علیھا السلام کربلا میں تھیں یا نہیں؟ نیز یہ کہ مدینہ میں واپسی کے بعد حضرت اُمُّ البنین زندہ رہیں یا نہیں؟

جناب سید احمد حکیم نے فرمایا: اس وقت مجھ سے برداشت نہ ہوا اور میں نے دندان شکن جواب اس کج فہم جوان کو دیا اور کہا کہ کیاتم اہل بیت (علیھم السلام) کہ دشمنوں کی طرف سے وکیل ہو کہ تم شک کر نے والوں کی ترجمانی کر رہے ہو؟ بڑے حال ناراضگی کہ عالم میں نشست برخواست ہوئی۔

اہل مجلس میں سے ایک شخص اس جوان کی باتوں سے کافی ناراض ہوا اور اس نے کہا: یہ کیوں اس طرح شک وتردید کے بیج بوتے ہیں؟

مختصر یہ کہ یہی محترم شخص رات میں گھر گیا اور نافلہ شب اوردعائیں وغیرہ پڑھ کرسو گیا، اس نے خواب میں دیکھا تمام اہل قم اپنے گھروں سے باہر ہیں، نیز وہ بہی ان کہ درمیان ہیں لیکن معلوم نہیں تھا کہ شہر کی حالت کیوں دگر گوں ہو گئی ہے اس نے ایک شخص سے پوچھا: شہر کی حالت کیوں بدلی ہوئی ہے؟

اس نے جواب دیا: حضرت اما م صادق علیہ السلام حوزہ علمیہ قم کو دیکھنے آئے ہیں، ساتھ والے شخص نے دریافت کیا: حضرت اما م صادق علیہ السلام کی زیارت کہاں ہوسکتی ہے؟

میں نے جواب دیا: مجھے بہی نہیں معلوم لیکن میں بہی زیارت کی کی نیت سے آیا ہوں اس وقت اچانک انہوں نے دیکھا کہ جلی حروف میں لکھا ہو ا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے جد حضرت امام حسین علیہ السلام کہ لیے مجلس عزا منعقد کر رکھی ہے ہم اس

مجلس کی طرف بڑھے میں نے دیکھا کہ آن جناب کاوجود مبارک نورکے ایک ٹکڑے کی طرح ظاہر تھا۔

آپ کے دائیں طرف مرجع عظیم الشان آیۃ اللہ العظمیٰ سید حسین طباطبا ئی بروجردی تھے اور بائیں طرف آیۃ اللہ العظمیٰ سید محسن حکیم طبا طبائی تھے اور منبر پر حجهالاسلام سید احمد حکیم تھے، جو شفاعت اہل بیت (علیهم السلام) کے موضوع پر گفتگو کر رہے تھے اس وقت امام علیه السلام اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور ذاکر سے خطاب فرمایا:

"قل لیس منّا من شکّ فینا" " کہ دو جو شخص ہمارے بارے میں شک کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے"

دوسر ی شب یعنی شب ہفتہ میں نے مذکورہ خوا ب منبر سے اہل مجلس کو لیے بیان کیا توسبھی گریہ وزاری کرنے لگے

بہر حال اہل بیت (علیهم السلام) کے مخالفین لوگوں کے عقائد کمزور کر نے کے لیے مختلف سازشیں کر تے رہتے ہیں، خدا ان کو ہدایت فرمائے، آمین(۱)

(ستارہ درخشان مدینہ حضرت اُمُّ البنین ، کرامات)

۱- ۔ استفادہ از ستارہ درخشان مدینہ، حضرت ام البنین علیها السلام ،۱۸۰، ۱۴۰۔

دسوا باب

جناب اُمُّ البنین علیها السلام کی رحلت و وفات

جناب اُمُّ البنین علیها السلام کی زندگی کا آخر ی ایّام تھا آپ نے ایک عظیم شہید کی زوجہ ہونے کی بناپر اپنی ذمہ داری کو بہترین طریقہ سے ادا کیا اور ایسے فرزندوں کی تربیت کی جو ولایت و امامت کی شیدائی اور فدائی تھے چنانچہ چاروں فرزند اپنے مولا و امام بھائی پر کربلا میں قربان ہوگئے اور ایثار و قربانی اور وفا و وفاداری کی ایک تاریخ رقم کی اس طرح جناب اُمُّ البنین علیها السلام کی عمدہ تربیت پر مولا امیر المؤمنین علیه السلام کی آرزو کی تکمیل ہوئی

کربلا کے بعد آپ نے سیاسی و اجتماعی رسالت کا کام بطور احسن انجام دیا اور شہداء کربلا کے پیغام نیز مظلومیّت کواجاگر کیا اور کربلا کے اس دلخراش واقعہ کی عرفانی اور معنوی اہمیّت کو کماحقہ زندہ رکھا آپ کو سیّدالاولیا، اوّلین شہیدِ محراب کی زوجہ، چار شہیدوں کی مادر گرامی اور مدینہ منوّرہ میں جلوس ِماتم و مجالس ِسید الشّہداء کی بانی ہونے کا اعزاز حاصل ہے

جناب زینب کبریٰ کی بعد کی جنوں نے اپنی زندگی کی ہر لمحہ کا خدا سے معاملہ کیااوران کی زندگی میں خطا و انحراف کا نام ونشان تک نہیں تھا وہ آپ ہی کی ذاتِ گرامی ہیں

کتاب "وقایع الشہور و الایّام" میں علامہ بیرجندی نے کتاب "اختیارات" سے اعمش کی حوالہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے کہا: میں ۱۳جمادی الثانی بروز جمعہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی حضور شرفیاب ہوا کہ اچانک جناب فضل بن عباس علیہ السلام داخل ہوئے اور گریہ کرتے ہوئے آپ سے کہا: میری جدّہ مکرمہ جناب اُمُّ البنین دنیا سے رحلت فرما گئیں ہیں، خدا کی لیے آپ ان دنوں کو دیکھیں کہ کس طرح خاندانِ کساء ایک ہی مہینہ میں دوبار مصیبت سے دوچار ہوا ہیں

اس طرح علامہ بیر جندی نے کتاب "وقایع الشہور والایّام" کی حاشیہ پر بھی اسی روایت کو اعمش کی حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ۱۳جمادی الثانی۶۴ میں جناب اُمُّ البنین کی وفات ہوئی اور قول مِشہور کی بنا پر آپ قبرستان بقیع میں دفن ہوئیں پس بروز جمعرات۱۳جمادی الثّانی ۶۴ ہجری قمری میں آپ نے دار فانی کو وداع کہااور قبرستان بقیع میں نوا سے رسول

صلی اللہ علیہ و آلہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام ، جناب فاطمہ بنت اسد اور پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ کی لختِ جگر حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی پہلو میں سپرد لحد ہوگئیں

اگرچہ ان کاجسم سپرد خاک ہے لیکن ان کی روح اور ان کی عظیم صفات نے انہیں آفتاب کی سی بلندی عطاء کی ہے اور آپ کی محبّتوں اور شفقتوں کے سائے میں ان افراد نے تربیت پائی جو اپنی مثال آپ تھے کہ جن کا ذکر تاریخ میں ہمیشہ باقی رہے گا

گیارہواں باب

آپ کی آستانہ عالیہ پر حاضری کے وقت سلام ِ عقیدت پیش کرنے کے لیے اس زیارت نامہ کو پڑھیے اس زیاتنامہ میں بی بی آپ کے فضائل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

زیا رت نامہ حضرت اُمُّ البَنِین علیها السلام

اَشہَدُاَن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہُ لَا شَرِیکَ لَہُ وَ اَشہَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبدُہُ وَرَسُولُہُ، اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ، عَلَیکَ یَا اَمِیرَ المَؤمِنِینَ، اَلسَّلَامُ عَلَیکِ یَا فَاطِمَہُ الزّہرَا

سَیِّدَہَ نِساء العَالَمِینَ، اَلسَّلَام عَلَی الحَسَنِ وَالحُسَینِ سَیّدَی شَبَابِ اَہلِ الجَنَّہِ

اَلسَّلَامُ عَلَیکِ یَا زَوجَہَ وَصِیِّ رَسُولِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیکِ یَا عَزِیزَہَ الزّہرا، اَلسَّلَامُ عَلَیکِ یَا اُمَّ البَدُورِ السّوَاطِعِ یَا فَاطِمَہَ بِنت حِزَامِ الکِلَابِیَّہِ المُکَنّاہ بِاُمِّ البَنِین وَرَحمَہُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہُ

اُشہَدُ اللّٰہَ وَرَسُولَہُ اِنّکِ جَاہَدتِ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ اِذ ضَحیّتِ بِاولادِکِ دون الحُسینِ ابنِ بنتِ رَسُولِ اللّٰہِ وَعَبدتِ اللّٰہَ مُخلِصَہً لَہُ الدّینَ بِولائِکِ لِلا ئمّہِ المَعصُومِینَ وَصَبرتِ عَلَی تِلکَ الرَّزِیّہِ العَظِیمَہِ وَاَحتَسَبتِ ذَلِکَ عِندِ اللّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ وَازَرَتِ الاِمَام عَلِی بن اَبِی طَالِبٍ

عَلَيكِ السَّلَام فِي المِحنِ وَالشَّدَائِدِ وَالمُصَائِبِ وَ كُنتِ فِي قُمّهِ الطّاعَهِ وَالوَفَاءِ وَ انّكِ اَحسَنتِ الكَفَالَه وَاَدّيتِ الاَمَانَهِ الكبرىٰ فِي حِفظِ وَدِيعتِي الزّرَائِ البَتُولِ عَلَيكَا السَّلَام، السّبطَينِ الحَسَنِ وَ الحُسَينِ وَ بَالَغتِ وَ آثَرتِ وَرَعيتِ حُجَجَ اللّهِ المِيَامِينِ وَسَعَتِ فِي خِدمَهِ اَبنَاء رَسُولِ رَبّ العَالَمِينَ عَارِفهً بِحَقِّهِم مَوقِنهً بِصِدقِهِم مُشفِقَهً عَلَيهِم، مؤثِرَهً لَوَا هُم وَ حُبِّهُم عَلَى اَولادِ كِ السُّعدَاء فَسَلَامُ اللّهِ عَلَيكِ يَا سَيِّدَتِي يَا اُمَّ البَنِينِ! مَا دَجَنَ اللّيلِ وَاَضَاء النّهَارِ فَصِرتِ قُدوَهً لِلمؤمِنَاتِ الصّالِحَاتِ لِاَنّكِ كَرِيمَهُ الخَلَائِقِ عَالِمَهً مُعَلِّمَهً تَقِيَّهً نَقِيَّهً زَكِيَّهً فَرَضِيَ اللّهُ عَنكِ وَ اَرضَاكِ وَ جَعَلَ الجَنَّهَ مَنزِلَكِ وَمَاوَايكِ فَلَقَد اَعطَاكِ مِنَ الكَرَامَاتِ البَاهِرَاتِ حَتّى اَصبَحتِ بِطَاعَتِكِ لِلّهِ وَلِسَيّدِ الاَوصِيَاءِ وَ بِحُبّكِ لِسَيّدِهِ النِّسَاء الزّهرَاعَلَيهَا السَّلَام وَ فِدَائكِ بِاَولادِكِ الاربعهَ لِسَيّد الشُّهَدَاءِ عَلَيهِ السّلام، باباً للحوائجِ فانّ لَكِ عِندَ اللّهِ شاناً وَ جَاهاً مَحمُوداً

وَالسَّلَام عَلَى اَولَادِكِ الشُّهَدَاءِ العَبَّاسِ عَلَيهِ السَّلَام قَمَربَنِي هَاشِمِ بَابِ الحَوائِجِ وَ عَبدِ اللّهِ وَ عُثمَانَ وَ جَعفَرٍ الّذِينَ استُشهِدُوا فِي نُصرَهِ الحُسَينِ عَلَيهِ السَّلَام بِكَربَلَائِ[وَ السَّلَامُ عَلَى ابنَتَكِ الدُّرّهِ الزَّاهِرَهِ الطَّاهِرَهِ الرَّضِيَّهِ خَدِيجَه] فَجَزَاكِ اللّهُ وَاجزَاهُم اَفضَلَ الجزائَ فِي جَنّاتِ النّعيمِ اَللّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمّد وَّ آلِ مُحَمّدٍ عَدَدَ الخَلائِقِ الّتي حَصَرُهَا لَا يُحتَسَبُ اَو يُعدُّ وَ تَقَبَّل مِنّا يَا كَرِيمُ ((۱))

میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے جو یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمّد صلی اللہ علیہ و آلہ اس کے رسول ہیں آپ پر سلام ہو

۱- حضرت امّ البنین،سید ضمیر اختر نقوی؛ امّ البنین سیدہ النساء العرب ، الشیخ نعمہ ہادی الساعدی،چہلر ۂ درخشانِ مدینہ امّ البنین علیہا السلام ، ص۱۸۴

ا رسول صلی اللہ علیہ و آلہ ! آپ پر سلام ہو ا امیرالمؤمنین علیہ السلام ! سلام ہوآپ پر ا حضرت فاطمہ الزہرا سیّدھالنسا ء العالمین علیھا السلام ! سلام ہو حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام پر جو جوانانِ جنّت کے سیّد وسردار ہیں

سلام ہو آپ پر ا وصی رسول صلی اللہ علیہ و آلہ کی زوجہ گرامی! سلام ہو آپ پرکہ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کی بیٹی حضرت فاطمہ الزہرا علیھا السلام کی عزیزہ ہیں، سلام ہو آپ پر ا کامل درخشندہ چاند جیسہ بیٹوں کی ما جناب فاطمہ بنت حزام الکلابیہ کہ جن کی کنیت اُمُّ البنین ہے اور آپ پر اللہ کی رحمت وبرکت ہو اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ و آلہ گواہ ہے کہ آپ نہ بنت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ و آلہ کہ فرزندا مام حسین علیہ السلام کہ ساتھ اپنی اولاد کی قربانی کہ ذریعہ راہِ خدا میں جہاد کیا اور اس کہ دین کی مخلص ہو کر اس کی عبادت کی، معصومین (علیھم السلام) کہ ساتھ آپ کی ولایت ومحبّت اور آپ کا اس عظیم مصیبت پر صبراللہ تعالیٰ کہ نزدیک بہت اجر رکھتا ہے اور یہ کہ آپ نہ رنج و غم کی شدّتوں میں حضرت امام علی بن ابی طالب ‘کی یاری و غم خواری کی اور اطاعت اور وفا کی بلندی پر فائز رہیں اور آپ نہ جناب بتول زہرا علیھا السلام کی امانتِ کبریٰ کی بہت خو ب کفالت اور حفاظت کی، آپ نہ اللہ ربّ العالمین کہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ کہ بیٹوں حسنؑ و حسینؑ کو پا لا، حجج اللہ کی رعایت کی ، ان کی خدمت میں بھرپورسعی کی، اس طرح کہ ان کہ حق کو پہچانتی تھیں اور ان پرصدق دل سہ یقین رکھتی تھیں اور ان پر شفیق و مہربان تھیں اور ان کی آرزؤں اور تمناؤں کا مرکز تھیں اور اپنی سعادت مند اولاد کی محبت پر ان کی محبّت کو ترجیح دیتی تھیں

پس اللہ کا سلام ہو آپ پر اور ہر اس کا جس پر رات چھائی اور دن روشن ہو ا اُمُّ البنین علیھا السلام ! آپ تمام مومنات صالحات کی سیّدہ و سردار اور ان کہ لیہ نمونہ و اسوہ ہیں، اس

لیۓ کۓ آپ کریمۓ خلائق ۓیۓ تقیۓ و نقیۓ ۓیۓ عالمۓ و معلمۓ ۓیۓ اللۓ نۓ آپ کۓ لیۓ جنّت کو گۓر بنایا ۓۓ، اللۓ آپ سۓ راضی ۓۓ اور اللۓ نۓ روشن کرامتیۓ آپ کو عطا کی ۓیۓ یۓا ۓ تک کۓ اپ نۓ سیّد الاوصیاء کی اطاعت پرصبح کی اور سیّدۓ ٔعالمین کی محبت میۓ اپنۓ چار بیۓۓ سیّد الشّۓداء پر قربان کیۓ وۓ باب الحوائج ۓیۓۓ

بۓ شک آپ اللۓ تعالیٰۓ کۓ حضور عظمت و جاۓ، بلند مرتبۓ اور مقام ِمحمود پر فائز ۓیۓ اور سلام ۓو آپ کۓ شۓید فرزندوۓ پر جناب قمر بنی ۓاشم عبّاس ۓباب الحوائج پر، جناب عبداللۓ پر، جناب عثمان ۓ پر اور جناب جعفر ۓ پر جنۓوۓ نۓ سرزمین کربلا پرحضرت امام حسین علیه السلام کی نصرت میۓ اپنی جانیۓ قربان کر دیۓ، سلام ۓو آپ کی بیۓی جناب خدیجۓ پر جو دُرّ مکنون طاۓرۓ و رضیۓ پر، اللۓ جزا دۓ آپ کواور ان سب کو اور عطا کرۓ جنّات نعیم، اۓ اللۓ درود و رحمت بۓیج محمد و آل محمد پربۓ حساب اوراۓ کریم ۓماری دعا کو مقبول فرماۓ

بار□وا□ باب

جناب اُمُّ البنین کامدفن مد ینه النّبیّ صلی الله علیه و آله ، جنّه البقیع

قول ِمشـ□ور ک□ مطـابق آپ مـدین□ ک□ مشـ□ورقبرسـتان جنه البقیع مید نوا سـ□ رسول صـلی الله علیه و آله حضـرت امام حسـن مجتبیٰ علیه السـلام و جناب فاطمـ□ بنت اسد اور پیغمبر صـلی الله علیه و آله کی لخت ِجگر حضـرت فاطمـ□ زـ□را علیها السلام کـ□ پـ□لو میـ□ دفن □وئیـ□، اس سرزمین کی عظمت کـ□ بارـ□ میـ□ حضرت امیر المؤمنین علیه السلام نـ□ فرمایا:

"المکـ□ حرم اللّٰـ□ والمدینه حرم رسول اللـ□ صلی الله علیه و آله والکوفه حرمی لا یرید □ا جباربحادثه الا قسمـ□ اللّٰـ□"(۱)

مکّـ□ حرمِ خـدا □□ اور مـدینـ□ حرم رسـول اللـ□ صـلی الله علیه و آله □□ اور کـوفـ□ میراحرم □□ کوئی بـ□ی جابرحـاکم ان کی طرف برا

قصد نـ□یـ□ کر □ گا مگر یـ□ کـ□ اللـ□ اس کو تبا□ کر دـ□ گا□

۱- □ الوسائل، شیخ حر عاملی، ج ۸، ص ۲۸۲□

مدینہ منوّرہ کے قرآنی اسمائے مبارکہ

اشارہ

سمہودی نے اپنی معروف کتاب "الوفا" کی پہلی جلد میں اس مقدس شہر کے ۹۴نام ذکر کیے ہیں کہ جن میں سے بعض کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے:

۱۔ المدینہ (سورہ توبہ، آیت ۱۲۰)۲۔ارض اللہ (سورہ نساء، آیت ۹۷)۔

۳۔ الدّار والا یمان (سورہ حشر آیت ۹)۔جناب بیضاوی بیان کرتے ہیں: مدینہ منورہ کواس وجہ سے شہر ایمان کہتے ہیں چونکہ مدینہ، مظہر اورمرکز ایمان ہے۔

۴۔ مدخل صدق {وَقُل رَبِّ ادخِلنِی مُدخَلَ صِدقٍ وَّخرِجنِی مُخرَجَ صِدقٍ وَاجعَل لِی مِن لَدُنکَ سُلطَانًا نَصِیرًا}((۱))۔

بعض علمابیان کرتے ہیں کہ مذکورہ بالاآیت اس وقت نازل ہوئی کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ غار ثور میں پناہ کیلئے داخل ہوئے تھے اس وقت اس آیت کی تلا وت فرمائی۔(۲)

محل وقوع

شہرمدینہ جغرافیائی لحاظ سے جدہ کے مشرق اورمکّہ کے شمال میں واقع ہے او ر جدہ تک اس کا فاصلہ ۴۲۵کیلومیٹر اورمکّہ سے ۴۹۸کیلومیٹر ہے۔ (۳)

شہر مدینہ کی اہم خصوصیات

۱۔ شہر امن و ایمان۲۔مدفن النّبی صلی اللہ علیہ و آلہ ۳۔سر زمین شہدائے راہ اِسلام ۔

۱- . سورہ اسرا، آیت ۸۰

۲- تفسیر ابو الفتوح، ج ۶، سورہ اسرا، آیہ۸۰۔

۳- حج بیگلری ص ۲۹۲۔

۴ مدینہ منورہ وہ سرزمین ہے کہ جسے خدا وند عالم نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ کے لیے محل سکونت قرار دیا

۵ خداوند عالم نے دین کے لیے انصار کواس سرزمین سے چنا او ر مہاجر ین کو اس میں جگہ دی

۶خدا وند عالم نے اس سرزمین کواپنے دین کے لیے محل تجلی قرار دیا اور اس شہر سے نورِ ایمان تمام شہروں میں پھیلا

۷مسجد نبوی: جس کی بنیاد خود آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ کے دستِ مبارک سے رکھی گئی نیز آپ نے اس کے بنانے میں بذاتِ خود شرکت کی

۸ اس مقدس شہرمیں

ایسی مخصوص مسجد کا ہونا جو کہ تقوی وپرہیز گار ی کی بنیاد پر بنائی گئی ہے

۹ اس شہر میں مسجد قبا کا ہونا کہ جس میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک حج و عمرہ کے برابر ہے

۱۰ اس مقد س شہر

کا مخصوص احترام و تواضع کا حامل ہونا کہ جیسے محضرِ مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ میں قرار پایا چنانچہ قرآن مجید سورہ حجرات آیت ۲ میں ارشاد ہوا ہے

۱۱جس شخص نے رسو ل خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کی اس مقدس شہر میں زیارت کی وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ کی شفاعت سے بہرہ مند ہوگا

۱۲مدینہ اور اہل مدینہ کا سب سے دور میقات سے اختصاص پانا یعنی مسجد شجرہ سے جو کہ سب سے افضل میقات ہے ۱۳مدینہ میں محل سکونت انتخاب کر نا

لوگوں نے مذہب مالکی کہ پیشوا جناب مالک سے پوچھا؟ آپ کہ نزدیک مدینہ میں جائے مسکن قراردینا زیادہ بہترو محبوب ہے یا مکّہ میں! توانہوں نے جواب دیا: مدینہ میں !کیوں کہ اس میں کوئی گلی و شارع ایسی نہیں کہ جس سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے عبور نہ

کیا □و اورحضرت جبرئیل علیه السلام خداوند عالم کی طرف س□ آنحضرت صلی الله علیه و آله پر نازل ن□ □وئ□ □و□□(۱)

مسجد نبی صلی الله علیه و آله

ی□ مسجدخود رسول خدا صلی الله علیه و آله ک□ زمان□ می□ ۳۵یا۳۰می□ر زمین می□]شمال مغرب کی طرف ۳۵می□ر اور مشرق س□ مغرب کی طرف ۳۰می□ر دائر□ می□[ک□جور ک□ درختو□ ک□ دس ستونو□ ک□ سات□ بنائی گئی ت□ی اور ساتوی□ صدی می□ اس می□ مختصر سااضاف□ □وا اور اس□ مربع شکل دی گئی، رسول خدا

صلی الله علیه و آله ک□ بعد خلفاء اور سلاطین ک□ دور می□ □ر ایک ن□ اپن□ زمان□ می□ اس می□ تصرف کیا، بعض ن□ تعمیر کی اور بعض ن□ دوسری تبدیلیا□ کی ی□ا□ تک ک□ تقریباً □جرت رسول خدا

صلی الله علیه و آله ک□ چود□ سوسال گزرن□ ک□ بعد اس کی مساحت ۱۶۳۲۶ می□ر □وگئی اور اب ۶۰۲۴ می□ر کا مزیداس می□ اضاف□ □وا □□□

اگر چ□ ان تبدیلیو□ ن□ اصل مسجد کو جو رسول الل□ صلی الله علیه و آله ک□ مبارک □ات□و□ اور دیگر اصحاب ک□ذریع□ س□ بنی ت□ی کافی بدل دیا □□ مگر الحمد لل□ آج ب□ی اس مسجد کا دائر□ شمال س□ جنوب اور مشر ق س□ مغرب تک حجر□ مط□ر ک□ وسیل□ اور ان ستونو□ ک□ ذریع□ جومسجد ک□ چارو□ طرف نصب □ی□ معین ومشخص □□□

حضرت رسول خدا صلی الله علیه و آله و فاطم□ ز□را کا حجر□

۸۸□جری تک رسول خدا صلی الله علیه و آله و جناب فاطم□ ز□ر ا علیها السلام کا حجر□ ساد □ اور اپنی اصلی طبیعی حالت می□ باقی ت□ا اور رسول خدا صلی الله علیه و آله ک□ فرزندحضرت

۱- □ سمہ□ودی، کتاب "وفاء الوفا" ج ا، ص ۷۳و۹۹□

امام حسن علیه السلام اور حضرت امام حسین علیه السلام اس میں رہتے تھے لیکن بعد میں ولید ابن عبدالملک نے اس حجرہ کو مسجد کا جز قرار دیا اور اس طرح وہ نورانی اثر ختم ہو گیا۔

محراب مسجد نبی صلی اللہ علیه و آله

مسجد نبی صلی اللہ علیه و آله میں آنحضرت اور صدر اسلام کے زمانہ میں محراب نہیں تھا، محراب کی شکل جو آج نماز ومصلےٰ کی جگہ نظر آتی ہے اسے عمر ابن عبدالعزیز نے بنوایا ہے جو کہ آنحضرت کے نماز پڑھنے کی جگہ بنائی گئی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیه و آله کی قبر مطہر

رسول خدا صلی اللہ علیه و آله کامرقد مطہر آپ کے حجرہ میں مسجد کی مشرقی سمت میں واقع ہے آپ کے مقدس حجرہ کا طول ۱۶میٹر اور عرض ۱۵میٹر ہے اور اس کی پوری مسافت ۲۴۰میٹر ہے، حجرہ کے گوشوں میں سنگ مرمر کے ستون لگے ہوئے ہیں کہ جس پر گنبد مطہر استوار ہے، ان مذکورہ ستونوں کو باریک اور عمودی شکل میں تراشاگیا ہے جو مسجد کے ستونوں سے خاصا فرق رکھتے ہیں در حقیقت یہ حجرہ اور مسجد کے ستونو ں میں فر ق نمایاں رکھنے کاذریعہ بنی ہے۔

گنبد خضراء

رسول اکرم صلی اللہ علیه و آله کا گنبدمطہرسبزرنگ خوبصورت پتھر سے بنا ہوا ہے اور عربی زبان میں اسے "قبهالخضرا" سبز گنبد کہتے ہیں۔

ضریح مقدس

آنحضرت صلی الله علیه و آله کی ضریح مقدس فولاد سے بنی ہوئی ہے اور اس کے چار دروازے ہیں

(۱) باب الرسول

صلی الله علیه و آله ، جنوب کی طرف ہے (۲) باب الفاطمہ ، مشرق کی طرف ہے

(۳) باب التہجد، شمال کی طرف ہے (۴) باب الوفود، مغرب کی طرف ہے

بالائے سر مطہر سبز زمرد کا ایک عمامہ رکھا ہوا ہے جس کی آج اربوں روپیہ سے زیادہ قیمت ہے

ستون مسجد نبی صلی الله علیه و آله

مسجد نبی صلی الله علیه و آله میں متعدد ستون ہیں ان میں سے بعض اپنے مخصوص تاریخی نام کے ساتھ منسوب ہیں

ستون التوبہ، ستوان السریر، ستون المحرس، ستون الوفود، ستون المہاجر، ستون مقام جبرائیل ، ستون التہجد(۱)

۱) استوانہ التوبه: یہ وہ ستون ہے کہ جس سے ابولبابہ نے خود کو باندھ کر اس قدرگریہ و زاری

کیا کہ ان کی توبہ قبول ہوگئی ہے

۲) استوانہ السریر: یہ وہ ستون ہے جو رسول اللہ صلی الله علیه و آله کی مبارک مسند کی جگہ بنایا گیا ہے

۱- ہ وفاء الوفاء،ج ۱، ص۴۳۹ہ

۳) استوانہ المحرس: سمہودی نے بیان کیا ہے کہ اس جگہ حضرت علی ابن ابی طالب ؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کی حفاظت کی، جس کی وجہ سے اس ستون کو استوانہ المحرس واستوانہ امیرالمؤمنین علیہ السلام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

۴) استوانہ الوفود: یہ ستون اس جگہ قائم ہے جس جگہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ اپنے مقرر کردہ نمائندوں سے ملاقات فرمایا کرتے تھے جو عرب میں آپ کی طرف سے نمایندے کی حیثیت سے تبلیغ وغیرہ کے لیے جا تے تھے۔

۵) استوا نہ المہاجر ین: کہاجاتا ہے یہ وہی ستون ہے جو منبر اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ کی قبر مطہر کے درمیان واقع ہے جو دائیں طرف سے منبر تک دوستون اور بائیں طرف سے قبر تک نیز دوستون کے فاصلہ پر ہیں نیز معروف ہے کہ اس جگہ دعا مستجاب ہوتی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کا مصلی مقام

معہود تک منتقل ہونے سے پہلے، آپ نے کچھ مہینے اس ستون کی جگہ نماز پڑھی اور چونکہ مہاجرین اس جگہ جمع ہوتے تھے اورایک دائرے میں بیٹھتے تھے لہذا یہ استوانہ المہاجرین کے نام سے مشہور ہوگیا۔

۶) استوانہ مقام جبرئیل علیہ السلام : سمہودی کے قول کے مطابق اس ستون کی جگہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے گھر کا دروازہ تھا اور حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب ؑ اس طرف سے آتے جاتے تھے۔

ابو الحمراء اس ستون کی فضیلت کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ: میں چالیس دن اور دوسری روایت کے مطابق سات مہینے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ کی خدمت میں شرفیاب رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ ہر روز حضرت علی علیہ السلام ، حضرت فاطمہ علیہا السلام ، حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے گھر کے دروازہ پرتشریف لا تے اور دروازہ پکے کر فرماتے تھے:

"لَسَّلامُ عَلَيكَم ا لَ البَيتِ، اَلصَّلا ، (اِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذ بَ عَنكَم الرِّجسَ ا لَ البَيتِ وَيُطَ رَكُم تَطِيرًا)"(۱)

۷) استوان التجد: ی ستون اس جگ نصب ہ جا رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ نماز شب (تجد) پ تے تھ

دور حاضر مذکور ستونو میں س بعض پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ کی قبر اطر ک دائر میں داخل ی اور مومنین ان جگو پر نماز پ نے کی فضیلت س محروم ی

اصحاب صُفّ

ی جگ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ ک حجر مطر کی شمالی سمت می واقع ہ جو مربع مستطیل شکل می موجود ہ اور مسجد کی سطح عمومی س تقریبا بیس ۲۰سین ی می ر بلند ی پر ہ اور اصحاب صفّ ک نام س مشو ر ہ، اصحاب صفّ مسلمانو ک ایک ایس گرو کو کت ی ک جس ک پاس جرت ک ابتدائی دور می ر ن ک لی گ وغیر ن ی ت، رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ ن ان لوگو کو ر ن ک لی اس مقام پر جگ دی اور ان می س ر ایک ک لی اپن گ ر یا اصحاب ک گ ر س ک انا ب یجت ت اور کب ی ان ی خود اپن حصہ می شریک کر لیت ت

اصحاب صفّ نماز جماعت می صف اول می ر ت ت اور میدان جنگ می ب ی پیش قدم ر ت ت، ابن عبید بیان کر ت ی: می میش نماز جماعت می حاضر و ات ا، خدا کی قسم ! بعض مسلمان اتن غریب و فقیر ت ک شدید ب و ک کی وج س پوری نماز می ک ن ی وسکت ت اور بسا اوقات نماز می گر جات ت (۲)

۱- سور احزاب، آیت ۳۳

۲- وفاء الوفا، ج ۱، ص ۴۵۳

مدینہ اور اس کے اطراف کی مشہور مسجدیں

مدینہ میں بہت زیادہ مسجدیں ہیں جن میں سے بعض کے اسماء درج ذیل ہیں:

مسجد قبا، مسجد ذوقبلتین، مسجد جمعہ، مسجدفضیح، مسجدفتح، مسجد حضرت علی علیہ السلام ، مسجدحضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام ، مسجدغمامہ، مسجد مباہلہ، مسجد شجرہ، مسجد ابوذر، مسجد مشربہ اُمّ ابراہیم، مسجد الشمس، مسجد الاجابہ، مسجد العسکر، مسجد ظفر، مسجد نفس ذکیہ، مسجد الابوا، مسجد جحفہ، مسجد غدیر خم، مسجد بدر(۱)

مرقد مطہر حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام

مشہور قول کی بنا پر مدینہ منورہ کے قبرستان جنّت البقیع میں دفن ہونے والی اولیائے خدا میں سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ کی بیٹی سیّدہ النساء العالمین اُمّ الائمہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام ہیں کہ جن کی قبر مطہر آلِ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ پر ہونے والے ظلم وستم کے نتیجہ میں مخفی ہوگئی ان کی فضیلت اور مظلومیت تاریخ کے اوراق پر امّت مسلمہ کے لیے لمحہ فکریہ ہے

فضائل حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام

کے لیے بس یہی کافی ہے کہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں آپ کی محبت و مودّت واجب قرار دی اور آپ کی شان میں آیہ تطہیر نازل کی اور آپ کوقرآن میں"کوثر" کہا گیا، نیز آپ مباہلہ کے افراد میں سے ایک ہیں اورآپ کی شان اقدس میں قرآنی آیات و سورتیں نازل ہوئیں اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے آپ کے بارے ارشاد فرمایا: "فاطمہ اُمّ ابیہا" "فاطمہ بضعہ منی"، نیز گیارہ اماموں کی ماں اور سیّد الاولیاء امام اوّلین حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی شریک حیات ہیں حضرت امام

۱- وفاء الوفاء، ج ، ۴، ص۱۰۱۸؛ قبل از حج بخوانید، ص ۱۳۳،۱۳۷

مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ فرماتے ہیں: میری مادر گرامی جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام میرے لیے اسوۂ حسنہ ہیں((۱))۔

آپ کے بہت سے القاب ہیں جن سے آپ کے فضائل و مناقب کے باب کھلتے ہیں ہم اختصار کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ان کا ذکر یہاں کیے دیتے ہیں، علماء فرماتے ہیں کہ مومنین اپنی بچیوں کے نام بھی ان القاب مبارکہ سے انتخاب کریں یہ باعث خیر و برکت ہیں:

حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام

اشارہ

کے نام اور القاب

۱۔ انسیہ: وہ خاتون جو انسانی خوبیوں سے آراستہ ہو

۲۔ بتول: پاک و پاکیزہ، جو ہر طرح کی آلودگی سے پاک ہو

۳۔ نقیہ: پاک و بے گناہ

۴۔ حبیبہ: دوست، دوست رکھنے کے لائق

۵۔ حرّہ: آزاد و خود دار

۶۔ حوراء: فرشتہ، وہ خاتون جو فرشتوں کی خصوصیتوں سے آراستہ ہو

۷۔ حوریہ: جنتی خاتون، فرشتہ صفت

۸۔ راضیہ: وہ خاتون جو اپنے لیے تقدیر الٰہی پر راضی رہے

۹۔ راکعہ: بارگاہ خدا میں اہل رکوع و سراپا خم

۱۰۔ رشیدہ: بافہم ،سمجھدار، غور و فکر کرنے والی

۱۱۔ رضیہ: وہ خاتون جو رضائے الٰہی کے مقام و مرتبہ تک پہنچ جائے

۱۲۔ ریحانہ: خوشبودار پھول، لطیف و مہربان(عورت سے متعلق ایک لطیف تعبیر)

۱- الغیبہ طوسی، ص۲۸۶،ح۲۴۵، بحار الانوار، ج۵۳، ص ۱۸۰، ح۹ احتجاج، ج۲، ص۲۷۹۔

۱۳۔ زکیہ: پاک و متقی و پرہیزگار۔

۱۴۔ زہرا: درخشاں، روشن۔

۱۵۔ زُہرہ: درخشان، نورانی۔

۱۶۔ ساجدہ: وہ خاتون جو بارگاہ خدا میں سجدہ ریز ہو۔

۱۷۔ سعیدہ: خوش بخت، خوش نصیب۔

۱۸۔ سیدہ: سردار۔

۱۹۔ شہیدہ: وہ خاتون جو راہ خدا میں اپنی جان قربان کر دے۔

۲۰۔ صابرہ: بردبار، صبر کرنے والی، ثابت قدم رہنے والی۔

۲۱۔ صادقہ: سچ بولنے والی اور نیک کردار۔

۲۲۔ صدوقہ: وہ خاتون جو نیک کردار کے ساتھ سچ بولنے والی ہو۔

۲۳۔ صدیقہ: وہ خاتون جو سچ بولنے میں مشہور اور نیک سیرت و باعمل ہو۔

۲۴۔ طاہرہ: وہ خاتون جو پاک دامن اور ہر برائی سے پاک ہو۔

۲۵۔ طیبہ: پاک و پاکیزہ۔

۲۶۔ عارفہ: با معرفت خاتون۔

۲۷۔ عالیہ: بلند ہمت اور دور اندیش۔

۲۸۔ عدیلہ: نظیر اور مانند، حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو "عدیلہ مریم" کہتے تھے کیونکہ یہ دونوں خواتین پاکیزگی اور پاک دامنی میں بے مثال تھیں۔

۲۹۔ عذراء: پاک دامن۔

۳۰۔ عزیزہ: با عظمت، گرانقدر۔

۳۱۔ علیمہ: دانشمند اور آگاہ۔

۳۲ فاضل: با ارزش اور صاحب فضیلت

ص: ۲۴۷

۳۳ فاطمہ: بچانے والی، جہنم کی آگ اور نادانی و برائی سے دور رکھنے والی

۳۴ فرید: یکتا، درّ نفیس

۳۵ کریمہ: جو عورت اہل کرم اور اہل جود و سخا ہو

۳۶ کوثر: خیر کثیر

۳۷ کوکب: روشن، درخشاں

۳۸ مبشرہ: خوش خبری و بشارت دینے والی خاتون

۳۹ محدّثہ: حدیث بیان کرنے والی خاتون

۴۰ محمودہ: پسندیدہ، وہ خاتون جسے خدا وند عالم دوست رکھے

۴۱ مرضیہ: وہ خاتون جس سے خدا راضی ہو

۴۲ مطہرہ: پاک خاتون، ہر گناہ و برائی سے پاک

۴۳ معصومہ: وہ خاتون جو گناہ نہ کرتی ہو، بڑے گناہ

۴۴ ملہمہ: وہ خاتون جس پر خدا وند عالم الہام فرمائے

۴۵ ممتحنہ: وہ خاتون جو امتحان میں کامیابی سے ہمکنار ہو جائے

۴۶ منصورہ: وہ خاتون جس کی مدد کی گئی ہو

۴۷ مؤفقہ: وہ خاتون جس کے خدا وند عالم کی توفیق ہمیشہ شامل حال رہے

۴۸ مہدیہ: وہ خاتون جس کی خدا وند عالم نے ہدایت فرمائی ہو

۴۹ مومنہ: وہ خاتون جو خداوند عالم اور روز قیامت پر ایمان رکھتی ہو

۵۰ ناعمہ: وہ خاتون جس کی زندگی خوش گزرے، شاداب

۵۱ تقیہ: پاک و بڑے گناہ، صاحب تقویٰ

۵۲ والہہ: محبت کرنے والی

۵۳ وحید : یکتا، تن ا

ص: ۲۴۸

۵۴۔حانیہ: یہ آپ کا آسمانی نام ہے، اپنے اہل خانہ کے ساتھ بہت مہربان۔

۵۵۔نوریہ: وہ جس سے نور ساطع ہوتا ہو۔

۵۶۔حصان: پارسا اور عفیف۔((۱))

ولادت وشہادت، حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام

ولادت فاطمہ زہرا علیہا السلام : مشہور یہ ہے آپ کی ولا دت بعثت کے پانچویں سال ۲۰ جمادی الثانی کو مکّہ معظمہ میں ہوئی۔((۲))

آپ نے اپنے والد گرامی کے ساتھ آٹھ سال مکّہ میں زندگی بسر کی اور بقیہ دس سال مدینہ منورہ میں، آپ اپنے والد بزرگوار حضور صلی اللہ علیہ و آلہ کی رحلت کے تقریباً تین ماہ بعد قول مشہور کے مطابق تین جمادی الثانی گیارہ ۱۱ہجری کو اسلام میں بیبیوں کے حقوق و وراثت، ولایت و امامت اور نظام ِقرآن کادفاع کرتے ہوئے درجہ شہادت پر فائز ہوئیں۔((۳))

حضرت عثمان ابن مظعون

قبر ستان ِجنّت البقیع میں سب سے پہلے حضرت عثمان ابن مظعونؓ دفن ہوئے تھے، وہ متقی وپر ہیز گا ر، زاہد و عابد اور صالح انسان تھے جب ان کے جنازہ کو زمین سے اٹھایا گیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا:"طوباك یا عثمان! لم تلبسك الدنیا ولم تلبسها"

اے عثمان ! تم خوش نصیب ہو کہ دنیا تمہیں فریب نہ دے سکی اور خود تم نے بھی اپنے آپ کو دنیا کے دام فریب میں نہیں ڈالا پھر جناب عثمان کو بقیع میں دفن کر دیاگیا۔

۱- ۔ مفاتیح الجنان، باب زیارت، زندگانی حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام و دختران او، ص ۱۳، ۱۵۔

۲- ۔ کشف الغمّہ ج ۲، ص ۷۵۔

۳- ۔ ستارہ درخشان ِمدینہ، علیہا السلام ص ۲۰۴ ؛ صحیح بخاری، ج۲، ص ۲۱۰۔

مرقدجناب ابرا یم علیه السلام ابن رسول اللا صلی الله علیه و آله

پیغمبر صلی الله علیه و آله نے اپنے فرزند جناب ابرا یم کے دفن کرتے وقت فرمایا:

"الحق بسلفك الصالح عثمان بن مظعون"اور ان کو جناب عثمان ابن مظعون کے پہلومیں دفن کر دیا

صاحب مراه الحرمین تحریر کرتے ہیں، اصحاب اور تابعین میں سے دس ہزار سے زیادہ افراد اس قبرستان میں دفن ہیں جن میں سے بعض کے نام ذیل میں ذکر کررہے ہیں:

جناب ابرا یم علیه السلام فر زند رسول صلی الله علیه و آله :جن کی بچپنے میں وفات ہوئی، جناب سمہودی اپنی کتاب "وفاء الوفا" کی تیسری جلد میں لکھتے ہیں:جناب ابرا یم کی قبر حضرت فاطمہ زہرا علیها السلام کے بیت الاحزان کے پاس ہے اور بیت الاحزان وہ جگہ ہے کہ جسے حضرت فاطمہ زہرا علیها السلام نے بقیع میں اپنے بابا پر گریہ کر نے کے لیے اختیار کیا تھا

مرقد جناب عقیل بن ابی طالب علیه السلام

بعض کا قول ہے کہ آپ کی قبر شام میں ہے اور شام میں قبہ و مزار ہے

مرقدمطہر جناب فاطمہ بنت اسد علیها السلام

حضرت علی بن ابی طالب علیه السلام کی والدہ گرامی، آپ کی قبر جناب ابرا یمؑ اورعثمان بن مظعونؓ کی قبر کے پاس ہے اور تمام لوگ ان قبور کی بقیع کے باہر سے زیارت کرتے ہیں

قبر عبداللا بن مسعود

آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے عثمان بن مظعون کے پہلومیں دفن کرنا، عبداللا جلیل القدر صحابہ کرام میں سے تھے اور آپ فضیلت کے عظیم درجہ پر فائز ہیں آپ کی فضیلت کے بارے میں رسول اکرم صلی الله علیه و آله کی یہی حدیث کافی ہے کہ آپ صلی الله علیه و آله نے فرمایا: "اگرقرآن کو جیسے وہ نازل ہوا ہے یاد کرنا چاہتے ہو توابن مسعود سے سیکھو" ۔

ص: ۲۵۰

قبرِ سعد بن معاذ

یہ وہ عظیم المرتبت شخصیت تھی، کہ جن کے جنازہ پر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے ۹۰ہزار فرشتوں کو ساتھ نماز جنازہ پڑھی، اور حضرت علی علیہ السلام سے دوستی و محبت کی خاطر آپ نے ان سے کہا:"ابشر یا سعد فانّ اللّٰہ یختم لک بالشہادہ"

قبر ابو سعید خدریؓ

یہ صحابی اپنے زمانے کے فقیہ اور محب اہل بیت (علیہم السلام) تھے ((۱))

ثواب زیارت اورتعمیر مراقدِ خاندان رسالت

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ اور آپ کے خاندان کی زیارت کے اجر و ثواب اور مرقد کی تعمیر کے بارے میں روایتوں میں کافی تاکید ہے، منجملہ حضرت امام رضا (علیہم السلام) فرماتے ہیں:

"فمن زارہم رغبۃً فی زیارتہم و تصدیقاً بما رغبوافیہ کان ائمتہم شفعاء ہم یوم القیامہ" (۲)

ترجمہ:جو شخص رغبت و معرفت کی بناپر ائمہ (علیہم السلام) کی زیارت کا شرف حاصل کرے اور ان کی زیارت میں ان کے مقدس اہداف کی طرف توجہ دے تو قیامت کے دن ائمہ اس کی شفاعت کریں گے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا:

"من زارنی اوزاراحداً من ذریتی زرتہ یوم القیامہ فانقذتہ من اہوالہا"(۳)

جس شخص نے میری یامیری ذرّیت میں سے کسی ایک کی زیارت کی، میں قیامت کے دن اس کا دیدار کروں گا اور اسے قیامت کی وحشت سے نجات دلاؤں گا

۱- سفینہ البحار، ج ۱، ذیل سعد؛ ستارہ درخشان مدینہ، ص ۲۳۵

۲- وسائل الشیعہ ج، ۵، ص۲۵۳؛عیون الا خبار الرضا علیہ السلام ،ج ۲، ص ۲۶۰

۳- کامل الزّیارات ابن قولویہ، متوفی۳۶۸قمر ی مکتبہ صدوق، ص۷

رسول خدا صلی الله علیه و آله نے حضرت علی علیه السلام سے گفتگو کے دوران فرمایا:

"ان اللہ جعل قلوب نجباء من خلقہ و صفوه من عبادہ تحن الیکم وتحتمل المذلّه والا ذیٰ، فیعمرون قبورکم ویکثرون زیارت تقربا منہم الی اللہ و موده منہم لرسولہ اولئک یا علی المخصوصون بشفاعتی الواردون حوض وہم زوّاری غداً فی الجنہ" (۱)

خداوند عالم نے اپنی مخلوق میں سے نجیب اور برگزیدہ لوگوں کے دلوں کو تمہارا مشتاق قرار دیا اور وہ تمہاری خاطر سختی اور رنج کو برداشت کر تے ہیں اور تمہاری قبروں کو تعمیر کرتے ہیں اور ان کے وسیلے سے بارگاہ خدا میں تقرب حاصل کرنے کے لیے اور رسول خدا صلی الله علیه و آله کی خاطر ا ن سے دوستی و محبت کی بناپر ان کی زیارت کو کثرت سے آتے ہیں، ا ے علی میں خاص طور پران کی شفاعت کروں گا اور یہ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے اور یہ کل جنت میںمیری زیارت کریں گے اس کے بعد آپ نے فرمایا:

"یا علی! من عمرقبورکم وتعاہد ہا، فکانہا اعان سلیمان بن داود علی بناء بیت المقدس" (۲)

جو شخص تمہاری قبور کو تعمیر کرے گا اور پابندی سے ان کی زیارت کے لیے آئے گا تو ایسا ہے کے گویااس نے بیت المقد س بنانے میں جناب سلیمان ابن داؤود کی مدد کی

مکّہ اورمدینہ میں وہابیوں کی تباہ کاریاں

وہابیوں کے ایک ٹولے نے استعما ر کے اشاروں پراسلام کے مقدس مقامات اور عرفان و معرفت سے سرشار تاریخی نشانات نہایت بے دردی سے مٹا دیے، سب سے پہلے

۱- بحار الانوار، ج ۱۰۰، ص ۱۲۱

۲- بحار الانوار، ج ۱۰۰، ص ۱۲۱

طائف میں عبداللہ ابن عباسؓ کے گنبد کو خراب کیا، اس کے بعد مکے میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے دادا جناب عبدالمطلبؑ اور ان کے چچا جناب ابو طالب اور زوجہ جناب اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ کبری علیہا السلام کی قبروں اور اس طرح محلِ ولادت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ اور محلِ ولادت حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو ویران کیا۔

جدہ میں قبرِ حضرت حواء علیہا السلام اور مکے و جدے کے تمام مزاروں کو ختم کردیا، جب مدینے میں جنا ب حمزہ کے مزار اور شہدائے احد کے مقبروں خاص کر قبور بقیع کو خراب اور ویران کرنے کی جسارت کی گئی۔((۱))

تمام اسلامی ملکوں میں شیعے اور سنی مسلمانوں نے اس عظیم حادثے پر سخت احتجاج کیا۔عراق، ایران ، پاکستان اوردیگر ممالک سے اعتراض کی آواز بلند ہوئی،مدارس میں کلاسوں کی تعطیل ہوئی اور اعتراض کے طور پر جلوس اور مجالس عزا بر پا کی گئیں۔ اب بھی احتجاج کے طور پر دنیا بھر میں ہر سال ۸ شوال یوم انہدام جنّۃ البقیع کے طور پر منایا جاتا ہے۔

تمّت بالخیر

بِسمِ اللّٰہ وللہ الحمد و الشّکر

آج بروز اتوار۱۳ جمادی الثّانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۷ جون ۲۰۰۹ء یہ کتاب مکمل ہوئی اور اتفاق سے آج حضرت اُمُّ البنین علیہا السلام کی رحلت کا ۱۳۶۶ واں سال ا ور والد مرحوم السیّد دل باغ العلوی الشہید کی پندرہویں برسی بھی ہے۔ خدا وندکریم ان کوشافع محشر رحمہ العالمین حضرت محمدمصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ کی شفاعت اور مولائے کائنات حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی

۱- ۔ وہابیان، ص۲۱۴؛ ستارہ درخشان مدینہ، ص ۲۴۰۔

عنـایت شامـل حـال فرمـائ، آمین آخر میـ قارئین کرام سـ تمام مرحومین مؤمنین وسادات اور شـدائ راـ خـدا کـ ایصال ثواب کـ لیـ فاتحـ کی اپیل

ملتمس دعا:

سیّد ابو الحسنین وزیر حسین علوی

ص: ۲۵۴

ا م ضمیم

اشارہ

مؤلف نے اسلام آباد سے چھپنے والے ماہنامہ اورتاریخ علوی اعوان میں لکھے گئے کچھ متعصّبانہ اعتراضات کے محقّقانہ جوابات دے کر حضرت اُمُّ البنین علیها السلام کی ذرّیت کا دفاع کیا تھا جن کو اصول صحافت سے نابلدمجلہ کے متعصّب ایڈیٹر اور مؤلف نے شائع نہیں کیا اور نہ ہی جواب دیا! ہم اس کی افادیت کے پیش نظر یہاں قارئین کے لیے بطورضمیمہ پیش کر رہے ہیں: ناشر

بِسمِ اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

حقّانیّتِ اولادِ قمربنی ہاشم حضرت ابوالفضل العبّاس علیہ السلام

ماہنامہ "اعوان" دسمبر ۲۰۰۷ء کے شمارے میں جمہوری اسلامی ایران سے چھپنے والی مقبول ترین کتاب "چہار درخشان قمر بنی ہاشم ابو الفضل العباس علیہ السلام" جلد پنجم جس کے مؤلف جناب علامہ الحاج شیخ علی ربّانی خلخالی حفظہ اللہ تعالیٰ ہیں، الحسین پبلیکیشنزقم، ایران نے شائع کیا ہے کے مصنّف کی روش یہ ہے کہ وہ ہر جلد میں حضرت عبّاس علمدار علیہ السلام کے فضائل، ان سے منسوب مقامات مقدّسہ، امام زادوں، ان کی نسل سے صاحب کرامت بزرگان دین اوراولاد کا مختصر ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ ہر جلد میں، ولی خدا، صاحب وِفا حضرت عبّا س بن حضرت امام علی ؑ کی بارگاہ سے رونما ہونے والے ۲۴۰ کرامات و

معجزات مختلف شیعہ، سنّی ہمسیحی، کلیمی اور زرتشتی راویوں سے نقل کرتے ہیں، مصنّف کا ارادہ ہے کہ وہ آخر ی جلد میں جناب قمر بنی ہاشم علیه السلام کی دنیا بھر میں موجود تمام اولاد کا تفصیل سے ذکر کریں۔

مذکورہ کتاب کی جلد پنجم کے باب ششم صفحہ ۲۵۹ سے ۲۹۱ میں پاک و ہند میں موجود حضرت عبّاس علمدار علیه السلام کی کچھ اولاد کا ذکر کیا گیا ہے۔ مصنّف نے متعدّد منابع سے استفادہ کرتے ہوئے پوری دیانت اور خلوص کے ساتھ ا سناد اور حوالہ جات کے ہمراہ نقل کیا ہے ، اللہ تعالی اُن کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ایک بہترین مورّخ اور مؤلّف کی بہترین صفت یہی ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کی تحقیق سے اگر استفادہ کرے تو دیانت داری کے ساتھ اسی کے حوالہ سے ذکر کر دے، اگر راوی نے غلط بیانی کی ہو تو "دروغ بر گردن راوی" ذمہ داری اسی پر ہو گی اور مؤلّف اس سے بری الذّمہ ہو گا۔

مذکورہ کتاب پرایک متعصّب تبصرہ نگار نے ا پنے غیر منطقی تبصرہ میں کچھ بے جا الزامات لگائے ا ور اعتراضات کیے ہیں۔ مثلاًیہ کہ:

(۱)مؤلف کتاب ہذانے حقیر کے کہنے پر پاکستان کے علویوں کو سیّد بنا دیا اور ان کو حضرت عبّاس علمدار ابن حضرت علی ؑسے ملا دیا۔

(۲) حضرت عبّاس علمدار علیه السلام کی اولاد پر اعتراض کہ ساتھ ساتھ اہل سنّت کے ایک جید عالم مولوی نور الدّین مرحوم اور محسن قوم حکیم غلام نبی مرحوم پر بھونڈے قسم کے الزامات تراشے ہیں۔

(۳) کتاب میں مذکور اپنے جنرل سیکریٹری اور اپنے چیف کوارڈی ینٹر کے شجرہ کو جعلی قرار دیتے ہوئے، "دونوں میں سے سچا کون ہے؟" کا استفسار کرتے ہیں۔

(۴) مشائخ کرام کے حالات وانساب کے حوالے سے بڑی بندۂ حقیر پر بے جا الزام تراشے گئے

(۵)پلٹر آخر میں باب ششم میں ذکرکیے گئے علویوں کے حالات و انساب اور اولاد حضرت علی علیه السلام کے لیے سیّد کے عنوان کو متکبرّانہ انداز سے مسترد کرتے ہوئے، اپنے منکر ہونے کا اعلان کرتے ہیں یہ تھا ان کے اعتراضات کا خلاصہ!

اگرچہ منطقی طریقہ یہی تھا کہ وہ مجھ پر الزام لگانے کی بجائے مصنّف موصوف سے رابطہ برقرارکرتے اور اُن سے وضاحت طلب کرتے شاید ان کی مشکل حل ہو جاتی مگر انہوں نے ہمیشہ کی طرح غیر منطقی انداز اپنایا بعض دوستوں نے ماہنامہ "اعوان" سے اس تبصرے کی کاپی مجھے ارسال کی اوربہت سے احباب نے اصرار کیا کہ اس کا جواب دیا جائے، اگرچہ میں ان کو دوسرے ذرائع سے تذکر دیتا رہاہوں کہ وہ ضد اور ہٹ دھرمی کے بجائے براہ راست ہم سے گفتگو یا مناظرہ کریں اور کمزور باتیں کر کے مسخرہ پن کاباعث نہ بنیں مگر انہوں نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم اس طرح سے ان کو جواب دیں: ؎

نہ تم صدمہ ہمیں دیتے، نہ ہم فریاد یوں کرتے

نہ کھلتے راز سر بستہ، نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

مبسوط و مفصل جواب دینے سے قبل کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ !

(۱) محبّت حسین اعوان کو اپنے جعلی نظریے کے برخلاف حقائق کو مسخ کرنے کا حق کس نے دیا ہے؟ چونکہ مذکورہ کتاب میں ان کا تو کسی حوالے سے ذکر ہی نہ تھا، اگر کسی کو اعتراض ہوتا تو وہ خود مصنّف کتاب سے رجوع کر سکتا تھا جیسا کہ جب محبّت حسین اعوان نے وادی سون سکیسر کے شجر نامہ جو صوبیدار گل محمّد مرحوم کے قلم سے تحریر تھے یا وادی کشمیر کے علوی اعوانوں کے نسب نامہ جو مولوی حسام الدّین مرحوم مؤلف"نسب الاعوان" نے تحقیق سے لکھے ہوئے تھے جس میں سب کے سلسلے نسب حضرت عبّاس بن حضرت ا مام

علی' سے ملتے تھے ان میں بے جا تصرّف کیا تو وادی سون کی بعض مقتدر شخصیّات منجملہ مرحوم محمّد سرور اعوان صاحب نے بڑے پور اعتراض کیا اور اپنی تاریخی کتاب "وادی سون سکیسر" میں ان کی جعل سازی کو مسترد کر دیااس طرح مولوی زین العابدین علوی صاحب جنہوں نے مشائخ کرام کے شجرے نامے جمع کیے تھے، جو حضرت عبّاس علمدار علیه السلام سے ملتے تھے، کے بدلنے اور اس تصنیفی خیانت پر بڑےپور اعتراض کیا تھا۔

(۲)کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تبصرے نگار کو نواسہ رسول صلی الله علیه و آله ، دلبند بتول ، محسن انسانیت حضرت امام حسین علیه السلام کے بھائی اور ان کے لشکر کے علمدارحضرت عبّاس ابن حضرت امام علی' سے کیا دشمنی ہے ؟ جو اتنے سیخ پا ہو جا تے ہیں اور اس طرح کے مضحکے خیز تبصرے پراترآتے ہیں حالانکہ ان کی کتاب کے بعد چھپنے والی بہت سی کتب میں ان کے بنائے ہوئے شجرے کو مسترد کر دیاگیا مگر انہوں نے ان پر کوئی تبصرے نہیں کیا ظاہراً محبت حسین اعوان اپنے آپ کو حضرت علی علیه السلام سے منسوب کرتے ہیں حالانکہ وہ اموی لشکر میں کھڑے ہو کر اولاد حضرت علی علیه السلام پر تیر چلا رہے ہیں

(۳)کیا میں ان سے دریافت کر سکتا ہوں کہ ہمارے ایک اہل علم دوست نے آٹھویں صدی ہجری تک کی تمام معتبر کتب انساب ان کو ارسال کیے تھے کیا ان کتب سے اپنا بنا یا ہوا شجرے ثابت کر سکتے ہیں ؟

(۴)کیا وہ دنیا و آخرت میں جواب دے سکتے ہیں کہ جمہرہ الانساب العرب سے لیے گئے محمد ابن علی ابن محمد حنفیّہ کی اولاد میں عون عرف سکندر کہاں سے آیا جب کہ انساب کی کسی کتاب میں ان کی اولاد کا ذکر نہیں ملتا اس صدی میں یہ کہاں سے پیدا ہو گئی؟

(۵)کیا "تاریخ علوی اعوان" کےمؤلف یہ بتانا پسند کریں گے کہ اصول انساب کا یہ کون سا اصول ہے کہ "تین نام کتاب جمہرہ انساب العرب سے اور باقی مراہ مسعودی سے لئے لیے تو اعوانوں کا شجرہ نسب بن جائے گا"۔ کیا کوئی بھی غیرت مند علوی اعوان یہ برداشت کرے گا کہ وہ اپنے آبائی شجرہ نامے جو ان کے پاس محفوظ ہیں وہ چھوڑ کر اس جعلی اور نیو برانڈ شجرہ کو اپنا لے۔ یقینا کوئی بھی حقیقی اور نسبی علوی اس کو ہر گز قبول نہیں کرے گا۔ جب کہ وہ کتاب "تاریخ علوی اعوان کے صفحہ۳۷۱" کا مطالعہ کر کہ مؤلف کی واضح جعل سازی سے آگاہ ہو چکا ہوں

(۶)آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ غزنوی سلطان کا سالار "ملک غازی" علوی تھا۔ جب کہ غزنوی سلاطین پر مستند ترین تاریخی کتاب جو ان کے دور میں ہی لکھی گئی، جس کے مصنف خوا جہ ابوالفضل محمد بن حسین بیہقی دبیر دربار غزنوی تھے۔ اس پر اکثریت کرنے والے تمام اکثر وہ نے اپنے تعلیقات میں "ملک غازی" کو ایک سامانی نسل کا سالار لکھا ہے۔ اکثر فیاض اپنے حاشیے میں لکھتے ہیں۔

"غازیان مردمی بودند کہ در شہر ہا داؤ طلبانہ برای جہاد با کفّار جمع می شدند و لشکری تشکیل می دادند کہ سالاری مخصوص داشت"۔

"غازی وہ لوگ تھے جو رضاکارانہ طور پرکفّار کے ساتھ جہاد کے لیے جمع ہوتے تھے جب لشکر بن جاتا تھا تو اس کا سالاربھی مخصوص ہوتا تھا، جس کو "ملک غازی" یا "سالار غازی" کہا جاتا تھا "

اکثرسید احمد حسینی کازرونی لکھتے ہیں: "سلاطین غزنوی کے دور میں "حاجب، سالار، ملک" ریاستی عہدہ تھے "ملک غازی" کا اصلی نام "آسیغتگین" تھا یہ سب سے جوان اور باہوش تھا سلطان محمود کے دربار کے حاجب کبیر کے عہدہ پر بھی فائز رہا، پہر غازیوں کے لشکر کا ملک اور سالار بنا دیا گیا اس لیے اس کو "سالار غازی یا ملک غازی" کے نام سے یاد کیا جاتا

تھا کیا یہ ستم ظریفی نہیں کہ ایک سامانی نسل کہ ملک کو علوی اعوانوں کا زبر دستی دادا بنا دیا جائے اور اس پر فخر کیا جائے اتنی بے شرمی اور بے حیائی!! کاش قوم بیداری کا ثبوت دیتے ہوئے اس شخص کا محاسبہ کرتی تا کہ پھر کوئی ایسی جسارت نہ کرتا

(۷) اعوان کا خطاب کس سلطان نے کب اور کہاں دیا ؟ کیا یہ غزنوی تاریخ سے ثابت کر سکتے ہو؟نہیں تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ جناب عون سے عون آل کی بجائے اس کی جمع اعوان کو استعمال کرنا شروع کر دیا گیا تھا، معجم البلدان و القبائل، لغت نامہ دہخدا اور حافظ ابرو کی تاریخ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے

(۸) سلاطین غزنوی جب کسی گاؤں یا شہر کو فتح کرتے تو کسی اپنے وفادار کو وہاں کا ملک بنا دیتے تھے اس لیے بھت سے ملک ملتے ہیں مراہ مسعودی میں بھت سے ملکوں کا ذکر ہے جنھوں نے سید سلطان مسعود کی اعانت کی آپ نے تاریخ غزنوی سے ملک غازی، مراہ مسعودی سے ملک حیدر اور تاریخ علوی سے قطب شاہ کو ساتھ ملا کر اعوانوں کا دادا بنانے کی تاریخی دہاندلی کی جب کہ ان ملکوں میں کوئی بھی علوی نہیں تھا یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ وہ علوی اعوانوں کے جد ہیں البتہ وہ غزنوی اعوانوں کے جد ہو سکتے ہیں

(۹) کہاں سے ثابت ہوا کہ سالار ساہو، ملک حیدر اور سالار سیف الدین بھائی تھے جب کہ آپ نے جس کتاب کو معتبر سمجھا ہے اس میں سالار سیف الدین کو سید سلطان مسعود کا چچازاد بھائی لکھا ہے اور ملک حیدر کے ساتھ کسی قسم کے رشتے کا ذکر نہیں کیا

(۱۰) آپ میں سے کسی کو قطب حیدر ملک غازی کے شجرے بالا اور زیریں پر اتفاق نہیں ہے ہر ایک نیا شجرہ لایا ہے، جعل سازی پر نظریں پردازی کب تک رہے گی

(۱۱)ہمیں یہ بتائیں کہ آپ نےکس دلیل کی بنا پر "تاریخ علوی" کو معتبر سمجھا ؟ کیا ملک شیر محمد کی اندھی تقلید کرتے ہوئے کہ جس نے داد تحقیق دیتے ہوئے لکھ دیا کہ "مولوی حیدر علی اعوان کی تربت کو اللہ تعالیٰ عنبرین کرے، جنھوں نے بے شمار کتب تواریخ

کہ مطالعہ کہ بعد دو کتابیں موسوم بہ تاریخ حیدری و تاریخ علوی لکھیں ان کتابوں میں انہوں نے تحقیق عمیق کہ بعد اعوان قوم کوحضرت محمد حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد ثابت کیا ہے"((۱))

جب کہ لدھیانوی صاحب نے صراحت کہ ساتھ لکھا ہے کہ میرے پاس ایک دو شجرے جن کو پڑھنا بھی دشوار ہے اور کوئی کتاب نہیں!

ہم یہاں مولوی حیدر علی لدھیانوی مرحوم کی کتاب سے من وعن ان کی عبارت نقل کرتے ہیں تاکہ قارئین کو اندازہ ہو سکے کہ ملک شیر محمد خان اور ان کہ اندھے مقلدین نے کس طرح کذب پردازی کی ہے اور محسن قوم حکیم غلام نبی مرحوم اور مولوی نور الدین مرحوم کی کتب کو لوگوں کی نظروں سے گرانہ کہ لیے کس قدر بے جا الزامات لگائے ہیں

مولوی حیدر علی لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں: "اس عاجز سے خاص کر حکیم اکبر زبدہ الحکماء لاہور نے فی زمانہ فخر قوم اور لائق پیرو ہیں آپ کا اپنا شفاء خانہ شہر میں بھی رونق سے جاری ہے اللّٰھُمَّ زدفزد آپ نے بہت تاکید کی، آپ کی فرمائش نے مجبور کیا جس میں کمر ہمّت باندھ کر لکھنے کو مستعد ہوا، اگرچہ میرے پاس کوئی ذخیرہ پورا نہیں بلکہ وہ پرانا سلسلہ نسب میرے پاس اتنا پرانا اور بودا ہو گیا تھا، کئی نام بالکل پھٹ گئے جاتے تھے جن کی درستگی کہ لیے بہت تلاش کی کہ کسی سے سالم سلسلہ لے کر مقابلہ کیا جائے مگر کہیں نہیں ملا، میں بھی شکر گزار بھائی وزیر علی اعوان سکنہ جمال پور کا ہوں کہ جن کہ پاس سے وہ نسب نامہ بعد مایوسی کہ مل گیا[اس کہ بعد مولوی صاحب نے اپنا شجرہ نسب درج کیا مگر اس کو تحقیق عمیق قرار دینے والوں نے بھی قبول نہیں کیا حتیٰ کہ ان کہ اپنے بیٹے نے بھی ہیکرا دیا] اس کہ بعدلکھتے ہیں کہ: "کتاب ہذا تاریخ علوی نام جو یہ عاجز پیش کرتا ہے اس میں کوئی نئی بات نہیں عموماً وہی باتیں ہیں جو بطور قصہ جات کہ قوم میں چلی آتی ہیں ہیمیں یہ نہیں

۱- ۔ تاریخ اعوان ،صفحہ ۲۲ ، ملک شیر محمد خان اعوان۔

کتا کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے، ولی صحیح ہو گا ممکن ہے کہ کسی بھائی کی تحقیق بعید اس سے زیادہ ہو"
(۱)

لدھیانوی مرحوم کا یہ اعتراف ہے کہ میرے پاس کوئی سند اور کتاب نہیں بلکہ سنی سنائی باتیں ہیں مگر کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ ملک شیر محمد خان اور ان کے اندھے مقلدین اس کو بھی شمار کتبِ تاریخ کا نچوڑ اور تحقیق عمیق قرار دے رہے ہیں آپ اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ گروپ کذب آرائی میں کتنی مہارت اور جسارت کا حامل ہے

اگر کوئی بھائی یقین حاصل کرنا چاہے تو کتاب "تاریخ علوی" لوک ورثہ اسلام آباد کی لائبریری میں جا کر مطالعہ کر سکتا ہے بلکہ کتاب کی کاپی بھی حاصل کر سکتا

اس کتاب کہ ٹائٹل پر لکھا گیا ہے کہ "یہ کتاب حسب فرمائش زبدہ الحکماء حکیم غلام نبی اعوان ،موچی دروازہ لاہورطیار ہوئی اور بغرض آگاہی مفت قوم میں بانٹی گئی"

اس سے پتہ چلتا ہے کہ تاریخ علوی اور تاریخ زاد الاعوان دونوں ہی حکیم غلام نبی مرحوم کی فرمائش پر لکھی گئیں اور یہ دونوں کتابیں انہوں نے اپنے خرچ سے چھپوا کرمفت تقسیم کر کہ ثواب دارین کمایا ہے چونکہ اس سر زمین پر حضرت عبّاس علمدار ؓ اور حضرت محمد حنفیہ ؒ، دونوں کی اولاد کا وجود بابرکت تھا اس لیے کسی کو اصل پر کوئی اعتراض نہیں تھا، البتہ ان بزرگان علویان سے منسوب احباب عرف عام کی کھلی کتاب میں نمایاں تھے، فقط ان کے نسب ناموں کی تحقیق ا وراصلاح کی ضرورت تھی

مگر بعض کو "زاد الاعوان" اور "باب الاعوان" پر اعتراض اس لیے ہے کہ وہ ان کے ذاتی خود ساختہ شجروں کے برعکس نسبی، تاریخی کتب اور عرفی حقائق کے مطابق مرتب کی گئیں تھیں یاد رہے ان کتابوں کی مخالفت کرنے والے متضاد نظریے کے حامل

۱- ؎ تاریخ علوی، صفحہ ۱ تا ۳، مولفہ مولوی حیدر علی اعوان سکنہ لدھیانہ

لوگ ہیں، جن کو جناب محمد حنفیہ کی اولاد ہونے کا دعویٰ بھی ہے اور سلطان محمود غزنوی کے ایک سالار ملک غازی یا ملک حیدر کی اولاد بننے کا شوق بھی ہے جب کہ اس کا علوی ہونا ثابت ہی نہیں، لیکن زبر دستی اس کو سید مسعود غازی مدفون بہرائچ ہندوستان، کا کبھی چچا اور کبھی چچا زاد بھائی بنا کرمرحوم عبدالرحمن چشتی کا تاریخ مسعودی میں بنایاہوا خیالی شجرہ، جس کا ما قبل کسی کتاب میں کوئی حوالہ نہیں ملتا، کو اپیچ کر کے اپنا شوق پورا کر لیا۔

مذکورہ کتاب کے مولف مولوی نور الدین سلیمانی مرحوم جو مسلک اہلسنت کے ایک جیّد عالم تھے موضع کفری کے امام جمعہ جماعت تھے نیز سلسلہ نقشبندیہ کے پیر طریقت تھے ایسی شخصیّت کو کسی قوم کی نسبی تاریخ میں غلط بیانی کی کیا ضرورت پڑی تھی، پھر اگر کوئی واعظ اور امام جماعت کذ ب بیانی کا مرتکب ہو تو اس کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے اس کی اقتدا کرنا جائز نہیں رہتی ہمیں ایسی کوئی شہادت نہیں ملتی کہ ان کے دور میں کسی نے ان پر خیانت یا جھوٹ کا الزام لگایا ہو یا علوی قبیلہ میں سے کسی نے اعتراض یا تنقید کی ہو۔

ان کی وفات کے عرصہ دراز بعد ایک غیر محقق، تاریخ اور انساب سے نا بلد شخص نے اپنی انتہائی غیر مہذب زبان سے بھود کے الزام لگائے اوران کوکرائے کا مولوی ، سازشی، بینگن کا نوکروغیرہ قرار دیااور دستگیر نامی شخص سے ملاقات کی جھوٹی داستان میں الزامات کی انتہا کر دی، جب کہ اپنا شجرہ بھی درست پیش نہ کر سکے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اور ان کے مقلدین اپنے نظریہ کو ثابت کرنے کے لیے ہر قسم کی جعل سازی اور جھوٹ کو روا سمجھتے ہیں۔

ہمارا مقصد مولوی صاحب مرحوم کی ہر بات کا دفاع کرنا نہیں تھا کیونکہ انہوں نے بھی اس تاریخ میں اپنے مسلک کے تحت کچھ بے سرو پا باتیں بھی لکھ دیں ہیں لیکن اس کے باوجود ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ان پر تنقید کرنے والے ان کی قداور شخصیت کے مقابلہ میں علمی اور تحقیقی اعتبار سے کوتاہ قد نظر آتے ہیں، بھلا جس کا اپنا نسب نامہ ہی درست نہ ہو نیز

حقائق اور انساب کو سمجھنے سے عاری ہو اس کو ایک عالم پر تنقید کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے اس سلسلے میں وادی سون سکیسر کے مشہوردانشور محقق محترم جناب محمد سرور اعوان مرحوم نے اپنی کتاب میں جواب دے دیے ہیں، تفصیل کے لیے ان کی کتاب کی طرف رجوع کیا جائے۔

پاک و ہند میں اولاد قمر بنی ہاشم علیه السلام

پاک و ہند میں اولاد قمر بنی ہاشم علیه السلام کا وجود اظہر من الشّمس ہے۔کتاب "چہرہ درخشان قمر بنی ہاشم علیه السلام " میں زاد الاعوان اور باب الاعوان جیسی کسی کتاب کا حوالہ نہیں تھا ایران کے شہر قم مقدس میں دنیا کا عظیم ترین کتاب خانہ (لائبریری) موجود ہے جس میں ہندوستان کے مذہبی، سیاسی رجال پر بہت سی کتب موجود ہیں ان کے واقعا ت وحالات سے اس چیز کی شہادت ملتی ہے کہ مولوی نور الدین سلیمانی مرحوم سے بہت پہلے لکھی جانے والی متعدد کتب من جملہ کتاب "تکملہ نجوم السما ء" صفحہ ۲۹ و ۳۰ مؤلف میرزا محمد مہدی کشمیری، کتاب "تجلی نور فی مشاہیر جونپور" مؤلف مولوی سید نور الدین زیدی، وغیرہ اس طرح کتاب "مطلع انوار" مؤلف علامہ سید مرتضی حسین صدرالافاضل، تذکرہ بہ بہا فی تاریخ العلماء مؤلف مولانا محمد حسین نوگانوی عابدی، مؤلفین علماء امامیہ قرن ۱۲، ازمحقق علامہ محمد اصغر صادقی وغیرہ سے پتہ چلتا ہے کہ پاک و ہند کی سرزمین حضرت عباس علمدار علیه السلام کی اولاد کے وجود سے خالی نہیں تھی

مثلاً۔ صاحبِ کتاب "مولا حضرت عباس علمدار علیه السلام کے معجزات" میں فاضل حنفی ظفرآبادی کے حوالہ سے مولانا محمد عوض علوی متوفی ۱۲۰۰ھ کے بارہ میں رقم طراز ہیں کہ: "وہ اپنے زمانہ کے مشہور عالموں اور ریاضت کردہ فاضلان جونپور میں سے تھے ان کے

نسب کا سلسلہ حضرت عباس علمدار علیہ السلام تک پہنچتا ہے وہ شیخ علی حزین متوفی ۱۱۸۰ کہ ہم عصر تھے ان کے فرزند کا نام ملافتح محمد متوفی (۱۲۴۰ مطابق ۱۸۲۴ء) تھا، اس سے واضح ہوا کہ اولادِحضرت عبّاس علمدار علیہ السلام کے وجود سے ظلمت کدہ ہند بھی خالی نہیں"(۱)

علامہ سید ضمیر اختر نقوی صاحب تحریر کرتے ہیں کہ "حضرت امّ البنین علیہا السلام کا سلسلہ نسل حضرت عباس علمدار بن امیر المؤمنین کی اولاد سے آج تک دنیا میں باقی ہیں عراق، ایران، یمن، ہندوستان میں اس نسل کے سادات موجود ہیں جو علوی کہلاتے ہیں، بعض اپنے نام کے ساتھ ہاشمی لکھتے ہیں"(۲)

خلاصہ الانساب

بہت سے علمائے انساب نے کتاب "خلاصہ الانساب" کے حوالے سے بھی پاک و ہند میں حضرت عباس علمدار علیہ السلام کی اولاد کا ہونا ذکر کیا ہے اور اس کتاب کے مؤلف کی تعریف و توثیق فرمائی ہے مثلاً اس صدی کے شہرہ آفاق نسّابہ علّامہ آیۃ اللہ شہاب الدین مرعشی نجفی قدس سرہ لکھتے ہیں:

"ملا محمد نجف کرمانی نسب شناس، لغوی، شاعر، متکلم، ثقہ، استوار و بزرگوار، مورد اعتماداور احادیث شناس تھے، وہ شہر کرمان میں پیدا ہوئے اور خراسان مشہد حضرت امام رضا علیہ السلام کے جوار میں اپنی تعلیم مکمل کی، نوے سال سے زیادہ پر برکت عمر گزار کے ۱۲۹۰ میں وفات پائی اور حسب وصیت حرم حضرت امام رضا علیہ السلام میں صاحب وسائل کی قبر کے پاس دفن ہوئے انہوں نے بہت سی معتبر کتب تالیف فرمائیں ان میں سے کتاب خلاصہ

۱- ۔ مولا عباس علمدار علیہ السلام کے معجزات، ص ۳۴۔

۲- ۔ کتاب اُمُّ البنین ، صفحہ ۲۸۴۔

الانساب جس میں انساب قریش اور علویوں کا ذکر کیا ہے، کتاب خلاصۃ العروض، شرح خطبۂ حضرت زہرا ، شرح دعائے جوشن کبیر، شرح دعائے صباح حضرت امام علی علیہ السلام ، جامع الاحادیث فی الاخبار وغیرہ((۱))

علاوہ ازیں اس کتاب کے حوالہ جات بہت سی کتب میں ملتے ہیں من جملہ کتاب تاریخ خراسان ص ۱۱۲، کتاب ایضاح المکنون جلد ۱ صفحہ ۴۳۳، کتاب ہدیہ العارفین ج ۲ ص ۳۸۰، کتاب اعیان الشیعہ ج ۱ ص ۷۹، کتاب الذریعہ ج ۴ ص ۴۶۵، اور ج ۱۳ ص ۳۳۱، وغیرہ میں ملتا ہے بہت سے علمائے انساب نے اس کتاب کو معتبر جانا ہے اب اس قدر مشہور کتاب کی حقیقت کا انکار کرنا اور جعلی قرار دینا، سراسر جہالت اور ہٹ دھرمی ہے

اس طرح "میزان ہاشمی" کے مصنف ملا محمد ہاشم علوی متوفی ۱۲۸۱ء کو بڑی علمی حلقوں میں ایک معتبر نسب شناس تسلیم کیا ہے، جن کا ذکر کتاب "المآثر والآثار ص۱۴۵" اور الذّریعہ ، ج ۲۳ ،ص ۳۰۷ ،طبع دارالضواء بیروت پر ملتا ہے

کوئی عقلمند اور دانشمند ان کتابوں کے وجود سے انکار نہیں کر سکتا، تعجب ہے ایک شخص بغیر اس کے کہ وہ علماء یا دنیا کی کسی بڑی لائبریری سے رابطہ کرتا، کچھ لائبریریوں کو خط لکھ کر انکار کرتا ہے اور پھر جعل ساز اس کو دلیل بنا کر روشن حقائق سے انکار کرنے لگتے ہیں ہے در اصل علم انساب، رجال اور اصول فقہ جیسے علوم مدارس علوم دینیہ میں پڑھائے جاتے ہیں اور یہ لوگ علماء سے رجوع کرنا کسر شان سمجھتے ہیں، اس لیے گمراہ کن قضاوت کر بیٹھتے ہیں

۱- ہ کتاب کشف الارتیاب فی مقدمہ لباب الانساب ،بیہقی، ص ۱۲۰؛ مہاجران آل ابو طالب، ص۶۶۲،ناشر آستان قدس رضوی،مشہد، ایران

کتاب نایاب کیو؟

سوال یہ ہے کہ اس قسم کی بہت سی کتابیں نایاب کیوں ہو گئیں آج ہمارے محققین کی دسترس میں کیوں نہیں؟اہل نظرجانتے ہیں کہ انگریزوں کی دورحکومت میں انگریز سکالرز کوایشائی اقوام اور عرب قبائل کے بارے میں تحقیق کرنے اورحقیقت جاننے کا بہت شوق تھا اس لیے انہوں نے کتب انساب کے خطی اور غیر خطی نسخے جمع کرلیے، حتی قبروں کے کتبے تک کندہ کرکے لے گئے مسلم ممالک سے خطی اور قلمی نسخوں کی کشتیاں بھربھرکر یورپ منتقل کی گئیں ہمارے کتاب خانوں کو ویران اور اپنے کتاب خانے اور میوزیم آباد کرتے رہے ہیں جس کی نتیجے میں آج ہم بہت سی کتب سے محروم ہو گئے ہیں لہٰذا اب اگر کوئی کتاب دسترس میں نہ ہو تو فوراً اس کا انکار کر دینا دانشمندی نہیں ہے

مولانا سیّدآغا مہدی لکھنوی رقم طراز ہیں:

"برٹش میوزیم کی فہرست مرتبہ ہاکنر چارلس صفحہ۴۳۷ پر محمد بن عبداللہ حسینی سمرقندی کی کتاب تحفہ الطالب، مخطوطات میں موجود ہے جس میں شرح وبسط سے اولاد حضرت محمدحنفیہ علیہ السلام اور اولاد حضرت عباس علیہ السلام کی تفصیل موجود ہے اس طرح محمد حسین بن عبد الکریم کے قلم کا شاہکار، ۶ذی الحجہ روز جمعہ وقت ظہر ۱۱۷۹ھ کا خطی نسخہ ہے یہ وہ جواہر پارہ ہیں جو کچھ تو غدر ۱۸۵۷ء لکھنؤ کی لوٹ میں یورپ منتقل ہوئے اور کچھ صاحبان احتیاج نے اپنی تنگدستی کے سبب انگریزوں کے ہاتھ بیچے، دوسو سات برس کا یہ صحیفہ عتیقہ اگر آج سامنے ہوتاتو کیا کچھ نہ ملتا"(۱)

تعجب ہوتاہے! منکرین کی عقل پر کہ وہ جناب کراروی مرحوم کے بلا۔ دلیل جملے کو تو اہمیت دیتے ہیں مگر تحقیق اور دلیل کے ساتھ علماء نے جو لکھا ہے اس کو خاطر میں نہیں

۱- ۔ کتاب اُمُّ البنینؑ ، ص، ۳۱۴،۳۱۳، علامہ سید ضمیر اختر نقوی۔

لاتے ہیں واضح حقائق کو لینے کی بجائے مبہم اور مرحوم ملک شیر محمدخان کی خودساختہ داستانوں کو لے لیتے ہیں جو ان کی جعل سازی میں کار ساز ہوں اورپھر اپنے جعل و قیاس کو تاریخ کا نام دے دیتے ہیں

ابن خلدون کا قول ہے: "تاریخ، واقعات کی کیوں کے تلاش کرنے کا نام ہے مورّخ کا کام اسباب وعلل کی جستجو کرنا ہے" نہ کے اپنے ذوق و مسلک کے مطابق حالات مرتب کرے اور جو اس کے مزاج و نظرکے مطابق نہیں اس کا انکار کر دے پھر تحقیق کے دروازے بند کر دے اور خود کو خاتم المحققین قرار دے دے

حق تو یہ ہے

حق تو یہ ہے کے اگر کوئی محقق بنی ہاشم کے کسی بھی شجرے کی تحقیق کرنا چاہتا ہے تو وہ حجاز، عراق اور ایران اور پاکستان میں انساب پر لکھی گئی کتب کا مطالعہ کرے، پھر کھی سے کھی ملاتا جائے تو ایک نتیجے پر پہنچے گا لیکن ان کتب کی حقانیت کا انکارکرنے والا متعصّب شخص کبھی حق نہیں پا سکتا ہے

جیسا کے ملک شیر محمد خان مرحوم اور ان کے اندھے مقلدین بغدادی مصنّفین کے نظریے کو اس لیے قبول نہیں کرتے کے وہ ان کے ذاتی اور خود ساختہ شجرے کے موافق نہیں جب کے اس حقیقت کا اعتراف یوں کرتے ہیں ہے "اہل بغداد نے یہ باور کر لیا کے یہ لوگ [علوی اعوان] عون بن یعلیٰ بغدادی معروف بہ قطب الہند کی اولاد سے ہیں ہے چوں کے عون بن یعلیٰ حضرت عباس نامدار ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے تھے اس وجہ سے بغدادیوں نے جو سفر نامہ مرتب کیے ان میں عون بن یعلیٰ قطب الہند کی اولاد لکھ دیا"((۱))

۱- ۔ تاریخ الاعوان ،ص ۵۰۔

اس طرح محمد خواص خان مرحوم اور ان کے ہمنوا متعصّبین، ایرانی مصنّفین کے مخالف نظر آتے ہیں جب کہ اس حقیقت کا اعتراف یوں کرتے ہیں کہ "حافظ ابرو کی تاریخ میں جو آیا ہے کہ قوم اعوان اولاد حضرت عبّاس سے ہیں جو لوگوں میں مشہور ہے کہ شاہ زبیر کی اولاد ہیں یہ درست نہیں وہ لاولد فوت ہوئے اس میں آخری جملہ کہ زبیر لاولد فوت ہوئے، علماء اسماء الرجال کے خلاف ہے"(۱)

یاد رہے جناب حافظ ابرو متوفی۸۳۳ ایران کے بلند مشہور اور معتبر مورّخ ہو گذرے ہیں جو متعدد تاریخی کتابوں کے مصنّف ہیں من جملہ زبدہ التّواریخ، جامع التّواریخ، تاریخ آل مظفر، تاریخ امیر ارغوان، تاریخ شاہرخ میرزا، تاریخ حضرت صاحبقرانی وغیرہ، ان کی بعض کتابوں کے خطی نسخے جات بر ہش میوزیم نمبر ۹۳۱۶، آکسفورڈ نمبر ۳۵۷ میں بلی موجود ہیں(۲)

کتاب چہار درخشان قمر بنی ہاشم علیه السلام کے مؤلف نے اصول تاریخ کے مطابق نسبی روایات کو ان کے ماخذ و ناقل کے حوالہ سے نقل کیا مثلاً وادی سون کے شجرے نامہ صوبیدار گل محمد مرحوم اور وادی کشمیر کے شجرے نامہ سید زین العابدین علوی اور مولوی حسام الدین مرحوم مؤلف کتاب "نسب الاعوان"، مشائخ کرام اور سادات علویہ نوشاہیہ کے حالات اور شجرے ان کی کتب تاریخ عباسی، شجرے شریف نوشاہی، سیادت علویہ کے حوالہ سے نقل کیے، اور ان تمام بزرگوں نے اپنے شجرے حضرت عون بن یعلی المعروف قطب شاہ سے حضرت عباس علیه السلام ہی تک ملائے ہیں، یہ توکوئی جرم نہیں ہے البتہ آپ کو ایک

۱- تحقیق الاعوان مؤلف محمد خواص خان بحوالہ تاریخ علوی اعوان، ص ۲۶۲

۲- حاشیہ و تحقیق زبدہ التواریخ از ڈاکٹر سید کمال جوادی

کوارینیئر نے جعلی شجرے بنیجوا کر سوء استفادہ کیا ہے آپ کی توجہ دلانے پر آیندہ ایڈیشن میں وہ اس کا سدّ باب کر دیں گے لیکن تصنیفی خیانت تو تب تلی کہ وہ بزرگوں کی دی ہوئی نسبت کو ختم کر کہ ایک نئی نسبت دے دیتے جیسا کہ تاریخ علوی اعوان اور اس کی تقلید کرتے ہوئے "نسب الصالحین" میں بلی اس تصنیفی خیانت کا ارتکاب کیا گیا ہے آپ دوسروں پربرسنے کی بجائے اس دلاندلی پر قوم سے معافی مانگیے اور اپنی عاقبت کی فکر کریے

جناب محبت حسین نے اپنے جنرل سیکریٹری کی نسبت سے جو لکھا ہے، وہ سراسر غلط ہے، ان سے ہماری ملاقات ہوتی رہتی ہے، وہ ہر مؤلف کے ساتھ تعاون کرنے والے اور روشن فکر انسان ہیں، قومی خدمت کے جذبے سے سرشار ہیں ان کے تعاون سے ہی ہمیں وادی سون کے شجرے میسر ہوئے، انہوں نے مذکورے کتاب بلی لی اوروں اس حقیقت کو قبول کرتے ہیں کہ پوری وادی اور برادری حضرت عباس بن حضرت علی کرم اللہ وجہ کی ہی نسل سے ہونے پر یقین رکھتی ہے

پوری وادی سون سے صرف

علامہ یوسف جبریل مرحوم نے آپ کی کتاب کی تعریف کی ہے، چونکہ وہ تاریخ اور علم انساب کے ماہر نہیں تھے لہٰذا ان کی تعریف کوئی معنی نہیں رکھتی اگر ان کو بلی معلوم ہو جاتا کہ آپ نے غزنوی سلطان کے ایک سامانی نسل کے سالار "ملک غازی" کو علوی اعوانوں کا دادا بنا دیا ہے تو یقیناً وہ شدید احتجاج کرتے نظر آتے جیسا کہ وہ ایم بم کے خلاف سر تا پا احتجاج تھے انہوں نے قبیلے کا جو تعارف لکھا وہ کوئی تحقیق نہیں تھی شاید ان کے پاس اس موضوع پر تحقیق کرنے کی اتنی فرصت ہی نے تھی

تبصرے میں جناب محبت حسین اعوان نے اپنے ایک چیف کوارڈی نیٹر کے شجرے کی تبدیلی کا خصوصی طور پر ذکر کیا ہے مجھے نہیں معلوم کہ وہ اپنے چیئرمین کی طرح جعل سازی کیوں کرنے لگے ہیں "کُلُّ شیئٍ یَرجعُ اِلیٰ اَصلِہٖ" ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے

انہوں نے ایک دفعہ ایک چارٹ کی شکل میں اپنا خوبصورت شجرہ دکھایا جس میں حضرت عون قطب شاہ سے اوپردوشجرہ درج تھے، ایک جناب حسن بن عبیداللہ بن عباس

سے اور دوسرے جناب عبد المنان بن عون بن محمد حنفیہ سے ملا رکھے تھے میں نے ان سے کہا: یہ تو بڑے مضحکہ خیز بات ہے کہ آپ نے ایک شخصیت کے دو باپ لکھ دیئے ہیں پوچھنے لگے پھر کون سا شجرہ صحیح ہے؟ میں نے کہا:جناب حسن بن عبیداللہ ابن عبّاس بن امیرالمومنین (علیهم السلام) والی شاخ صحیح ہے چونکہ کتب انساب و رجال اورآباء و اجداد سے متواتر اور تسلسل سے نقل ہوئی ہے اور ہمارے عون بن محمد حنفیہ کے بارے میں ابو نصر بخاری نے واضح لکھا ہے کہ "لا عقب لہ" اس کی کوئی اولاد نہیں ہوئی، پھر لکھتے ہیں کہ جو بڑی اپنا شجرہ نسب عون بن محمد حنفیہ سے ملائے، "فہو دعی کذّاب قطعاً" اس کا دعوی یقیناً جھوٹا ہے"(۱)

(یہاں معذرت کے ساتھ ایک تردید کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنی کتاب "اولاد امیر المؤمنین علیه السلام کیا علوی سادات ہیں" میں نے قطب حیدرعبدالمنان... بن عون بن محمد حنفیہ کی نسبت سے ایک شجرہ نقل کر دیا تھا کہ شاید مدعی کے پاس کوئی دلیل ہوگی مگر یہ شجرہ کتب اِنساب سے ثابت نہیں ہوا ہے)

الغرض ان کے چیف کوارڈی نیٹر نے حضرت عباس والی شاخ کو کمپوزکر کے تین کاپیاں ارسال کیے مع اپنے جدِ مرحوم کے حالات زندگی بڑی بڑیجے جس کی ایک کاپی اب بڑی میرے ریکارڈ میں موجود ہے جس کو دیکھ کر فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ سچا کون ہے؟

تبصرہ نگار اور ان جیسے تمام برادران دینی سے گذارش ہے کہ وہ اپنی آبائی نسبت کو ہر گز نہ بدلیے اگرشجرہ کی سند صحیح اور عرف میں علوی النسب ہونے کی شہرت ہے تو شرعاًاسی پر عمل کرنے کا حکم ہے اگر مشکوک ہے توکالعدم سمجھیے، اپنے آپ کو جعلی نسبت دینے والے کے لیے حدیث میں سخت مذمت آئی ہے:

۱- ۔ کتاب سر السلسله العلویہ ص ۸۵، مؤلفہ ابو نصر بخاری۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ و آلہ :"من ادّعی الیٰ غیر اٰبیہ فالجنّہ علیہ حرام"۔(۱)

" جو اپنے باپ کے علاوہ کسی غیر کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرے اس پر جنّت حرام ہے "۔ ورد فی الصحیح البخاری عن ابن عباس :

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ :"من انتسب الی غیرابیہ اوغیرموالیہ فعلیہ لعنہ اللہ والملائکہ والنّاس اجمعین"۔(۲)

صحیح بخاری میں ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا: جو اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور سے منسوب کرے یا اپنے مولا کے علاوہ کسی غیر کو مولا بنائے اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے"۔

اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ جو شخص علوی سیّد ہے وہ اپنی سیادت کو نہ چھپائے اور جو علوی نہیں وہ اپنے آپ کو سیّد کہلانے کی جرأت نہ کرے چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ نے دونوں قسم کے افراد پر لعنت فرمائی ہے اس سلسلے میں مولانا سیّدنجم الحسن کراروی لکھتے ہیں:

"اس سے باخبر رہنا چاہیے کہ ہمارے نزدیک اولادِ علی علیہ السلام جو بطن حضرت فاطمہ سے نہیں وہ سیّد شرفی ہیں، چونکہ شرافت نوریہ وجودیہ میں حضرت علی علیہ السلام حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ کے برابر کے شریک و سہیم ہیں اس لیے ہم حضرت عبّاس علیہ السلام اور حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام کو سیّد سمجھتے ہیں اور جوشخص سیّد ہے وہ اپنی سیادت کو نہ چھپائے اور جو سیّد نہیں وہ اپنے آپ کو سیّد کہنے کی جرأت نہ کرے چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ نے دونوں قسم کے افراد پر لعنت فرمائی ہے"۔(۳)

۱- ۔ کنزالعمّال ج ۶، ص ۱۹۴ ،حدیث ۱۵۳۱۵۔

۲- ۔ صواعق محرقہ ابن حجر؛ صحیح مسلم، حدیث ۳۶۸۵ ص ۷۳۳، بیروت۔

۳- ۔ کتاب عظمت سادات صفحہ ۵، مؤلف سیّد فضل عباس ہمدانی، طبع راولپنڈی۔

بقول علامہ اقبال:

منکر حق نزد ملا کافر است منکر خود نزد من کافر تر است

اگر کوئی نسباً علوی نہیں تو کیا ہوا عملاً علوی بن کر دکھائے یعنی حضرت امام علی علیہ السلام کی سیرت اور ولایت کو اپنائے لیکن اگر کوئی لشکر اموی میں بیٹھ کر علوی ہونے کا دعوی بھی کر رہا ہو تو اسے کچھ حاصل نہ ہو گا جیساکہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کو نسبت کا کوئی فائدہ نہ ہوا، باپ کی نا فرمانی کی تو غرق ہو گیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ولایتی لامیرالمؤمنین احبّ الیّ من ولادتی منہ"

"میرے نزدیک امیر المؤمنین کی ولایت ان کی اولاد ہونے کی نسبت سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے"((۱))۔

لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ سلسلۂ ولایت علی علیہ السلام سے منسلک رہیے یہ عظیم نعمت ہے نسبی تعلق کی نسبت سے، اس لیے کہ نسبتِ خون اساس شرافت ہے مگر ولایت علی علیہ السلام اساس دین ہے جس کے بغیر کوئی عمل اور دین قبول نہیں ہے۔

ہمارے پاس تواتر اور تسلسل کے ساتھ اپنا سلسلۂ نسب پہنچا ہے، اس لیے جناب عون بن یعلیٰ الملقب قطب شاہ کا ایک ہی نسب نامہ تمام نسّابوں کے پاس درج ہے اگر کہیں ایک نام کی کمی یا اضافہ ہو تو وہ شاید کاتب یا ناقل کی لغزش ہو گی حتیٰ کہ اس سلسلۂ نسب میں تمام مرحوم علوی بزرگان کے مراقد شریف بھی مشخص اور زیارتگاہ خاص وعام ہیں۔

۱- ۔ جامع الانساب، ص ۵۹۔

مگر تعجب ہوتا ہے! منکرین کا اپنا دادا "ملک غازی قطب حیدر" کا باپ، نسب، اولاد حتیٰ ان کی قبر پر بھی اتفاق نہیں، کوئی غزنی، کوئی ترات، کوئی بھرائچ، کوئی بہار، کوئی جنڈ، کوئی جھنگ میں ان کا مدفن بتاتا ہے یا تک کہ ان کا خاتم المورّخین نے اپنی کتاب میں یہ لکھ کر راہ فرار اختیار کی کہ "میرے نزدیک قطب شاہ کی جائے مدفون تحقیق طلب ہے"۔((۱))

ان سے پوچھئے کہ آپ کے بقول اتنا بڑا سالار، نائب السلطان، سلطان محمود کا دست راست اور قبیلہ کا مورث اعلیٰ، مگر قبر کاکسی کو پتہ نہیں ! یہ اہل دقّت کو لیے لمحہ فکریہ ہے!

الغرض چونکہ راہ راست کو چھوڑا تو بے شمار تناقضات کا شکار ہو گئے فطبع علی قلوبھم

ان ناشائستہ اعمال کی بنا پر ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے اب ان کو حق نظر نہیں آتا ہے

متعصّب تبصرہ نگار کی بوکھلاہٹ کا انداز اسی بات سے ہو جاتا ہے کہ کتاب چھپر درخشان قمر بن ہاشم علیہ السلام کہ مؤلف نے کہیں بھی زاد الاعوان اور باب الاعوان کا حوالہ نہیں دیا مگر وہ انہی کتب کا حوالہ دے کر پاک و ہند میں اولاد حضرت عباس اور سیادت علویہ کا انکار کرکے اپنی بے شعوری اور جہالت کا اعلان کر رہا ہے

سیّادت علویہ

ادارہ افکار جبریل اور ادارہ تحقیق الاعوان کی طرف سے "سیادت علویہ" پر ایک نہیں بل اور دو کتابیں شا ئع ہو چکی ہیں:

۱- ۔ تاریخ علوی اعوان، ص ۴۰۴، سطر آخر، طبع بار اول ۱۹۹۹ ۔

۱)انوار السّیادت فی آ ثار السّعا دت، علویؒ کی سیّادت کی اثبات میں مؤلف سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی ۲) تاریخ سیادت علوی یعنی سادات علوی قطب شاہی اعوان، مؤلف سیدّ زین العابدین علوی

مذکور دونو کتابیں اہل سنّت کی علماء کی لکھی ہو ئی ہیں جو ادارہ افکارِ جبریل کی محترم چیئرمین اور ادارہ تحقیق الاعوان کی جنرل سیکرٹری جناب شوکت محمود اعوان صاحب نے مجھے ہدیہ فرمائیں، اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے

اگر میری کتاب "کیا علوی سادات ہیں" کسی تعصّب کی بناء پر نہیں پڑھی پائی تو کم ازکم اپنے ادارہ کی طرف سے شائع کردہ ان دونو کتب کا مطالعہ فر ما لیتے تو یقینا یہ اعترا ض پیش نہ آتا اس میں شیعہ و سنّی تمام علماء کی فتاوی درج ہیں یہ مسئلہ کسی خاص مسلک کا نہیں جیسا کہ ناقد نے سمجھا ہے بلکہ تمام حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اورجعفری فقہ کی علماء کا احادیث کی روشنی میں متفقہ فیصلہ اور فتویٰ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی تمام اولاد چاہے وہ با عظمت نسب فاطمی علوی ہو چاہے غیر فاطمی علوی ہو، سب کے سب سیّد کے لقب سے لکھے اور پکارے جاتے ہیں ان سب پر امّت کی زکوہ واجب حرام ہے

محبت حسین اعوان نے خود اپنی کتاب میں علوی سادات کے خاندانو اور بزرگان مثلاً سیّد سالار مسعود اور سیّد ابراہیم علوی کا نام لے، سادات علوی تھانوی کا ذکرصفحہ ۳۳۸ پر کیا ہے حتی بلا دلیل لکھتے ہیں: "سلطان محمود غزنوی کے بیشتر جنرل سادات علوی تھے" بلکہ تاریخ مسعودی سے جس بزرگ کا شجرہ چرایا ان کے مزار و دربار کے مین گیٹ پر یہ عبارت لکھی ہے ((آستانہ مقدسہ حضرت سلطان الشّہداء سیّد سالار مسعود غازی)) یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ہی باپ کا ایک بیٹا سیّد ہو اور دوسرا بیٹا غیر سیّد ہو((۱))

۱- ؎ تاریخ علوی اعوان ص ۳۷۷ تا ۳۹۱ص ۳۷۴، طباعت بار اول اگست ۱۹۹۹، کراچی

سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ تضاد فکری ہے یا منافقت ! تبصرہ میں سیادت علویہ کا انکار بلکہ سادات فاطمیہ کی توہین خیال کرتے ہیں مگرادھر سیادت علویہ پر کتابیں شائع کی جا رہی ہیں اور اس عنوان کو بر ملا لکھا جا رہا ہے چنانچہ ان کی مستند کتاب میں مولوی حیدر علی لدھیانوی لکھتے ہیں:

"حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے تیرہ بیٹے تھے لیکن سلسلہ اولاد کا صرف پانچ صاحبزادوں سے چلا اور وہ یہ ہیں: حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، محمد حنفیہ، عبّاس، عمر اول و دوم کی اولاد فاطمیہ کہلاتی ہے اور باقی تین صاحبزادوں کی اولاد علویہ بولی جاتی ہیں، لیکن سیّد کا لفظ دونوں پر عائد ہے، سادات فاطمیہ اور سادات علویہ" ہیں حیدر آباد میں بھی کئی گھر علوی سیّدوں کے آباد ہیں، جو روزگار کی تلاش میں پنجاب سے آئے اور جھنگ پور میں گئے جہاں اللہ کے فضل سے ان علوی سیّدوں کا خاصہ محلہ آباد ہے"((۱))

ہندوستان میں علمی وسعت کی وجہ سے لقب "اعوان" متروک ہو چکا ہے چونکہ یہ کوئی نسبی عنوان نہیں تھا، اب اولاد حضرت عباس اور اولادحضرت محمد حنفیہ "سادات علوی" کے عنوان سے جانی اور پہچانی جاتی ہیں صرف ہمارے ہاں جاہل مفتیوں اور جعلی اعوانوں کی بنا پر یہ مسئلہ عوام کو اجنبی سا ہے

سیادت کا منکر کون ہے؟

ہم دیکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں شیعہ و سنی علماء میں بھی اتفاق نظر ہے کہ اسلام میں جن جن پر زکواہ حرام ہے، تمام فقہا ان کو سیّد کے عنوان سے یاد کرتے ہیں، ہاں ایک ناصبی

۱- ۔ (تاریخ علوی، مؤلفہ مولوی حیدر علی صاحب، ص ۶ اور ص ۱۶، مطبع ۱۸۹۶، لاہور)۔

□ول □□ جو حضرت علی علیه السلام کی سیادت اور ان کی والدین کی ایمان کا منکر □□ اور پاکستان کراچی میں ناصبیت کو رواج دینے والا محمود احمد عباسی تھا جس کی افکار سے محبت حسین نے اپنی کتاب میں بہت استفادہ کیا □□□ چونکہ وہ آل رسول صلی الله علیه و آله کی سیادت کا منکر تھا لہٰذا اس کی تقلید میں یہ صاحب بھی منکر ہو گئے □□ "قیاس کن زگلستان من بہارمرا"□

محمود احمد عباسی وہ شخص تھا جس نے کتاب "خلافت معاویہ و یزید" میں ہمارے جد پاک، مولائے کائنات، سیّد الاولیا، محبوب مصطفی، ولی خدا حضرت علی ابن ابی طالب ' کی شان اقدس میں اس قدر جسارت اور گستاخی کی کہ میں نے اہل سنّت کے علماء کو اس پر آنسو بہاتے دیکھا □□، محترم علماء نے اس کا جواب بھی دیا اور اس پر نفرین بھی کی□

محبت حسین اعوان نے اس متفق علیہ مسئلہ کو مسلک گرائی میں تبدیل کرنے کی ایک بیہودہ کوشش کی □□□ عموماً جب ان لوگوں کے پاس کوئی منطقی دلیل نہیں ہوتی توپھر اولاد علی کو شیعہ و سنی میں تقسیم کرنا شروع کر دیتے ہیں□□ دیندار طبقہ یہ سمجھتا□□ کہ شیعہ و سنی، دین اسلام میں دو بھائیوں کی مانند ہیں، □□ ایک غالی اورناصبی ہوں □□ جو استعمار کی ایماء پر ان دونوں پر شرک و کفر کے فتوے لگا کر ان کے گلے کاٹ رہا □□□

ہمارے لیے حضرت امام علی صلوات اللہ علیہ وکرم اللہ وجہہ کی اولاد ہونے کے ساتھ ساتھ ان کا شیعہ یعنی پیروکار ہونا زیادہ قابل فخر □□ بلکہ حق تو یہ □□ کہ جو کوئی حضرت علی علیه السلام جیسے ولی، امام اور باپ کاپیروکاراور مطیع نہیں اس کو ان کے ساتھ نسبت کا بھی کوئی حق حاصل نہیں، بلکہ اس کا علوی ہونا مشکوک □□ چونکہ حلالی اور اصلی بیٹا اپنے باپ کا فرمانبردار اور مشن کا وارث ہوتا □□□

اہل سنّت کے معروف عالم حنفی قندوزی حدیث نقل کرتے ہیں:

قال النبی صلی الله علیه و آله "یا علی بشّرشیعتک انا اشفیع لهم یوم القیامه وقتاً لا ینفع مال ولابنون الاالشّفاعه"(۱)

ترجمہ: نبی اکرم

صلی اللہ علیہ و آلہ فرماتے ہیں کہ "اے علی اپنے شیعوں و پیروکاروں کو خوشخبری دے دو میں روز قیامت ان کی شفاعت کروں گا جس وقت مال اور اولاد کام نہ آئیں گے مگر شفاعت" (الحدیث)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی پیروی اور اتباع کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کے نزدیک زیادہ اہم ہے اور ان کی اتباع اور پیروی کرنے کانام شیعہ ہے

آلِ علی پر صدقہ حرام ہے

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ کی متفق علیہ حدیث ہے:

عن زید بن ارقم ؛ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ خطیباً: فقال اذکرکم اللّٰہ فی اہل بیتی من حرم الصدقہ بعدہ، قیل ومن ہم؟ قال: ہم آل علی، آل عقیل، آل جعفر، آل عباس"(۲))

ترجمہ: زید بن ارقم سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: "اللہ کو یادرکھو میرے اہل بیت (علیہم السلام) کے سلسلے میں، جن پر میرے بعد صدقہ حرام ہے [ان کاحق خمس ادا کرتے رہنا مگر امّت نے بھلا دیا]ایک صحابی نے پو چھا وہ کون ہیں ؟ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا وہ آلِ علی، آل عِقیل، آل جعفر اور آ لِ عباس ہیں"

بنو ہاشم کے کچھ جوانوں نے عاملین زکوٰہ میں شامل ہونے کی درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا: "اے بنو ہاشم کے جوانو ! صدقہ و زکوٰہ نے میرے لیے حلال ہے نے تمہارے

۱- ینابیع الموده ص ۲۵۷، مؤلفہ سلیمان قندوزی حنفی

۲- صحیح مسلم باب تحریم الزکوٰہ علی رسول اللہ و علی آلہ و ہم بنو ہا شم وبنو مطلب د ون غیرہم)

لیۓ، لیکن میۓ تم سۓ اس محرومیت کۓ بدلۓ شفاعت کا وعدۓ کرتا ہوۓں، تم اس پر جو خدا اور رسول نۓ معین کر رکھا ہۓ راضی رہو وۓ کہۓ لگۓ ہم راضی ہیۓ"۔((۱))

روی انس بن مالک، قال رسول صلی الله علیه و آله :نحن ولد عبدالمطلب ساده اہل الجنه، انا وحمزه وجعفروعلی وحسن وحسین وفاطمۓ ومہدی۔(۲)

ترجمۓ: رسول اکرم

صلی الله علیه و آله فرماتۓ ہیۓ کۓ ہم اولاد عبدالمطلب اہل جنّت کۓ سیّد و سردار ہیۓ، میۓ حمزۓ، جعفر، علی، حسن، حسین، فاطمۓ، مہدی (علیهم السلام) ۔

وقال رسول اللۓ صلی الله علیه و آله : یا علی انت سیّد فی الدنیا و سیّد فی الاخره"(۳)

اۓ علی تو دنیا میۓ بہی سید ہۓ اور آخرت میۓ بہی سیّد ہۓں۔

و قال رسول اللۓ صلی الله علیه و آله : انا سیّد النبیین وعلی سیّد الوصیین، انّ اوصیائی من بعدی اثنا عشراوّلہم علی ابن ابی طالب وآخرہم قائمہم۔(۴)

"اللۓ کۓ رسول صلی الله علیه و آله نۓ فرمایا: میۓ انبیا کا سیّد ہوۓں اور علی اوصیا ء کۓ سیّد ہیۓ، تحقیق میرۓ بعد میرۓ بارہ اوصیا ء ہوۓ گۓ جن کا پہلا علی ابن ابی طالب اور آخری اُن کا قائم ہو گا"[قائم حضرت امام مہدی عجل الله تعالی فرجه کا ایک لقب ہۓ]۔

علامۓ علاؤ الدین حنفی سمر قندی کتاب تحفۓ الفقہاء میۓ لکھتۓ ہیۓ:

"انّ علی رضی اللۓ عنۓ سیّد لانّۓ من اولاد ہاشم و کل من کان من اولاد ہاشم فہو سیّد"

۱- ۔ صحیح مسلم، ترمذی و اصول کافی باب انّ الزکاه لا تحلُّ لبنی ہاشم۔

۲- ۔ بحارالانوار، ج۲۲، ص ۱۴۹، ح ۱۴۲، باب ۳۷۔

۳- ۔ (ریاض النضره جلد ۳ ص ۱۳۸)۔

۴- ۔ (زاد السبیل ص ۷۱؛ ینابیع ص ۴۴۵)۔

ترجمہ: "تحقیق حضرت علی سیّد ہیں اس لیے کہ وہ اولاد ہاشم سے ہیں اور جو کوئی فرد حضرت ہاشم کی اولاد سے ہو، وہ سیّد ہے"

امام شافعی اپنے اشعار میں کہتے ہیں:

قسیم النّاروالجنّہ علی

سیّد الامّہ (۱)

علی علیہ السلام بہشت و دوزخ کو تقسیم کرنے والے ہیں اور امّت کے سیّد ہیں

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ "انا و علی من نورواحد، انّ جبرائیل نزل علیّ فا خبرنی انا وعلی من شجرہ واحدہ "'الآ انّ علی ابن ابی طالب من حسبی و نسبی فمن احبہ فقد احبّنی من ابغضہ فقد ابغضنی"(۲)

"اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا: میں اور علی ایک نور سے ہیں ،تحقیق جبرائیل نازل ہوئے اور مجھے خبر دی کہ میں اور علی ایک ہی شجر سے ہیں آگاہ رہو کہ علی ابن ابی طالب میرے حسب و نسب سے ہیں پس جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی یقینا جس نے ان سے دشمنی کی، اس نے مجھ سے دشمنی کی"

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ : "من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰھمّ وال من والاہ و عادمن عاداہ"(۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا: "جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کا علی بھی مولا ہیں، خدایا تو علی کے دوست کو دوست رکھ اور علی کے دشمن کو دشمن رکھ"

۱- ۔ (زاد السبیل صفحہ ۲۵)۔

۲- ۔ (مسند احمدابن حنبل، باب الفضائل؛بحار الانوار ج۷ ص۲۴۱ ؛ ج ۱۵ ص ۱۹)۔

۳- ۔ ینابیع الموده، ج۲، ص۳۵۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ :"انّ اللّہ جعل ذریہ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریّتی فی صلب علی بن ابی طالب"(۱)

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا: "تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی نسل اس کے صلب سے قرار دی لیکن میری نسل علی بن ابی طالب کی صلب میں قرار دی"

مذکور متفق علیہ احادیث سے واضح ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ نے شجرہ سیادت اور ولایت میں حضرت علی علیہ السلام کو اپنے ساتھ قرار دیا ہے، اور صلب حضرت علی علیہ السلام سے پیدا ہونے والی اولاد کو اپنی نسل قرار دیا ہے اور قیامت تک ان سب پر زکوٰۃ واجب کو حرام اور خمس کو حلال قرار دیا پس سیّادت علویّہ کا انکار کرنے والا در اصل حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ کے فرمان کو جھٹلا رہا ہے اور حلال حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو حرام اور حرام کو حلال کرکے اپنی عاقبت خراب کر رہا ہے

اس بنا پر کتاب کے محترم مؤلف نے تمام علوی النسّب لوگوں کے ساتھ سیّد لکھا ہے چونکہ ایران میں حضرت علی کی فاطمی اور غیر فاطمی تمام اولاد کے نام کےساتھ سیّد لکھا جاتا ہے جب کہ پاکستان میں جہالت اور تعصّب کی بنا پر علوی اور سیّد نہیں لکھا جاتا ہے جناب علامہ الحاج شیخ علی ربّانی خلخالی، فقہ اور تاریخ اسلام کے بہت بڑے عالم ہیں محبت حسین کا یہ کہنا کہ "بر صغیر پاک و ہند کے حوالے سے، حضرت عباس بن علی سے ملائے گئے نسب اور ان کو سیّد کہنے پر اصرار کو مسترد کرتا ہوں"، کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ ایک عالم کی بات کو ایک جاہل مسترد کر دے

ہم تاریخی شواہد کے ساتھ واضح کر چکے ہیں کہ حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام کے پانچوں فرزندوں کی اولاد پاک و ہند

۱- ۔ فیض القدیر، ج ۲، ص ۲۳۳ ؛مناقب ابن مغازلی، ص۴۹۔

میں موجود ہیں کسی ایک کی نسل کا انکار کرنے والا در اصل اپنی بے شعوری اور جہالت کا اعلان کر رہا ہوتا ہے بسا اوقات بعض جعل ساز اپنے غلط نظریے پر ابوجہل کی طرح ہٹ جاتے ہیں، ان کو اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ و آلہ بھی سمجھائے تو وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی نہیں چھوڑتے گے

ہماری تحقیق اورماہر نسّابہ کی تصدیق کے مطابق جن کا سلسلہ نسب حضرت عون قطب شاہ بن یعلیٰ بن ابی یعلیٰ حمزہ کے واسطہ سے حضرت عبّاس بن علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے ملتا ہے وہ صحیح النّسب علوی سادات ہیں، وہ لومہ الائم کی پرواہ ہرگز نہ کریں اور اپنی سیّادت علویّہ کا کھل کر اظہار کریں اور اپنے شرعی فریضہ پر عمل کریں عام امّتی کی زکوٰۃ اور صدقات واجبہ سے پرہیز کریں ممکن ہو تو اپنے خاندان کے شجرہ اور مختصر تاریخ کی کاپی ہمیں ارسال کردیں، تا کہ آئندہ تالیفات میں استفادہ کیا جاسکے

لیکن یاد رکھیں صحیح النسب اور معروف النسب قطب شاہی اعوان ہی " علوی سادات " کے عنوان اور احکام کے حامل ہوں گے جن کی علم انساب اور شہرت عرف تائید کرتے ہیں لہٰذا

مشکوک و مجہول اورمجعول النسب اعوان کے بارے میں اصالۃ العدم جاری ہو گی وہ اس حکم میں نہیں آئیں گے

آل رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وآلِ علی علیہ السلام کو دکھ دینا گناہ کبیرہ ہے

آخر میں اس حقیقت کے منکرین کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ آل رِسول صلی اللہ علیہ و آلہ وآلِ علی علیہ السلام ، یعنی سادات فِاطمیّہ اور سادات عِلویّہ کو اذیت و آزار دینے سے بچیے چوں کہ ان ہستیوں اور ان کی اولاد کے ساتھ دشمنی رکھنا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ کو دکھ اور تکلیف پہنچانا ہے جو اللہ تعالیٰ کے غیض و غضب کا باعث ہے اس بنا

پر یہ گناہ کبیرہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبی صلی اللہ علیہ و آلہ کو اذیت اور دکھ دینے والوں پر لعنت کی ہے:

(انَّ الَّذِینَ یُؤذُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللهُ فِی الدُّنیَا وَالآخِرَهِ وَعَدَّ لَهُم عَذَابًا مُهِینًا)(۱)

"جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور اس نے ان کے لیے ذلّت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے"

حافظ حسکانی حنفی نے کتاب شواہد التنزیل ج۲، ص۹۳، پر اس آیہ کے ذیل میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا:

"مَن آذی علیاً فَقَدآذانی و مَن آذانی فَقَد آذی اللّٰہ"

ترجمہ: "جس نے علی ؑ کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی"

اپنے حسبی نسبی رشتہ داروں کو اذیت اور دکھ پہنچانے والوں کے بارے میں حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا:

"ما بال اقوام یؤذوننی فی نفسی و ذوی رحمی آلا و من آذی نسبی و ذی رحمی فقد آذانی و من آذانی فقد آذی اللہ"(۲)

"اس قوم کا کیا انجام ہو گا جو میرے حسبی ونسبی رشتہ داروں کو اذیت ودکھ پہنچائے، آگاہ رہو! جس نے میرے نسبی و حسبی رشتہ داروں کو اذیت پہنچائی پس اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے دکھ و اذیت دی پس اس نے خدا کو اذیت دی"

قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ و آلہ : "حرمت الجنّہ علی من ظلم اہلبیتی وآذانی فی عترتی"(۳)

۱- ۔ (سورہ الاحزاب آیہ ۵۷)۔

۲- ۔ (اسعاف الراغبین ص۴۲)۔

۳- ۔ (بحارالانوار، ج۲۶، ص۲۲۹)۔

ترجمہ: رسول اللہ

صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا: اس پر جنت حرام ہے جو میرے اہل بیت پر ظلم کرے اور میری عترت کی نسبت اذیت پہنچائے"

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا:

"انّ فاطمۃ بضعہ منی فمن آذاھا فقد آذانی و من اغضبھا فقد اغضبنی"(۱)

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا: فاطمہ

میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے اسے غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا

پس ان ہستیوں اور ان کی اولاد کے ساتھ دشمنی رکھنا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ کو دکھ اور تکلیف پہنچانا ہے جو اللہ تعالیٰ کے غیض و غضب کا باعث ہے، یہ ایک ایسا گناہ ہے جس کی بخشش نہیں ہے

آیت میں (یُؤذُونَ) فعل مضارع ہے جو استمرار پر دلالت کرتا ہے، یعنی کل بھی اور آج بھی اگر کوئی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ کو دکھ اور اذیت و آزار کا باعث بنے تو (لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنیَا وَ الاَخِرَہِ) یعنی دنیا وآخرت میں اس پر اللہ کی لعنت ہے نیز اس کے لیے آخرت میں (وَ اعَدَّلَھُم عَذَابَاً مُھِیناً) ذلت آمیز عذاب بھی تیارکر رکھا ہے

امید ہے تبصرہ نگار حقیقت کو قبول کرتے ہوئے توہین آمیزتبصروں اور نسل حضرت عبّا س علیہ السلام کے انکار کی راہ اور بے رحمی کو چھوڑ کر اپنی عاقبت کو بہتر بنانے کی سعی کرے گا نیز یہ تذکرات سب کے لیے مفید ہیں، "مجلہ اعوان" اسلام آباد کو بھی ناصبیّت اور آل علی علیہ السلام سے دشمنی پر مبنی تبصرہ یا مضامین شائع کرنے سے گریز کرنا چاہیےبصورت دیگر ان کا

۱- ۔ (صحیح بخاری ج ۵، ص ۲۶؛ جلد ۳، ص ۱۳۶۱ حدیث ۳۵۱۰، طبع بیروت)۔

جواب بھی شائع کرنے کی جرأت ہونی چاہیے، اللہ ہم سب کو حق اپنانے اور لکھنے کی توفیق عطاء فرمائے، آمین

محبّت حسین اعوان نے اپنے اچھوتے تبصرے کے آخر میں ایک چیلنج کیا ہے، ہم اس کو قبول کرتے ہوئے تقاضا کرتے ہیں کہ دین اسلام کے دونوں بڑے مذاہب، شیعہ اور سُنّی کے معتبر علمائے کرام جو فقہ، تاریخ، علم رِجال اور انساب کے ماہر ہوں، ان کا ایک پینل یا جرگہ بیٹھایا جائے، اور ان سے کہا جائے کہ وہ ان دوسوالوں کا مدلل جواب دیں:

۱۔ اسلام کی اصطلاح میں "سیّد" کا اطلاق اور احکام سادات مثل زکوٰۃ و صدقات کا حرام ہونا، خمس کا حلال ہونا اور امامت جماعت میں مقدم ہوناوغیرہ کن کن پر نافذ ہوتے ہیں؟

۲۔ حضرت عون بن یعلیٰ بن ابی یعلیٰ حمزہ معروف بہ قطب شاہ اورملک غازی میر قطب حیدرشاہ میں سے کس کا شجرہ نسب ساتویں صدی سے ما قبل لکھی جانے والی معتبر کتب انساب میں پایا جاتا ہے جو فیصلہ علمائے حقہ دیں گے، ہمیں قبول ہوگا

اب ہمارا چیلنج ہے کہ

(۱) آپ اپنے معتبر منبع "مراٰۃ مسعودی" کے ماٰخذ کو دکھائیے اور ہم سے دو برابر نقد انعام لیں

ورنہ مولوی نور الدین مرحوم کی بجائے اپنے آپ کو جھوٹا کہیے، ان کی کتابوں کے ماٰخذ دستیاب نہ ہوں تو وہ معتبر نہیں مگر سیّد سلطان مسعود شہید سے چھ سو سال بعد لکھی جانے والی کتاب "مراٰۃ مسعودی" بغیر ماٰخذ کے کیسے معتبر ہو گئی؟ یہ دوہرا معیار کیوں ؟

(۲) آپ نے مولوی نور الدین مرحوم پرنیا شجرہ بنانے کا الزام لگایا ہے، ہم پوچھتے ہیں !آپ نے ابھی حال ہی میں نیا انوکھا شجرہ بنایا ہے، یہ کیسے اصلی بن گیا ہے ؟ اگر آپ کے

نزدیک تمام مؤلفین کی شجرہ نامہ عمرانی اور انساب کی اصولوں کی خلاف تھی تو آپ کا بنایا ہوا شجرہ کس اصول کی بنا پر صحیح ہوگیا؟

(۳) آپ کی بقول ملک غازی قطب حیدر پانچویں صدی میں ہوئی ہیں، تو انہوں صدی سے قبل لکھی جانے والی کسی معتبرکتاب میں سے ان کا نسب اور علوی ہونا ثابت کریں؟ ورنہ ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر قوم سے معافی مانگیں اور اپنی عاقبت کی فکر کریں۔

والسّلام علیٰ اخواننا المؤمنین

ملتمس دعا : سیّدابوالحسنین وزیر حسین علوی

المصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ انٹرنیشنل یونیورسٹی قم، ایران

مآخذ

۱ـقرآن مجید، کتاب اللهـ

۲ـالکافی، شیخ کلینی، دارلکتب الاسلامیـ تهران

۳ـعلل الشّرائع، شیخ صدوق ، ناشر کتابخانـ حیدری، نجف الاشرف

۴ـسفینه البحار، شیخ عبّاس قمی ، آستان قدس رضوی

۵ـالخصال، شیخ صدوق ، جامعـ مدرسین

۶ـبحار الانوار، علامـ محمد باقر مجلسی ، دار احیاء التّراث، بیروت

۷ـتاریخ الامم و الملوک، طبری، اروميـ

۸ـتاریخ بغداد، خطیب بغدادی، بغداد

۹ـتذکره الخواص، ابن جوزی، انتشارات اهل بیت ، بیروت

۱۰ـتهذیب الانساب، ابن حجر عسقلانی، دار الصادر، بیروت

۱۱ـتنقیع المقال فی احوال الرجال، مرتضوی نجف اشرف

۱۲ـجمهره النسب، کلبی، کتابخانـ نهضت عربی

۱۳ـسر السلسله العلویه، ابو نصر بخاری، مطبع حیدری، نجف اشرف

۱۴ـالشجره المبارکـ فی انساب الطالبیه، انتشارات کتابخانـ آیت اللهـ نجفی، قم

۱۵ العبّاس، سیّدعبدالرزاق موسوی المقرم

۱۶ المجدی فی انساب الطالبین، سیّد ابوالحسن علی علوی العمری، قم مقدس

۱۷ وسیله الدارین فی انصار الحسین علیه السلام ، مؤسس اعلمی، بیروت

۱۸ نفس المموم فی مصیبه سیّدنا الحسین المظلوم ، کتابخان بصیرتی، قم

۱۹ ستارگان درخشان، محمد جواد نجفی، کتابفرشی اسلامی، قم، ایران

۲۰ حضرت اباالفضل علیه السلام مظر کمالات و کرامات، میر سید علی ابطحی، سینا، قم

۲۱ چر درخشان قمر بن اشم علیه السلام ، علی ربّانی خلخالی، انتشارات الحسین علیه السلام ، قم

۲۲ تاریخ عبّاسی تذکر سادات علوی، سیّد شریف احمد شرافت نوشای

۲۳ انوار السّیادت فی آثارالسّعادت، سیّد شریف احمد شرافت نوشای،

معارف نوشایی، سان پال شریف، منای باؤالدین، پاکستان

۲۴ اولاد امیر المومنین علیه السلام کیاعلوی سادات یی، سیّدابو الحسنین وزیر حسین

علوی، ناشر مؤسس سیّد الاوصیاء امیر المومنین علیه السلام ، قم مقدس، ایران

۲۵ اُمُّ البنین

نماد از خود گذشتگی، محمد رضاعبدالامیر انصاری، موسی دانش

۲۶ اُمُّ البنین علیها السلام ، سیّدضمیر اختر نقوی، مرکز علوم اسلامی، کراچی پاکستان

۲۷ موسوعه الحسین علیه السلام ، ابوالفضل العبّاس علیه السلام ، ج۹، تران، ایران

۲۸ وادی سون سکیسر تاریخ و تذیب، محمد سرور اعوان، لوک ورث اسلام آباد

۲۹ صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، طبع بیروت، لبنان

۳۰ صحیح مسلم، ابو الحسین مسلم، طبع بیروت، لبنان

۳۱ سنن ترمذی، شرح احمد شاکر، طبع مصر

۳۲ مسند احمدا بن حنبل ، طبع مصر

۳۳ تاریخ علوی اعوان، محبّت حسین اعوان، طبع کراچی

۳۴ ابصارالعین فی انصارالحسین-، قم، ایران

۳۵ وقائع الشور و الایّام، علامہ بیرجندی، قم، ایران

۳۶ اُمُّ البنین

سیّده النساء العرب، سیّد مہدی الخطیب

۳۷ ستارہ درخشان مدینہ حضرت امّ البنین ، علامہ علی ربّانی خلخالی

۳۸ علی علیه السلام خلیفه الرسول صلی الله علیه و آله ، موسوی، سیّد محمد سلیم علوی، ناشرمحدث، قم

۳۹ وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل شریعہ، محمد حر عاملی، بیروت

۴۰ صحیفہ وفا، المقرم، ترجمہ، سید مہدی حسینی، ناشر انصاریان، قم

۴۱ صحیفہ سادات، صفدر حسین ہوگر، ناشر شریکهالحسین، پکی شاہ مردان

۴۲ من لا یحضرہ الفقیہ، ابی محمدبن علی القمی، جماعه المدرسین، قم

۴۳ نہج البلاغہ، موئسسہ امیر المؤمنین، قم

۴۴ خصائص العباسیہ، محمد ابراہیم کلباسی، صیام، میدان انقلاب، تہران

۴۵ المعقبون من آل ابی طالب، سیّد مہدی رجائی، عاشورا، قم

۴۶ سیادت علویہ، سیّد زین العابدین علوی، طبع شریف پریس راولپنڈی

۴۷ انساب الابرار فی آل عبّاس علمدار ، محمد سرور اعوان، طبع لاہور

۴۸ علوی اعوان قبیلہ مختصرتعارف علامہ محمد یوسف جبریل پاکستان

۴۹ انوار شمسی، مولوی امیر بخش، آستانه عالیه، سیال شریف، سرگودها

ص: ۲۸۹

جناب السیّد ابوالحسنین وزیر حسین العلوی کی تالیفات:

□اولاد امیرالمومنین علیه السلام کیاعلوی سادات □یا؟□

□کریمهُ الخلائِق حضرت اُمُّ البنین □

□انوار العلوی□□□فن تحقیق□

□ولی فیض رسان بابا سیّد سلطان□

□نکاح غیردائماز دیدگا□ قرآن و سنّت(فارسی)□

□امکان فہم قرآن(فارسی)

□ اعجاز عددی قرآن(فارسی)□

□سلامهالقرآن من التحریف□

تراجم:

□ موسیقی از نظر اسلام□

□ستار□ درخشان حضرت قمر بنی □اشم علیه السلام □

□منادیِ توحید□

□بیس س□ زیاد□ تحقیقی مقالات(اردو،فارسی)□

□□□□□

کے بارے میں مرکز

بسم الله الرحمن الرحیم والحمد الله رب العالمین

کوثر وجود زهرائے مرضیه سلام الله علیها کی بارگاہ میں پیش ہے

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ

کیا علم والے اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟ سوره زمر/ ۹

تعارف:

تعارف:

کمپیوٹر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اصفہان، ۲۰۰۷ سے حضرت آیت الله حاج سید حسن فقیه امامی (قدس سره الشریف)، کے زیر نگرانی ، یونیورسٹی اور حوزہ علمیہ کے علماء اور ماہرین و مفکرین کی مخلصانہ اور روزانہ کی انتھک کوششوں کے ساتھ مذہبی، ثقافتی اور علمی شعبوں میں اپنی سرگرمیاں شروع کی ہیں

منشور:

کمپیوٹر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اصفہان نے اسلامی علوم کے میدان میں محققین ومفکرین کو کتابوں تک تیز رفتار طریقے سے پہنچانے کا بیڑا اٹھایا ہے،اور یہ دیکھتے ہوئے کہ اس میدان میں کام کرنے والے سرگرم ادارے اور مراکزبکھرے ہوئے اور جدا جدا ہیں جن تک رسائی بڑی ناممکن لگتی ہے اس لئے صرف اور صرف علمی فائدے کو مدّنظر رکھتے ہوئے اور ہر طرح کے ذاتی تعصب ،سماجی نقطے اختلاف ،قومی اور قبائلی اختلاف کو پَرے جھٹکتے ہوئےایک پروجیکٹ کا آغاز اس بنیاد پرقائم کیا کہ : »شیعہ مراکز اور ادارے کی تخلیق کرے اور شائع کرده تمام کتابوں اور انکےکاموں کو نظم وضبط اور ترتیب وتنظیم دیتے ہوئے انہیں یکجا کردیے « تاکہ اس کوشش کے ذریعے ماہرین اور محققین کے پاس کتابوں اور تحقیقی مقالات کا انبار ہواور انکی جیب میں دنیا جہاں کا کتابخانے موجود ہو تاکہ وہ ہردم اس سے فائدہ اٹھا سکیں، تعلیم یافتہ نسل اور تمام طبقات کے لئے مفید مواد مختلف زبانوں اور مختلف فارمیٹس میں تیار کرنا اور اسے سائبر اسپیس میں مفت منتشر کرنا اور دلچسپی رکھنے والوں تک پیغام اہلبیت علیہم السلام پہنچانا ہمارا مقصد ہے

ہمارے مقاصد:

اسلامی ثقافت اور معارف ناب ثقلین کا فروغ اور ترویج و توسیع (کتاب الله و اهل البیت علیهم السلام)

لوگوں ،اور خاص طور پر نوجوانوں کی عام حوصلہ افزائی تاکہ وہ مذہبی مسائل زیادہ قریب سے سمجھ سکیں

موبائل، ٹیبلٹ اور کمپیوٹرز میں بیکار اور بے ہودہ مواد کے بجائے مفید مواد کو پہنانا ہے

مدرسے اور یونیورسٹی کےمحققین و مفکرین کے لئے خدمات فراہم کرنا

لوگوں میں مطالعے کی عمومی ثقافت کو عام کرنا

اپنی اشاعتوں کو ڈیجیٹل بنانے کے لئے پبلشروں اور مصنفین کو ترغیب دلانا

پالیسی:

قانونی لائسنس اور اجازت ک مطابق کام کرنا

م فکر اور م سو مراکز ک ساتھ تعلقات و مواصلات

متوازی اور تکراری کام س بچنا

صرف علمی مواد فراہم کرنا

اشاعت ک ذرائع کا ذکر

ظاہر ہ ک تمام کتابو میں مندرج چیزو کی ذمہ داری مصنف پر ہ

انسانی ٹیمو کی دیگر سرگرمیاں:

کتابیں، کتابچے اور دیگر ایڈیشن کی اشاعت

کتاب پڑھنے ک مقابلو کا انعقاد

مجازی نمائشو کانعقاد: تاریخی، مذہبی جگہو میں پنورما، سیاحت اور ...

اینیمیشن کی تخلیق ،کمپیوٹر کھیل وغیرہ

اس ایڈریس ک ساتھ ویب سائٹ شروع کرنا: www.ghaemiyeh.com

ڈرامائی پروڈکشن، لیکچرز اور ...

مذہبی، اخلاقی اور نظریاتی و عقائدی سوالات ک جواب دینے ک نظام کی شروعات اور حمایت

اکاؤنٹنگ سسٹم، میڈیا بنانے والا، موبائل میکر، بلوتوت خودکار اور دستی نظام، ویب کیوسک، ایس ایم ایس اور ...کی نظام سازی

عوام ک لئے مجازی تعلیمی نصاب اور ٹریننگ کورسز (مجازی)

ٹیچر ٹریننگ کورسز(مجازی)

۱. کمپیوٹرز ،ٹیبلٹ اور موبائل ک لئے گلوبل فارمیٹس میں مختلف قسم ک ریسرچ سافٹ ویئر کی تولید و تخلیق : JAVA

۲. ANDROID

۳. EPUB

۴. CHM

۵. PDF

۶. HTML

۷. CHM

۸. GHB

۱. چار عدد مارک کتاب قائمیں ک نام س ،ورژن: ANDROID

۲. IOS

۳. WINDOWS PHONE

۴. WINDOWS

تین زبانو فارسی، عربی اور انگریزی میں انسٹی ٹیوٹ کی ویب سائٹ پر مفت میں دستیاب ہیں

اختتامی کلمات:

ہم ہر اس ادارہ، مرکز، مراجع معظم تقلید کے دفاتر، تنظیموں، ناشرین، مصنفین اور تمام معزز بزرگوں اور دوستوں جنہوں نے ہمیں اس مقصد تک پہنچنے میں ہماری مدد کی یا اپنے بیٹا کو ہمارے اختیار میں قرار دیا شکر گذار ہیں

مرکزی دفتر کا پتہ:

اصفہان –خیابان عبدالرزاق - بازارچه حاج محمد جعفر آباده ای - کوچه شهید محمد حسن توکلی -پلاک ۱۲۹- طبقه اول

ویب سائٹ: www.ghaemiyeh.com

ای میل: Info@ghbook.ir

مرکزی دفتر ٹیلی فون: ۰۰۹۸۳۱۳۴۴۹۰۱۲۵

تہران ٹیلی فون: ۸۸۳۱۸۷۲۲ ۰۲۱

تجارت اور فروخت: ۰۰۹۸۹۱۳۲۰۰۰۱۰۹

صارفین کے معاملات: ۰۰۹۸۹۱۳۲۰۰۰۱۰۹

مرکز تحقیقات رایانه‌ای
قائمیه
اصفهان
www
برای داشتن کتابخانه های‌تخصصی
دیگر به سایت این مرکز به نشانی
www.Ghaemiyeh.com
www.Ghaemiyeh.net
www.Ghaemiyeh.org
www.Ghaemiyeh.ir
مراجعه و برای سفارش با ما تماس بگیرید.
۰۹۱۳ ۲۰۰۰ ۱۰۹